اھوال القبور
مکمل ترجمہ
قبر کی ہولناکی
مصنف
للحافظ ابی الفرج زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد
ابن رجب الحنبلی البغدادی الدمشقی
مترجم
علامہ شاہ محمد چشتی
کرمانوالہ بک شاپ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

Marfat.com

مصنف

ابن رجب الحنبلی البغدادی الدمشقی

للحافظ ابی الفرج زین الدین عبدالرحمن بن احمد

مترجم

علامہ شاہ محمد چشتی

فاضل دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

محرک

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قیمت 120 روپے

از تحریر
حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

شائع
یکم مئی 2006

Marfat.com

فہرست

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

عرضِ ناشر

عزیز قارئین کرام۔

الحمدللہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، اللہ رب العزت کا کروڑ کروڑ احسان ہے کہ ہم اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جس میں قبر کی زندگی کے اچھے یا برے احوال پڑھنے کو ملیں گے جسے نامور فاضل جناب امام ابن رجب حنبلی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھویں صدی ہجری میں تحریر فرمایا۔

ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ ہم نے اس نادر و متبرک کتاب کا ترجمہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی، عرصۂ دراز سے علمی اور مذہبی حلقوں میں اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔

کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ بہت سی کتب میں اس کتاب کے حوالہ جات نقل ہوئے ہیں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے بھی جگہ جگہ اس سے استفادہ کیا ہے۔

اسی صورتِ حال کے پیش نظر ہم نے اس نادر اور اعلیٰ ترین کتاب کا ترجمہ کرنے کے لئے معروف عالمِ دین اور عربی زبان کے ماہر حضرت علامہ مولانا شاہ محمد چشتی قصوری خوشنویس کی خدمتِ عالیہ میں درخواست پیش کی۔ آپ ایک اعلیٰ پایہ کے عالم دین ہونے کے علاوہ عربی زبان کے اسرار و رموز سے بھی کما حقہ واقف ہیں اور دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور سے جامعہ نعیمہ لاہور حزب الاحناف لاہور کے مستند ہیں۔

حضرتِ علامہ کی مہربانی کہ انہوں نے اس کار خیر میں ہماری راہنمائی فرمائی

Marfat.com

اور اپنی گوناں گوں مصروفیات میں سے قیمتی وقت نکال کر اس کتاب کا نہایت ہی سلیس ترجمہ کیا تاکہ ہر کسی کو سمجھ آجائے، عام طور پر ہمیں ایسے تراجم ملتے ہیں جو صرف بڑے بڑے علماء وفضلا ہی سمجھ پاتے ہیں مگر اس ترجمہ میں آپ کو ایسی صورتِ حال کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

ادارہ اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں محترم المقام جناب مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب کا بھی بیحد ممنون ومشکور ہے کہ جن کی تحریک کی بدولت یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ سے دست بستہ دعا ہے کہ ہماری کاوش کو اپنی بارگاہ بیکس پناہ میں قبول فرمائے اور ہمارے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو معاف فرما کر ہمارے عزیز و اقارب، دوستوں اور ہمارے لیے قبر کی منزلوں کو آسان فرمائے اور بروز قیامت شفاعت رسول کریم، رؤف ارحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہرہ مند فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

25 دسمبر 2005ء

خیر اندیش

محمد سمیع اللہ برکت نقشبندی

Marfat.com

نشانِ منزل — محمد منشاء تابش لاہور

وقت کے عظیم مترجم

علامہ شاہ محمد چشتی مدظلہ

حضرت مولانا شاہ محمد چشتی قصوری مدظلہ میرے ہم جماعت' ہم مشرب' پیر بھائی اور حج و زیارت کے ساتھی ہیں۔ موصوف نے مرکزی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور' حزب الاحناف لاہور جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں علوم وفنون اسلامیہ کی دولت عظمیٰ کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے اکابر اساتذہ میں یہ بلند مرتبت شخصیات جنہوں نے انتہائی شفقت و محبت سے مولانا شاہ محمد چشتی کو علم وعمل سے نوازا۔

امام اہل سنت حضرت قبلہ سید ابوالبرکات شاہ صاحب الاشرفی القادری' فقیہ اعظم حضرت مولانا علامہ مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب النعیمی القادری الاشرفی' مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین صاحب النعیمی الاشرفی' حضرت مولانا علامہ ابوالضیاء محمد باقر ضیاء النوری رحمھم اللہ تعالیٰ نیز حضرت امام الصرف مولانا الحاج صوفی محمد ہاشم علی صاحب نوری' حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی دامت برکاتہم سے بھی آپ نے خوب خوب استفادہ کیا۔

۱۹۶۵ء میں

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف سے آپ نے سندفراغت و دستار فضیلت حاصل کی اور مختلف مساجد میں امامت و خطابت کے فرائض باحسن وجوہ سرانجام دیتے رہے۔

آپ وقت کے بہترین خطاط ہونے کے باعث زیادہ تر کتب حدیث و شریعت کی کتابت میں عشق کی حد تک مصروف ہوئے۔ بخاری شریف' تسہیل البانی کے علاوہ بڑی بڑی کتابوں کی کتابت فرمائی۔ بڑے بڑے علماء کرام' مشائخ عظام نے آپ کی خوش نویسی

Marfat.com

سے استفادہ فرمایا اور کتابیں لکھوائیں۔

حضرت شیخ المشائخ الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ نے ماہنامہ ''نور اسلام'' کا ضخیم وعظیم نمبران سے کتابت کرایا جو ایک تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد صاحب چشتی نہایت پختہ عالم دین ہیں' تمام علوم جدیدہ پر یدطولیٰ رکھتے ہیں' بہترین مدرس ہونے کی صلاحیتوں سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت زودنویس مترجم ہیں' آپ متعدد کتب کے تراجم فرما چکے ہیں۔ حال ہی میں کرمانوالہ بک شاپ کے ناظمین نے آپ سے متعدد کتب کے تراجم کرائے جن میں خصوصیت سے حضرت للحافظ ابی الفرج زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد علیہ الرحمۃ کی شہرۂ آفاق کتاب ''احوال القبور'' کا ترجمہ آرہا ہے۔ جو اپنی نوعیت کا مکمل اور کامل ترجمہ ہونے کے ساتھ ساتھ محبت وادب کی چاشنی سے بھرپور ہے۔ رقم السطور' حضرت مترجم اور ناشرین کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ موصوف کے قلم کو مزید جولانیاں عطا فرمائے اور قلم وقرطاس کے سلسلہ کی آبیاری کے لئے مزید جلا بخشے۔

آمین ثم آمین

فقط

محمد منشاء تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

خطیب مرید کے ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہاریہ (از مترجم)

رمضان المبارک ۷۹۵ھ میں دمشق کی سرزمین پر انتقال کرنے والے عظیم فاضل حافظ ابو الفرج زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد رجب حنبلی رحمہ اللہ کی کتاب ''احوال القبور واحوال اھلھا الی النشور'' سامنے ہے، نہایت وقیع کتاب ہے۔ مجھے اس کے ترجمہ کی سعادت مل رہی ہے، اصولی طور پر یہ کتاب علماء وفضلاء کے کام کی چیز ہے اور علماء بھی وہ جنہیں علم کلام سے جنون کی حد تک لگاؤ ہو لیکن اس کا اکثر حصہ عام قاری کیلئے بھی نفع رسانی سے خالی نہیں اور پھر میں نے ممکن حد تک اسے سہل زبان میں ڈھالنے کی پوری سعی بھی کی ہے۔

ربطِ آخرت کے لحاظ سے کتاب انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہے اور دینوی اور آخروی حیات کے تقاضے واضح کرتی ہے اور پھر ذیلی مباحث میں تبلیغ کا فریضہ بھی باحسن وجوہ انجام دے رہی ہے۔

مصنف چونکہ نہایت مضبوط اعصاب کے مالک ہیں، اس لئے انہوں نے کتاب میں ایسے دقیق مسائل کا ذکر کیا ہے جو بڑی بڑی کتابوں میں بڑے بڑے عظیم فضلاء کے قلم سے نکلے ہیں، کتاب پڑھ کر دیگر عظیم مصنفین کے عندیات کی تصویر کشی نہایت مناسب طریقہ سے ہو جاتی ہے اور پھر لطف یہ کہ تقویت مضامین کیلئے آیات واحادیث کا کافی ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے۔ کتاب میں درج چند نازک مباحث یہ ہیں:

۱۔ سماعِ موتیٰ جس میں مختلف اقوال علماء کا بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ سوالِ نکیرین کے وقت اعادۂ روح کے متعلق علماء کا اختلاف بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ عذابِ قبر روح کو ہوتا ہے یا جسم کو یا دونوں کو، اس کی وضاحت ہے۔

۴۔ برزخ میں محلِ ارواح کون سا مقام ہوتا ہے (اس میں انبیاء، شہداء اور عام مومنین نیز کفار کی ارواح کا محلِ قرار بیان کیا گیا ہے)

۵۔ بقاء وفناءِ جنت ودوزخ کا بیان ہے۔

Marfat.com

۶۔ وضاحت روح کا ذکر ہے کہ یہ عرض ہوتی ہے یا مستقل ذات۔

آپ غور کریں کہ ان مباحث کو چھیڑنا اور پھر کامیابی سے نبھانا کوئی آسان کام نہیں لیکن آپ دیکھیں گے کہ فاضل مصنف نے انہیں کتنے حسین طریقے سے نبھایا ہے۔

اعتذار

برادرانِ گرامی! میں نے عرصہ دراز کے بعد ترجمہ جیسے مشکل کام کی طرف توجہ کی ہے غالبًا مجھے کتب سے ایک گونہ لاتعلق ہوئے اڑتیں سال کا عرصہ گذرا ہے تاہم میں نے حلِ مباحث کی پوری کوشش کی ہے لیکن ممکن ہے غیر ارادی پر ''مرکب من الخطاوالنسیان'' کا مظاہرہ بھی ہوا ہولہٰذا معتذرانہ گذارش ہے کہ آپ عفوودرگزر سے کام لیں اور ممکنہ کوتاہیوں کی نشاندہی فرمائیں کیونکہ عظیم فضلاء کی یہی اچھی عادت شمار ہوتی ہے۔

باعث ترجمہ نامور فاضل مولانا محمد منشا تابش قصوری کی ثواب گیری پر تبریک کرتے ہوئے ''کرمانوالہ بک شاپ'' کے مالکان جناب سمیع اللہ برکت اور سیف اللہ برکت صاحبان کی حوصلہ افزائی کیلئے بھی اُدعیۂ قلبیہ کے تحائف پیش کرتا ہوں۔امید ہے کہ یہ صاحبان، ترجمۂ کتبِ قدیمہ کی خدمت اپنائے رکھیں گے ،اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے اورانکی دینی خدمت میں ظفریابی کیلئے بیش از بیش دعائیں کرتا ہوں۔

ترجمہ سے فراغت کے وقت اپنے کامل ترین اساتذہ کرام مفتی اعظم پاکستان حضرت سیدی ابوالبرکات سید احمد نوّر اللہ مرقدہ، عظیم محسن ،فقیہ اعظم ،ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی بصیر پوری رحمہ اللہ تعالیٰ ،مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ اور استاد شیخ الحدیث علامہ ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی کیلئے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے رفعِ درجات کی اپنی سی دعا کرنا، اپنا فریضہ سمجھتا ہوں کیونکہ میری یہ خدمت دینی انہی کی روحانی توجہ اور برکت کا نتیجہ ہے۔

یکے از گدایانِ پیر سیال نور اللہ مرقدہ
شاہ محمد چشتی سیالوی انصاری خوشنویس
پرنسپل جامعہ اجمیریہ قصور
049-2772040

Marfat.com

اظہار خیال

از علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت، پاکستان و ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ لاہور

حضرت علامہ شاہ محمد چشتی دامت فیوضہم اہل سنت و جماعت کی نہایت فاضل اور اجل عالم دین ہیں، وہ فروغ علم میں ہمہ تن و ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت علامہ ابن رجب حنفی دمشقی کی کتاب احوال القبور کا ترجمہ (بنام قبر کی ہولناکی) اردو میں کیا ہے ترجمہ عصر حاضر کے اسلوب کو پیش نظر رکھتے ہوئے، نہایت آسان، سلیس اور بامحاورہ ہے جس سے قاری کے ذہن وقلب میں وہ تمام معلومات سحر انگیز طریقے سے باحسن وجوہ سما جاتی ہیں جو حالات قبر سے متعلق ہیں۔

عذاب قبر برحق ہے اور کتاب وسنت سے اس کی تائید ملتی ہے۔ یہ کوئی تصوراتی اور تخیلاتی نظریہ نہیں ہے بلکہ اصحاب کشف اسے اس انداز سے دیکھتے ہیں جیسے ایک انسان اپنی نظر و بصر سے دیکھا کرتا ہے۔ یہی وہ سوچ ہے جو انسان کو اس فانی دنیا میں گناہ سے بچنے میں مددگار بنتی ہے۔

کسی چیز کا اچھا انجام اعمال حسنہ کرنے پر ترغیب کا ذریعہ بنتا ہے اور افعال سیئہ سے ترہیب کا احساس پیدا کرتا ہے قرآن عظیم وسنت رسول ﷺ میں ان گنت مقامات پر ترغیب وترہیب کے احکامات بیان ہوئے ہیں اور صاحب کتاب نے انہی احکامات کو نہایت خوبصورت ترتیب و تنظیم اور تحقیق کے ساتھ صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے

Marfat.com

جس کا اندازہ فہرست کتاب سے بآسانی ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اس بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح میں اہم کردار ادا کریگی۔ یہ کتاب نہ صرف ایک انتہائی اہم موضوع پر لکھی گئی ہے بلکہ اس میں معلومات کا بھی اچھا ذخیرہ موجود ہے اور اسے اپنے موضوع پر حرف آخر کہا جاسکتا ہے۔

حضرت علامہ شاہ محمد چشتی صاحب قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ان عظیم شاگردوں کی صف میں نمایاں نظر آتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کو تحصیل و ابلاغ علم کے لیے وقف کر رکھا ہے اور جس کا ناقابل انکار ثبوت یہ ترجمہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ علامہ موصوف نے احوال القبور کا ترجمہ (قبر کی ہولناکی) کر کے نہ صرف مؤلف کتاب کو زندہ کیا ہے بلکہ اردو کے ذخیرہ کتب میں ایک اور بہترین کتاب کا اضافہ کیا ہے۔

بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ وہ باعث تخلیق کائنات وکون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مولف و مترجم اور ناشرین کی سعی جمیل کو قبول فرمائے۔

الاحقر ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی

جامعہ نعیمیہ لاہور

۲۱ نومبر ۲۰۰۵ء

Marfat.com

مختصر تذکرہ مصنف

حضرت علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ ۷۰۶ء کو بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا جان عبدالرحمٰن رجب، رجب کے مقام پر پیدا ہوئے تھے چنانچہ یہ لفظ ان کے نام کا حصہ بن گیا۔

آپ کے والد ماجد احمد بن رجب کی ولادت بھی بغداد ہی میں ہوئی۔ وہیں جوان ہوئے اور آپ وہیں زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے۔ حضرت امام ابن حجر نے انہیں دیکھا تھا ۔ بعدازاں بغداد سے مع اولاد دمشق چلے گئے اور مسند تدریس سنبھالا۔ بہت سے علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ نہایت متقی اور پارسا تھے، آپ کا وصال ۷۷۴ھ میں ہوا۔

علامہ علیمی، طبقات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن رجب بچپن ہی میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ ۷۴۴ھ میں دمشق چلے گئے اور ان کی نگرانی میں علم حدیث حاصل کیا، پھر والد ماجد کے ہمراہ علامہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن النجار (م ۷۵۶ھ) اور ابراہیم بن داؤد العطار سے اکتساب علم حدیث کیا۔ بعدازاں مصر جانا ہوا اور وہاں صدر الدین ابوالفتح المیدومی محمد بن محمد (۷۵۴ھ) ابوالحرم محمد بن القلانسی کے علاوہ علامہ بخاری کے صاحبزادے کے کئی احباب سے اخذ علوم کیا۔ پھر والد ماجد ہی کے ہمراہ سفر مکہ کیا اور علامہ فخر عثمان بن یوسف مالکی (۷۵۶ھ یا ۷۵۷ھ سے استفادہ کیا، یہاں حافظ الحدیث علامہ زین الدین عراقی آپ کے ہمدرس رہے، علامہ عراقی، ابن حجر عسقلانی کے شیخ اور امام ابن تیمیہ جوزی کے بڑے دوست تھے۔

Marfat.com

امام ابن حجر کے مطابق آپ نے مشاہیر عصر سے علوم حاصل کیے ، درس حدیث وفقہ میں سب سے ممتاز اور خصوصاً علم حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ نے ثلاثیات بخاری کا بھی سماع کیا تھا اور اسے بیان فرماتے تھے علاوہ ازیں آپ فضل و ورع میں مشہور تھے، تنہائی پسند تھی ،صرف تدریس وتصنیف سے واسطہ رکھتے ،حکمرانوں کے پاس کبھی نہیں گئے ،اپنے مدرسہ سکریہ واقع قصاعین میں قیام رکھا ،تمام مسالک میں یکساں مقبول تھے سب کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتے۔ آپ مجالس وعظ وتذکرہ کا اہتمام فرماتے تھے۔

ابن حجر کے مطابق ابن تیمیہ کے اقوال پر فتویٰ دیتے ،لوگ ناراض ہوئے تو آپ نے وہ طریقہ ترک کر دیا، اس پر تیمی حضرات ناراض ہوئے تو فتوی نویسی ہی ترک کر دی۔ ارض خمیریہ میں اپنے ہی باغ کے اندر ۴ رمضان المبارک ۹۵ ھ کو وصال ہوا اور اگلے دن جنازہ ہوا۔

ہمیشہ موت کے منتظر رہے۔ ابن ناصر الدین الدمشقی فرماتے ہیں'' مجھے آپ کی قبر تیار کرنے والے نے بتایا کہ وصال سے چند روز قبل میرے پاس تشریف لائے اور قبر تیار کرنے کا حکم دیا۔ میں نے قبر تیار کر دی، اس میں اترے، لیٹے ،اسے پسند فرمایا اور باہر نکل آئے ،ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ وصال ہو گیا۔ میں نے جنازہ پڑھا اور آپ کے لیے تیار کردہ قبر میں دفن کر دیا۔''

آپ کی کتاب ''لطائف المعارف'' میں آپ کی ۳۷ تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔ اور سب سے اہم تصنیف فتح الباری شرح صحیح بخاری ہے۔ علامہ ابن حجر نے اپنی شرح بخاری کا نام اسی نام سے لیا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

مؤلفِ کتاب

از: علامہ خالد عبداللطیف السبعی العلمی، بیروت

نام ونسب

وہ حافظِ کبیر، فقیہ، محدّث، مؤرخ، واعظ زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب بن الحسن بن محمد بن ابوالبرکات، مسعود السلامی البغدادی الحنبلی ابوالفرج معروف بہ ابنِ رجب دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (1)

حالاتِ زندگی

ابنِ رجب رحمۃ اللہ بغداد میں ربیع الاوّل ۷۳۶ھ کو پیدا ہوئے، ان دنوں دارالسلام بغداد عظیم مرکزِ علم تھا، یہاں بیک وقت علماء، قراء، حفاظ، محدثین، مفسرین اور ادیب جمع تھے، آپ ایک عظیم علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے والد اور دادا بھی عالم تھے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد سے حاصل کی پھر اسلامی ممالک کی طرف رجوع کیا، والدِ گرامی کے ہمراہ دمشق پہنچے اور ان کے ساتھ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم خبّاز نیز ابراہیم بن داؤد عطار سے سماع کیا، پھر انہی کی معیت میں مصر پہنچے تو وہاں ابوالفتح . بدومی، ابوالحرم قلانسی اور ابن الملوک

---

(۱) مزید حالات کیلئے دیکھئے الدرر الکامنہ (ص ۳۶۸ ـ ج ۲)، انباء الغمر، (ص ۴۶۰ ـ ۴۶۱ ـ ج ۱)، طبقات حفاظ سیوطی (ص ۳۶۷) شذرات الذہب (ص ۳۳۹ ـ ج ۶) الاعلام (ص ۶۷ ـ ج ۴) معجم المولفین (ص ۱۱۸ ـ ج ۵) البدر الطالع (ص ۳۲۸ ـ ج ۱) اور مختصر طبقات الحنابلہ (۷۱)

Marfat.com

وغیرہ سے سماع کیا' وہاں سے مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے جہاں فخر العلماء عثمان بن یوسف سے سماع کیا اور پھر دمشق میں مستقل قیام کیا، یہاں آپ قصاعین کے ''مدرسہ سکریہ'' میں مقیم رہے۔

آپ نے قرآنِ کریم کئی روایات سے پڑھا اور اکثر شیوخِ قراء سے استفادہ کیا، بہت سے شرعی علوم میں فوقیت حاصل کر لی چنانچہ علومِ قرآن وسنت، فقہ، اصول، تصوف، ادب اور فنونِ حدیث میں ہر طرح سے ماہر ہو گئے۔

ابنِ حجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ فنِ حدیث میں نہایت مضبوط تھے، علل اور طرقِ حدیث کی جستجو کرنے میں آپ کی بڑی شہرت تھی۔ آپ کی تالیفات کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ روایت ودرایتِ حدیث کے کس قدر بلند مقام پر فائز تھے۔

آپ صاحبِ تہجد وعبادت تھے۔ مجالسِ وعظ ونصیحت کا انتظام کرتے۔ بقول ابنِ ناصر الدین علیہ الرحمۃ آپ کی مجالس شکستہ دلوں کیلئے نصیحت کا کام کرتیں اور عام لوگوں کیلئے مبارک ونفع بخش ہوتیں، آپ پر تمام فرقے اعتماد کرتے اور دل انہی کی طرف مائل ہوتے۔

رمضان المبارک ۷۹۵ھ میں آپ بمقام دمشق وصال فرما گئے اور ''مقبرۂ باب الصغیر'' میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

تالیفات

مختلف شرعی علوم میں آپ کی کثیر التعداد تالیفات ملتی ہیں، کچھ یہ ہیں:۔

1۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری تا کتاب الجنائز (مخطوطہ) اس کا کچھ حصہ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں ہے۔

2۔ شرح جامع ترمذی (مخطوطہ) ڈاکٹر الاحمدی ابوالنور نے جامع العلوم والحکم کے مقدمہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

3۔ جامع العلوم والحکم، میں پچاس احادیث کی شرح لکھی ہے۔

4۔ ذیل طبقات الحنابلہ، مطبوعہ مکتبۃ السنۃ المحمدیہ ۱۳۷۲ھ

5۔ فضائل الشام۔

6۔ الاستخراج لاحکام الخراج، مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ ازھر ۱۳۵۲ھ

7۔ القواعد، مطبوعہ مصر ۱۳۵۲ھ

8۔ لطائف المعارف، مطبوعہ مصر ۱۳۴۳ھ

9۔ الاقتباس من مشکوۃ وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن عباس رضی اللہ عنہما

10۔ کشف الکربہ فی وصف حال اھل الغربہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۳۲ھ

11۔ اختیار الاولی شرح حدیث اختصام الملأ الاعلیٰ، مطبوعہ مکتبہ قاہرہ، مصر

12۔ تحقیق لکلمۃ الاخلاص، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۹ھ

13۔ معنی العلم

14۔ نور الاقتباس مطبوعہ مصر ۱۳۶۵ھ

Marfat.com

15۔ شرح حدیث ''ماذئبان جائعان'' مطبوعہ لاہور اور مکتبہ منیریہ قاہرہ ۱۳۴۶ھ

16۔ وظائف رمضان، مطبوعہ دمشق (باہتمام الشیخ علی آل ثانی)

17۔ اھوال یوم القیامہ، مطبوعہ مطبعۃ الامام قاہرہ ۱۳۷۸ھ

18۔ شرح حدیث ''من سلک طریقاً یلتمس علماً''

19۔ الکشف والبیان عن حقیقۃ النذ وروالایمان

20۔ نزھۃ السماع فی مسئلۃ السماع

21۔ وقعۃ بدر

22۔ شرح علل الترمذی، مطبوعہ بیروت ۱۴۰۵ھ

23۔ اھوال القبور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۃ المؤلّف

الشیخ، امام، عالم، علامہ، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الشیخ الصالح شہاب الدین احمد بن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ہر تعریف اس اللہ کیلئے جس نے اپنے بندوں کو اس دارِ دنیا میں ٹھہرایا ہے اور اسے سفرِ آخرت کیلئے ایک منزل قرار دیا ہے اور دنیا و آخرت میں ''برزخ'' بنایا ہے جو بتاتا ہے کہ فناء دنیا میں بھی عبرت ہے اور وہ برزخ (قبر) یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ وہ پاک ہے جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور ہر چیز کا اختیار رکھتا ہے۔ وہ اپنے نیک بندوں کا ہر طرف رفیق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت اس کے غضب کے آڑے آتی ہے، وہ بہت رحم فرمانیوالا بہت بخشنہار ہے۔

میں اس کی حسین نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں، شکر کرنے والوں پر اس کا فضل و کرم بے پایاں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے، کوئی شریک نہیں رکھتا، واحد اور غالب ہے، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور ایسے رسول ہیں جو غیب کی خبر رکھتے اور صاحب اختیار ہیں، وہ بشارت اور ڈر سنانے کیلئے بھیجے گئے ہیں، اللہ ان پر اور ان کے آل و اصحاب پر ایسا درود و سلام بھیجے جس کی برکتیں صبح و شام نئی سے نئی ہوتی رہیں۔

Marfat.com

امابعد۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو باقی رہنے کیلئے بنایا ہے، فناء ہونے کے لئے نہیں، وہ تو انہیں پیدا فرمانے کے بعد ایک گھر سے دوسرے کی طرف نقل کر دیتا ہے، اس نظریہ کا گروہ۔ سلفِ صالحین قائل ہے، جن میں بلال بن سعد اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو اس دارِ دنیا میں صرف اس بناء پر بسایا کہ ان میں سے کون بہترین عمل کرتا ہے، پھر انہیں دارِ برزخ کی طرف منتقل فرمادے گا اور وہاں اس وقت تک پابند رکھے گا جب تک سب کو یومِ قیامت میں جمع نہ فرمادے، وہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کی تفصیلی جزاء دیتا ہے ابنِ آدم کو دارِ برزخ میں ان کے کیے کی جزاء ملے گی، عمل کے برابر اچھا یا برا بدلہ ملے گا تو وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے صاحبِ عزت ہونگے اور اعمالِ بد کی بناء پر ذلیل و خوار، فرمان الٰہی ہے:

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔[1] (اور اُن کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے (ترجمہ کنزالایمان)

حضرتِ مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا[2]: برزخ: موت اور دنیا کی طرف لوٹنے کے درمیان ایک پردہ ہے۔ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا[3]: برزخ قبریں ہیں جو تمہارے اور آخرت کے درمیان ہیں نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا برزخ یہ قبریں ہی ہیں جن پر تم پاؤں رکھتے ہو اور وہ آواز نہیں سنتے، حضرت عطا خراسانی علیہ الرحمہ نے فرمایا: برزخ، دنیا اور آخرت کی درمیانی مدت کا نام ہے،

(۱) سورہ المؤمنون، آیت ۱۰۰ (۲) تفسیر مجاہد (ص ۴۳۴، ج ۲)
(۳) ایضاً

Marfat.com

حضرتِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی، جب اسے لحد میں اتارا گیا تو فرمایا یہ (قبر) اس وقت تک برزخ ہے جب تک لوگوں کو اٹھایا نہیں جاتا۔

امامِ شعبی علیہ الرحمہ کو بتایا گیا کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا، وہ نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں، وہ تو برزخ میں ہے۔ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: فلاں شخص فوت ہو گیا اور اہلِ آخرت میں ہو گیا، شعبی نے فرمایا اہلِ آخرت سے نہ کہو بلکہ اہلِ قبور سے کہو۔

وجہِ تالیف

میں نے یہ کتاب اپنے بعض صالح احباب کی خواہش پر ترتیب دی ہے جن کا تقاضا تھا کہ برزخ میں ہونے والے واقعات اور دنیا سے چلے جانے والوں کی اموات کے احوال جمع کر دوں، جن کے سننے سے دل کو نصیحت ہوتی ہے اور ان کے بیان سے اہلِ غفلت کو تنبہ اور بیداری ملتی ہے۔

کتاب کی ترتیب میں بکرمِ الٰہی میں نے قرآن وسنت سے مدد لی ہے، سلفِ صالحین سے مروی واقعات پیشِ نظر رکھے ہیں، نصیحت آمیز اخبار سے کام کیا ہے اور دانایانِ امت کے نثری اور منظوم کلام سے مدد لی ہے اور اس سارے کام میں اختصار سے کام لیا ہے، طول دینے کی کوشش نہیں کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس گروہ میں کر دے جو موت سے گھبراتے نہیں، بخوش گلے لگاتے ہیں، اس کے منتظر ہوتے ہیں اور قبل از موت اس کیلئے تیاری کیلئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

تفصیلِ کتاب

- کتاب تیرہ ابواب پر مشتمل ہے۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ یہ تصنیف درست اور نیک وصالح عمل ثابت ہو۔
- پہلا باب: اس بارے میں ہے کہ میت قبر میں داخلہ کے بعد کس حالت میں ہوتی ہے؟ سوال ملائکہ کی کیا کیفیت ہوتی ہے، قبر میں ان کیلئے فراخی اور تنگی کے بیان کے ساتھ ساتھ، اس کے جنت یا دوزخ میں ٹھکانے کا ذکر کیا گیا ہے۔
- دوسرا باب: اس بارے میں کہ قبر میت سے کلام کرتی ہے۔
- تیسرا باب: اس بارے میں کہ اہلِ قبور میت کے پاس جمع ہوتے ہیں اور اس سے حالات دریافت کرتے ہیں۔
- چوتھا باب: اس بارے میں کہ اعمالِ میت اس کے پاس آ کر اس کا دفاع کرتے ہیں اور اس سے ہمکلام ہوتے ہیں، یہ بھی بیان ہے کہ اعمال کے منقطع ہونے پر میت کو حسرت ہوتی ہے اور یہ وضاحت بھی ہے کہ ان میں سے بقاءِ عمل کی وجہ سے کون معتزز ہے؟
- پانچواں باب: اس چیز کا بیان کہ اہلِ قبور کو صبح و شام ان کا مقام دکھایا جاتا ہے۔
- چھٹا باب: قبر کے عذاب و نعمت کے بارے میں ہے۔
- ساتواں باب: اس بارے میں ہے کہ برزخ (قبر) میں ارواحِ موتی باہم ملاقات کرتے اور زیارت کرتے ہیں۔
- آٹھواں باب: اس بارے میں ہے کہ اموات، زندوں کا کلام سنتے ہیں، اپنے سلام کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اور ان کو بھی جو ان کی زیارت کو آتے

Marfat.com

ہیں، موت کے بعد ان کے حالات سے واقف ہوتے ہیں نیز اپنے دنیا میں اقارب کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔

- **نواں باب:** اس بارے میں کہ برزخ میں میت کے ارواح کا محل کہاں ہوتا ہے؟
- **دسواں باب:** اس میں قبور کا ذکر ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ میت کیلئے قبر تاریک ہوتی ہے اور زندہ لوگوں کی دعاؤں سے ان میں روشنی ہو جاتی ہے نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ میتوں کو زندہ لوگوں کی دعا کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ دعا کے منتظر رہتے ہیں۔
- **گیارہواں باب:** زیارت موتٰی اور ان سے نصیحت حاصل کرنے کے بارے میں ہے۔
- **بارہواں باب:** قبور کو یاد کرنا، ان کے اور سلف کے احوال میں سوچ بچار کرنا مستحب ہے، نیز اس میں سلف صالحین کے کچھ حالات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔
- **تیرہواں باب:** اس باب میں قبروں سے نصیحت حاصل کرنے کیلئے سلف صالحین کا نثری و منظوم کلام مذکور ہے۔

میں نے کتاب کا نام اھوال القبور واحوال اھلھا الی النشور رکھا ہے۔

اللہ سے سوال ہے کہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں مبنی برخلوص بنائے اور اسے اپنا قرب نصیب کرے اس کے جامع اور اس سے واقف کو دنیا و آخرت میں نفع پہنچائے۔

ہم صاحب عزت و مرتبت پروردگار ہی سے ہر امید پورا ہونے کی امید رکھتے ہیں۔

Marfat.com

باب اوّل

۱۔ قبر میں اتارنے کے بعد میت کا کیا حال ہوتا ہے؟

۲۔ ملائکہ میت سے کیا سوال کرتے ہیں؟

۳۔ کس میت کی قبر وسیع کی جاتی ہے اور کس کی تنگ؟

۴۔ میت اپنے جنت یا دوزخ کے ٹھکانے کو کیونکر دیکھتی ہے؟

فرمانِ الٰہی ہے: یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَايَشَاءُ ۝ [۱] ''اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہے کرے۔'' (کنز الایمان)

حضرت امام بخاری و مسلم [۲] نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا والی آیتِ مبارکہ عذابِ قبر کے بارے میں نازل کی گئی ہے۔

امامِ مسلم نے حدیثِ مذکور میں ان الفاظ کا اضافہ بھی کیا ہے: ''میت کو کہا جائے گا کہ تمہارا رب کون ہے؟ میت کہے گی میرا رب اللہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں'' امامِ مسلم نے فرمایا کہ یہ آیتِ مبارکہ ان صحیح جوابات کا بیان ہے: (یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ)

---

(۱) سورہ ابراھیم، آیت ۲۷

(۲) بخاری شریف، کتاب الجنائز، مسلم شریف، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا

Marfat.com

امامِ بخاری [1] نے اس موقع پر لکھا ہے ''جب مومن بندے کو قبر میں بٹھا دیا جائیگا تو وہ یوں شہادت ایمان دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں'' اور مذکورہ بالا آیت میں اسی چیز کا بیان ہے۔

طبرانی شریف [2] میں حضرت براء بن عازب کی روایت سے فرمانِ نبوی ہے:۔ ''کافر سے کہا جائے گا تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہے گا میں تو جانتا نہیں اور اس گھڑی وہ کافر بہرا، نابینا اور گونگا ہوگا۔ اس جواب پر اسے ایک بڑی گرز سے مارا جائیگا، گرز ایسی ہوگی کہ اگر پتھر پر ماردی جائے تو اسے مٹی کی طرح چور چور کردے اور اس کی آواز انسانوں اور جنوں کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ حضرت براء بتاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیان کے بعد مذکورہ بالا آیت مبارکہ پڑھی۔

ابوداؤد شریف [3] کی حدیث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ ''جب مردے سے سوال و جواب ہو جاتے ہیں اور لوگ واپس ہوتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے جبکہ اسے کہا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کونسا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟''

حضرتِ براء ہی کی ایک اور روایت ہے کہ ''مردہ کے دفن ہونے پر دو فرشتے آتے ہیں، مردے کو بٹھا کر سوال کرتے ہیں، تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، پھر سوال کرتے ہیں، تمہارا دین کونسا ہے؟ وہ کہتا ہے، میرا دین اسلام

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الجنائز (۲) طبرانی شریف فی الصغیر، ص ۱۷۸، ج ۱۔ باب من اسمہ شعیب
(۳) ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز، باب الجلوس عند القبر

Marfat.com

ہے، پھر کہتے ہیں یہ آدمی جو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا، کون ہے؟ مردہ کہتا ہے، یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں تمہیں یہ کس نے بتایا؟ وہ کہتا ہے۔ میں نے کتاب اللہ میں ان کا ذکر پڑھا' میں ان پر ایمان لایا اور انہیں سچا یقین کرلیا۔''

حضرت براء ہی کی روایت ہے کہ آیتِ مذکورہ مردہ کے صحیح جوابات پر دلالت کررہی ہے۔

حضرت براء نے مزید فرمایا (مردہ کے ٹھیک جوابات پر) پھر آسمان سے ایک نداء دینے والا نداء دیتا ہے: ''میرے بندے نے صحیح صحیح جوابات دے ہیں، اسے جنت کا بچھونا دے دو، اس کیلئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو اور جنت کا لباس پہنا دو چنانچہ اسے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں ملنا شروع ہو جاتی ہیں اور اسکی قبر حدِ نگاہ تک وسیع کر دی جاتی ہے'' .... پھر کافر کے بارے میں بتایا کہ ''مردہ کافر کی روح بدن میں لوٹائی جاتی ہے، دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھا کر کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے افسوس مجھے تو کچھ پتہ نہیں، پھر دین کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے ہائے ہائے! مجھے تو معلوم نہیں، پھر آسمان سے کوئی آواز دیتا ہے کہ یہ میرا بندہ جھوٹ پر مَرا ہے، اسے دوزخ کا بچھونا دے دو، اس کیلئے دوزخ کا دروازہ کھول دو چنانچہ اس کی طرف دوزخ کی گندی گرم ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور پھر اس کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف چلی جاتی ہیں۔''

انہیں کی روایت ہے کہ ''پھر کافر پر لوہے کی گرز تھامے ایک اندھا اور گونگا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ گرز ایسی کہ اگر وہ پہاڑ پر ماری جائے تو اسے ریزہ ریزہ

Marfat.com

کردے، وہ فرشتہ مردہ کافر کو مارتا ہے، جس کی آواز انسانوں اور جنوں کے سوا مشرق و مغرب کی درمیانی ہر مخلوق سنتی ہے، چنانچہ وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، پھر اس میں روح دوبارہ ڈالی جاتی ہے" (اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے)

امامِ احمد علیہ الرحمہ کی ایک روایت ہے کہ "مردہ کافر پر ایک اندھا، گونگا اور بہرہ فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک ایسی گرز ہوتی ہے کہ پہاڑ پر مارنے سے اسے ریزہ ریزہ کردے، چنانچہ وہ کافر کو مارتا ہے، جس سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ دوبارہ اسے پہلی حالت پر لاتا ہے، فرشتہ دوبارہ اسے گرز مارتا ہے تو وہ خوب چیخ و پکار کرتا ہے جسے انسانوں اور جنوں کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "پھر اس کیلئے دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور دوزخی بچھونا دے دیا جاتا ہے۔" [1]

حضرت ابن مندہ رحمہ اللہ نے حدیث مذکور پر مزید بتایا کہ "اس گرز کو انسان اور جن مل کر بھی ہلانا چاہیں تو ہلا نہیں سکتے اور فرشتے اسے اس گرز سے مارتے ہیں تو وہ مٹی کے ذرّے بن جاتا ہے، پھر اس کی روح واپس کر دی جاتی ہے، فرشتہ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان مارتا ہے تو اس کی چیخ و پکار انسانوں اور جنوں کے علاوہ زمین کی ہر چیز سنتی ہے، پھر آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اس کے لئے آگ کی دو تختیوں کا فرش لگا دو اور اس کیلئے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔"

ابن مندہ ہی سے ہے کہ حضرت براء بن عازب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے بارے میں بتایا کہ

---

(۱) مسند امام احمد ۴/۲۹۵، ۲۹۶

Marfat.com

''پھر اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں، آتے ہوئے دانتوں سے زمین پھاڑتے ہیں اور ان کے بال زمین پر بکھرے ہوتے ہیں، وہ آ کر اسے بٹھا دیتے ہیں۔''

یونہی فرشتوں کے کافر کے پاس آنے کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں ''ان فرشتوں کی آواز کڑکتی بدلی جیسی ہوتی ہے اور ان کی آنکھیں اُچک لینے والی بجلی کی طرح ہوتی ہیں''۔ مزید بتایا کہ وہ کافر کو لوہے کی گرز سے مارتے ہیں، گرز اتنی وزنی ہوتی ہے کہ اسے دونوں جہان والے ایک طرف سے دوسری طرف نہ کر سکیں''

صحیح بخاری و مسلم شریف میں یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ''جب مردہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے دفنانے والے واپس مُڑتے ہیں تو وہ ان کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے) اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تو کیا کہتا رہا؟ مومن کہتا ہے، میں گواہی دے رہا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اور اس کے رسول ہیں۔ چنانچہ فرشتے کہیں گے، دوزخ میں اپنا ٹھکانا دیکھ لو لیکن اللہ نے تمہیں اس کے بدلے جنت میں وہ ٹھکانا دے دیا ہے چنانچہ وہ دونوں ٹھکانے ہی دیکھ لے گا۔''

''حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ اس کی قبر حدِ نگاہ تک کھول دی جاتی ہے۔''

پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ بقیہ حدیث یوں بیان کی کہ ''منافق اور کافر سے یوں کہا جائے گا کہ اس شخص (اشارہ بجانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہوئے) کے بارے میں تو کیا کہا کرتا تھا، کافر

Marfat.com

کہے گا میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، میں تو وہی کہا کرتا تھا جو ان کے بارے لوگ کہا کرتے تھے۔ اس پر اسے کہا جائے گا تو نہ تو ان کے بارے میں کچھ جانتا ہے اور نہ ہی ان کے متعلق کچھ پڑھا ہے، پھر لوہے کے ہتھوڑوں سے اسے ماریں گے، وہ چیخے گا جسے انسانوں اور جنوں کے سوا ہر ایک سنے گا۔"

صاحب ابوداؤد شریف نے مذکورہ روایت کے ساتھ مزید معلومات بھی تحریر کی ہیں، ایک یہ کہ "مومن سے یہ سوال بھی ہوگا کہ تو کس کی عبادت کرتا رہا ہے، چنانچہ اگر وہ اللہ کی طرف سے ہدایت پر ہوگا تو اس سوال کے جواب میں وہ کہے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا، پھر اسے سوال ہوگا کہ اس شخص کے بارے میں تو کیا کہا کرتا تھا، وہ کہے گا کہ یہ اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں اور پھر اس کے بعد کوئی مزید سوال نہیں کیا جائے گا۔"

ازاں بعد ابوداؤد شریف میں یہ بھی ہے (صحیح جوابات دینے کے بعد مومن نہایت خوش ہوگا اور فرشتوں سے کہے گا) "فرشتو! مجھے اپنے اہل خانہ کی طرف جانے دو تاکہ میں اپنی کامیابی انہیں بتا سکوں! فرشتے کہیں گے نہیں، بس تم آرام کرو۔" ابوداؤد اس کے بعد کافر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس سے پوچھا جائیگا تم کس کی عبادت کرتے رہے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال ہوگا۔ [1]

حضرت امام بخاری اور امام مسلم [2] رضی اللہ عنہما نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی

---

(۱) ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز

(۲) بخاری شریف، کتاب العلم، مسلم شریف، کتاب الکسوف

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن والے دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: (اے صحابہ کرام) مجھے بذریعہ وحی یہ بتایا گیا ہے کہ تم کو فتنہ دجال یا اس جیسی کسی اور آزمائش میں ڈالا جائیگا، تم میں سے ایک کو لایا جائیگا اور اسے کہا جائیگا، اس شخص کے بارے میں تمہیں کیا علم ہے؟ اس پر مومن یا پھر اللہ پر یقین رکھنے والا کہے گا، یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس اللہ کی واضح نشانیاں لیکر تشریف لائے اور ہماری ہدایت کا سبب بنے، بس ہم نے انہیں قبول کرلیا، ان پر ایمان لائے اور انکی فرمانبرداری کرنے لگے۔ (یہ سنکر) فرشتے کہیں گے تم نیک بندے ہو، سو جاؤ، ہم جانتے ہیں کہ تم ایمان لائے تھے۔ پھر کوئی منافق یا شک کرنیوالا ہوگا تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا، میں ویسے ہی کہہ دیا کرتا تھا جیسے لوگ ان کے بارے میں کہا کرتے تھے۔" [1]

اسی روایت کا ذکر امامِ احمد نے (اپنی مسند) میں کیا ہے، ان کے الفاظ یوں ہیں "(سرکار نے فرمایا) مجھے بذریعہ وحی بتایا گیا ہے کہ بلاشبہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی، آدمی سے سوال ہوگا: تم اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے اور کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ اب اگر اس نے جواب میں یہ کہا کہ میں تو کچھ نہیں جانتا، میں تو لوگوں سے سن کر ویسے ہی کہہ دیا کرتا تھا اور جو کچھ لوگ کرتے تھے، میں بھی کیا کرتا تھا تو فرشتے کہیں گے، ہاں! دنیا میں تو نے شک والی زندگی گذاری ہے اور اسی پر تمہاری موت واقع ہوئی ہے، یہ دیکھو جہنم میں تمہارا ٹھکانہ ہے اور اگر جواب

---

(۱) بخاری شریف، کتاب العلم

Marfat.com

میں اس نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عظیم رسول ہیں تو اسے کہا جائے گا، ہاں تم نے اللہ رسول پر یقین رکھتے ہوئے زندگی گذاری اور اسی عقیدہ پر تو موت سے ہمکنار ہوا ہے، دیکھو یہ ہے جنت میں تمہارا ٹھکانا"۔ (1)

ترمذی شریف اور ابنِ حبّان نے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دفن کر دیا جائے تو اس کے پاس سیاہ، نیلگوں آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں، ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، دونوں مردے کو کہتے ہیں کہ تم اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟ مردہ وہی جواب دے گا جو وہ دنیا میں کہا کرتا تھا کہ وہ اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ (یہ جواب سن کر) فرشتے کہیں گے، ہمیں پتہ ہے واقعی تم یہی کہا کرتے تھے اور پھر اس کی قبر انچاس مربع ہاتھ کھول دی جائے گی اور قبر کو خوب روشن کر دیا جائے گا اور اسے سو جانے کا کہا جائے گا۔ اس پر مردہ کہے گا مجھے گھر جانے دو تا کہ میں گھر والوں کو یہ واقعہ بتا دوں؟ فرشتے کہیں گے، تم ایسے سو جاؤ جیسے دلہن سوتی ہے اور اسے وہی جگا سکتا ہے جو اس کا بہت پیارا ہو اور وقت آنے پر اللہ ہی اسے اٹھائیگا...... اور اگر مردہ منافق ہوگا تو وہ کہے گا، جب لوگ انہیں برا کہتے تھے تو سنکر میں بھی اسی طرح کہہ دیا کرتا تھا، میں خود تو کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ یہ سنکر فرشتے کہیں گے ہمیں پہلے ہی سے علم ہے۔ اب زمین کو حکم ملتا ہے کہ مل جا! چنانچہ

---

(1) مسند امام احمد ۶/۳۵۵، ۳۵۶

Marfat.com

زمین فوراً مل جاتی ہے اور مردے کی پسلیاں آپس میں دھنس جاتی ہیں اور پھر وہ یومِ حشر تک یونہی عذاب میں گرفتار رہے گا۔''[1]

حضرت امام احمد اور ابنِ ماجہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بذریعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میت قبر میں ہوتی ہے، نیک شخص کی میت کو اس حالت میں بٹھا دیا جاتا ہے کہ اسے کسی قسم کا خوف و پریشانی نہیں ہوتی پھر اسے کہا جاتا ہے، تم دنیا میں کس حال میں تھے؟ وہ کہتا ہے میں حالتِ اسلام میں تھا، پھر کہا جاتا ہے اس شخصیت کو جانتے ہو؟ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی کہتا ہے یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ ہمارے پاس اللہ کی واضح نشانیاں لیکر آئے تھے، ہم نے ان کی تصدیق کر دی تھی، پھر سوال ہوگا، تم نے اللہ کو دیکھا تھا، کہے گا اللہ کو دیکھنے کی ہمت تو کسی میں بھی نہیں۔ اس کے بعد ایک سوراخ سے اسے دوزخ دکھایا جائے گا، وہ آگ کو دیکھے گا، شعلے ایک دوسرے کی طرف لپک رہے ہونگے، اسے دکھا کر کہا جائیگا، اس سے تمہیں اللہ نے بچا لیا ہے، پھر ایک سوراخ سے اسے جنت دکھائی جائیگی، وہ خوب نظارہ کریگا پھر اسے کہا جائے گا، یہ تمہارا اصل ٹھکانہ ہے، اسے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تو نے اللہ و رسول پر یقین رکھا، اسی پر تمہاری وفات ہوئی اور اَب انشاء اللہ اسی عقیدہ پر تمہیں اٹھایا جائے گا......(اس کے برخلاف) کافر اپنی قبر میں بٹھایا جائے گا تو وہ ڈرا ڈرا سا ہوگا اس سے بھی کہا جائے گا تم دنیا میں کس دین پر رہے؟ جواب دے گا مجھے کیا معلوم پھر سوال ہوگا۔ اس شخصیت کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟ کہے گا میں لوگوں سے سن سنا کر ان

---

(۱) ترمذی شریف، کتاب الجنائز......ابنِ حبان، کتاب الجنائز

Marfat.com

کے بارے میں ایسے ایسے کہا کرتا تھا، بعد ازیں اس کیلئے جنت کی طرف ایک سوراخ سا نکالا جائے گا، وہ جنت کی بہاریں دیکھے گا، فرشتے کہیں گے، یہ وہ منظر ہے جو تم سے چھین لیا گیا ہے، پھر دوزخ کی طرف ایک سوراخ ہوگا، وہ بھڑکتی اور شعلہ زن آگ دیکھے گا تو اسے بتا دیا جائے گا کہ یہ ہے تمہارا اصل ٹھکانہ، تم نے اللہ رسول کے بارے میں شک کیا، شک پر مرا اور اب تمہیں انشاء اللہ اسی شک کی حالت ہی میں اٹھایا جائے گا۔[1]

امام طبرانی نے حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت شدہ یہ حدیث بیان کی کہ "ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں ایک جنازہ پر گئے، میت دفن کر دی گئی تھی، لوگ واپس ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اب یہ مردہ جانیوالوں کے پیروں کی آہٹ سن رہا ہے، منکر نکیر اس کے پاس آ گئے ہیں، جن کی آنکھیں تانبے کی ہنڈیا جیسی ہیں اور دانت، گائے کے سینگوں کی طرح، وہ بجلی کی کڑک جیسی آواز نکالتے ہیں، وہ مردے کو بٹھائیں گے اور اس سے سوال کریں گے کہ وہ کس کی عبادت کرتا رہا ہے اور وہ کس نبی پر ایمان لایا تھا، اگر یہ عبادت گذاروں میں سے ہوگا تو کہے گا، میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا اور میرے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس اللہ کی واضح نشانیاں اور سامانِ ہدایت لیکر تشریف لائے، لہٰذا ہم ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرتے رہے، اسی ٹھوس جواب کی طرف آیت **يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ**[2] اشارہ کرتی ہے۔

---

(۱) ابنِ ماجہ شریف، کتاب الزھد

(۲) سورہ ابراھیم، آیت ۲۷

Marfat.com

اس پر اسے یہ کہا جاتا ہے کہ تو یقین پر زندہ رہا، اسی پر مرا اور اسی پر تمہیں اٹھایا جائے گا، پھر اس کیلئے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور قبر کو وسیع کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ شک کی حالت میں مرا تھا تو ان سوالات کے بارے میں اس کا جواب یہ ہوگا کہ میں کچھ نہیں جانتا، میں تو وہی کہہ دیتا تھا جو لوگ کہا کرتے تھے، اسے کہا جائیگا، تو نے شک کی زندگی گذاری، شک میں مرا اور اسی حالت میں تمہیں اٹھنا ہوگا۔ پھر اس کیلئے دوزخ کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس پر بچھو اور اژدہے مسلط کر دیئے جائیں گے (وہ اتنے زہریلے ہونگے کہ) اگر ان میں سے کوئی دنیا میں پھونک مار دے تو یہاں کچھ نہ اُگ سکے، وہ ہمیشہ اسے ڈستے رہیں گے پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اسے دبا لے چنانچہ قبر مل جائے گی اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنس جائیں گی۔"[1]

امام احمد بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت قبر میں آزمائشوں سے گذرے گی، جب میرا مومن امتی قبر میں دفن ہوگا، لوگ واپس ہو جائیں گے تو اس کے پاس بڑا جھڑکنے والا ایک فرشتہ آکر کہے گا، بتاؤ اس شخص کے بارے میں تمہارا خیال کیا ہے؟ وہ مومن ہوگا تو کہے گا کہ وہ اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اسپر فرشتہ اسے جہنم کا ٹھکانہ دکھا کر کہے گا، یہ تھا تمہارا ٹھکانہ، تجھے اس سے نجات مل گئی ہے اور اس نے تجھے اس کے بدلے جنت میں یہ ٹھکانہ دیدیا ہے اور پھر اس طرح وہ دونوں مقام دیکھ لے گا اور مومن مطالبہ کریگا کہ مجھے گھر جانے دو تا کہ میں اہلِ خانہ کو مبارکباد دے سکوں۔ فرشتہ کہے گا، بس اب تم آرام

(۱) مجمع الزوائد ۳/۵۴

Marfat.com

کرو...... یونہی منافق جب دفن ہوگا، لوگ واپس ہونگے تو فرشتہ کہے گا بتاؤ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، وہ کہے گا میں تو کچھ بھی نہیں جانتا، میں تو وہی کہہ دیا کرتا تھا جو لوگ کہا کرتے تھے، تم نہیں جانتے تو نہ سہی، وہ دیکھو جنت میں تمہارا ٹھکانہ جسے اللہ نے تبدیل کر کے تجھے دوزخ میں یہ ٹھکانہ دیدیا ہے۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "ہر شخص اسی حالت میں قبر سے اٹھایا جائے گا جس حالت میں دنیا کے اندر رہا کرتا تھا، دنیا میں ایمان دار، حالتِ ایمان میں اٹھے گا اور منافق، حالتِ منافقت میں۔"[2]

ابنِ ماجہ شریف میں حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میت قبر میں داخل کر دی جاتی ہے تو اسے سورج غروب ہوتا دکھائی دیتا ہے، فرشتہ اسے بٹھاتا ہے تو وہ آنکھیں ملتا ہوا کہتا ہے، چھوڑو، مجھے نماز پڑھنے دو۔"[3]

مسندِ امام احمد میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قبر میں میری ذات کے بارے میں تمہاری آزمائش ہوگی، تم سے میرے ہی متعلق سوال ہوگا، مومن کو تو بلا خوف وخطر بٹھایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ دنیا میں تم کس دین پر تھے، وہ کہہ دے گا، دینِ اسلام پر تھا، پھر سوال ہوگا، اس شخص کے بارے میں بتاؤ، کیا جانتے ہو؟ کہے گا یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں، ہمارے پاس واضح نشانیاں اور

---

(۱) مسند احمد ۳/۲۳۳ تا ۳۴۶ (۲) مسلم شریف، کتاب الجنۃ

(۳) ابن ماجہ شریف، کتاب الزھد ۲/ ۱۴۲۸

Marfat.com

ہدایت لے کر تشریف لائے، ہم نے ان کی تصدیق کی تھی چنانچہ اسے ایک سوراخ کے ذریعے آگ کا منظر دکھایا جائے گا وہ آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھے گا تو اسے کہا جائے گا، دیکھو اللہ نے تمہیں اس سے بچا لیا ہے پھر اسے جنت دکھائی جائیگی، وہ جنت کی بہاریں دیکھے گا، اسے کہا جائے گا کہ یہ تمہارا ٹھکانا ہے، پھر فرشتہ کہے گا تو نے یقین پر زندگی گذاری، اسی پر تمہارا خاتمہ ہوا اور اسی پر تمہیں اٹھایا جائیگا البتہ اگر انسان بدکار و کافر ہوگا، اسے حالتِ خوف و اضطراب میں اٹھا کر بٹھا دیا جائیگا، دین کے بارے میں سوال ہوگا، وہ لاعلمی کا اظہار کریگا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے سوال پر کہے گا میں لوگوں سے سن کر ان کے بارے میں بُرے الفاظ بولتا تھا، چنانچہ اسے جنت کی جھلک دکھائی جائے گی وہ بہارِ جنت دیکھے گا، فرشتہ کہے گا تو ایماندار ہوتا تو تجھے یہ جگہ ملتی پھر دوزخ کی دہکتی آگ دکھا کر کہا جائیگا کہ جنت کے بدلے تمہیں یہ ٹھکانہ ملا ہے، تو نے شک میں زندگی بسر کی، شک میں مرا اور تمہارا حشر بھی شک والے کافروں میں ہوگا اور پھر وہ عذاب میں رہے گا۔"

حضرت امامِ احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کی، وہ فرماتے ہی کہ "ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوئے آپ نے فرمایا لوگو! میری امت قبر میں آزمائش سے گذرے گی، جب کوئی دفن ہوتا ہے، لوگ واپس مڑتے ہیں تو ایک ہتھوڑا بردار فرشتہ اسے اٹھا کر بٹھاتا ہے اور پوچھتا ہے کہ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اب اگر وہ مومن ہے تو کہے گا، میں اللہ کے معبود ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور یہ بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

Marfat.com

فرشتہ سنکر کہتا ہے، تو نے سچ بتایا اور پھر اس کیلئے دوزخ کا دروازہ کھول دیتا ہے، کہتا ہے اگر تو اپنے ربِ کریم کا انکار کرتا تو تمہارا یہ ٹھکانہ ہوتا، اب جبکہ تو ایماندار ہے تو لو دیکھو تمہارا ٹھکانہ یہ ہے اور پھر جنت کی طرف دروازہ کھول دیتا ہے، صاحبِ قبر جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے مگر فرشتہ آرام کرنے کا کہتا ہے پھر اس کی قبر بڑی وسیع کردی جاتی ہے...... اگر مردہ کافر یا منافق ہے تو اس سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کرتا ہے، جواب میں وہ کہتا ہے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں، لوگوں سے سنکر میں بھی کہہ دیا کرتا تھا، فرشتہ کہتا ہے نہ تو ان کو جانتا ہے، نہ ان کے بارے میں پڑھا اور نہ ہدایت حاصل کی اور پھر اس کیلئے جنت کا دروازہ کھولتا ہے اور کہتا ہے اگر تو اپنے رب پر ایمان لاتا تو یہ تمہارا ٹھکانہ ہوتا، تم نے تو کفر کیا ہے لہٰذا اللہ نے اس کے بدلے تمہیں یہ جگہ دی ہے اور ساتھ ہی دوزخ کی طرف دروازہ کھول دیتا ہے پھر اسے ہتھوڑے سے وہ شدید ضرب لگاتا ہے کہ اسے انسانوں اور جنوں کے علاوہ سب سنتے ہیں۔ کسی صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! ایسی حالت میں کہ فرشتہ گرز لئے مردہ پر کھڑا ہو تو، مردہ کا دہشت زدہ ہو جانا، لازمی بات ہے، آپ نے یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے تسلّی دی کہ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ [1] یعنی مومن دہشت زدہ نہیں ہوسکتے، اللہ انہیں ثابت قدم رکھے گا۔

امام ابوبکر اپنی کتاب السنۃ میں حضرتِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث لائے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ''اے عمر! ایسے عالم میں

(۱) مسند امام احمد، ج ۳/ص ۳ ۴

تیرا حال کیا ہوگا جب آٹھ مربع ہاتھ زمین میں بند ہو کر تو منکر و نکیر کو دیکھ رہا ہو گا؟ عرض کی یا رسول اللہ! یہ منکر، نکیر کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: آزمائش کرنیوالے دو فرشتے ہیں، اپنے دانتوں سے زمین پھاڑ دینے والے، اپنے گھنے بالوں پر چلنے والے، دونوں کی آواز کڑکتی بدلی جیسی اور آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح ہونگی اور پھر ان کے ہاتھوں میں ایسے گرز ہونگے کہ اہلِ منیٰ (کثرت کے باوجود) ملکر انہیں اٹھا نہیں سکیں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ دیکھ کر میں اصلی حالت پر رہ سکوں گا؟ فرمایا ہاں عمر! میں نے عرض کی تو پھر میں ان دونوں سے نمٹنے کیلئے اکیلا ہی کافی ہونگا۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ اے عمر! اگر تم جواب نہ دے سکے تو قبر سمٹنے پر وہ تمہیں ایسا ماریں گے کہ ایک ہی ضرب سے خاک میں ملا دیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ضعیف روایت امام اسمٰعیلی نے بھی بیان کی ہے کہ "فرشتے ڈراؤنی صورت میں مردے کے پاس آئیں گے، زمین روندتے، دانتوں سے پھاڑتے ہوئے آئیں گے، اسے کہیں گے تیرا رب کون ہے؟ مسلمان ہوگا تو جواب دے گا، میرا رب اللہ ہے، کافر و منافق ہوگا تو لاعلمی کا اظہار کرے گا اور پھر وہ اسے ایسی شدید ضرب لگائیں گے کہ جو پہاڑ کو بھی مٹی کر دے، مردہ چیخے گا جسے انسانوں اور جنوں کے سوا سب مخلوق سنے گی اور اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ [1] (اور لعنت کرنے والے انہیں لعنت کریں گے)

---

(۱) سورہ البقرہ، آیت ۱۵۹

Marfat.com

حضرت امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قبر کے دو آزمائشی فرشتوں (منکر نکیر) کا ذکر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس وقت ہماری عقل سلامت ہوگی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، بالکل ایسے ہی ہوگی جیسے آج ہے، یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اس کے منہ میں پتھر، یعنی میں اس فرشتے سے نمٹ لونگا۔

ابوداؤد شریف میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دفنِ میت سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر فرمایا، "اپنے بھائی کیلئے بخشش کی دعا کرو اور اللہ سے اس کی ثابت قدمی مانگو کیونکہ ابھی اس سے سوال و جواب ہونگے۔"[1]

حضرت منہال سے ہے کہ مومن یہ بات تین مرتبہ کہے گا پھر اسے فرشتے ڈانٹیں گے اور یہ آخری آزمائش ہوگی جس میں مومن مبتلا ہوگا۔

ابوعوانہ نے اعمش سے روایت کی ہے کہ مومن کے پاس دو بڑے ڈانٹنے والے فرشتے آئیں گے۔[2]

بروایت حضرتِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب قبر کے اندر مومن سے سوال اور فرشتے کی جھڑک کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ "یہی آخری امتحان ہوگا جو مومن کو قبر میں پیش آئے گا" اور پھر آپ نے مومن

---

(۱) ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز

(۲) مسند امام احمد ۳/۳۴۶

Marfat.com

کے ثابت قدم رہنے پر بطور دلیل یہ آیت تلاوت فرمائی یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا الآیة (1)

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ "مردے قبر میں سات مرتبہ آزمائش میں پڑیں گے چنانچہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی طرف سے سات دن تک کھانا کھلایا جائے"۔

عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ مومن سات دن تک اور منافق چالیس صبحوں تک آزمائش میں رہیں گے۔

حضرت امام احمد فرماتے ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے پوتے کو وصیت فرمائی کہ "میری قبر گہری کھودنا، کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ اگر میں اللہ کے عبادت گذاروں میں سے ہونگا تو میری قبر وسیع کر دی جائے گی اور اسے روشن کر دیا جائیگا پھر میرے لئے جنت کے ٹھکانے کھول دیے جائیں گے اور میں اپنے دنیاوی گھروں سے جنت کے گھروں سے زیادہ واقف ہوں، پھر میری طرف جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی اور اگر (خدانخواستہ) میں دوسرے مقام کا ہوا تو میری قبر تنگ کر دی جائے گی، مجھے زمین پر پٹخ دیا جائیگا، دوزخ کے ٹھکانے دکھائے جائیں گے جو میرے علم میں ہونگے اور پھر دوزخ کے عذاب اور دھواں وغیرہ دکھائے جائیں گے۔"

یہ حدیث میت کے ساتواں کرنے کی سند ہے، یونہی علماءِ اہلسنت نے رسمِ قل اور چالیسویں کیلئے بھی ثبوت مہیا کیے ہیں، دل میں ٹیڑھ نہیں تو صالحین پر اعتماد کر کے یہ سب رسمیں ادا کرنی چاہئیں۔

اب جبکہ مسلمان سات یا چالیس دن تک آزمائش میں رہے گا تو ایسے کڑی وقت میں چائے بسکٹ نہیں مانگے گا بلکہ ایصالِ ثواب کا منتظر ہوگا اور وہ ثواب نظامِ الٰہی کے مطابق اُسے ضرور ملے گا، دلیل صرف ماننے والے کو دو اور بس! چشتی

---

(1) مسند امام احمد ۲۹۶/۴

Marfat.com

مسعودی کی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا۔
''مومن جب قبر میں دفن ہوتا ہے، اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اس سے سوال ہوتا ہے، تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کونسا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدم رکھتا ہے، وہ جواباً کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا الآیة

احمد بن بجیر کوان کے کسی دوست نے بتایا کہ ''میرا بھائی فوت ہو گیا، میں نے خواب میں اسے دیکھ کر پوچھا کہ قبر میں تیرا کیا حال ہوا؟ اس نے کہا، میرے پاس کوئی آگ کا شعلہ لیکر آیا، اگر غائبانہ کوئی میری سفارش نہ کرتا تو وہ مجھے ضرور مارتا۔''

فصل

اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہیں وہ قبر میں ہونے والے واقعات کی خبر دے دیتا ہے چنانچہ وہ قبر سے سنتے اور سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں، چند واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے تو ان کے دفن کرنیوالوں میں میں بھی شامل تھا، جب ہم نے انہیں قبر میں اتار دیا، ان کی آواز سنی: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، ابوبکر، صدیق ہیں، عمر شہید ہیں اور حضرت عثمان رحم دل ہیں۔'' ہم نے قریب سے دیکھا تو وہ فوت شدہ دکھائی دے رہے تھے۔

Marfat.com

ابن ابی الدنیا کی کتاب ''من عاش بعد الموت'' میں حضرت حصین کے الفاظ میں ہے کہ مسیلمہ کذاب کے قتل کردہ ایک شخص نے باآواز بلند کہا: ''محمد اللہ کے رسول ہیں، ابوبکر صدیق ہیں اور حضرت عثمان نرم دل اور رحیم ہیں۔''

کتاب ''مَن عاش بعد الموت'' میں یزید بن طریف سے روایت ہے، انہوں نے بتایا: ''جب میرا بھائی فوت ہوا، اسے دفن کر دیا گیا، لوگ چلے گئے تو میں نے قبر سے کان لگایا، باریک سی آواز آرہی تھی، میں نے پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی کی آواز ہے، وہ جواب دے رہا تھا، جب دوسرے فرشتے نے پوچھا کہ تمہارا دین کونسا ہے؟ تو اس نے کہا اسلام ہے۔[1]

اسی کتاب میں علاء بن عبدالکریم نے بتایا، ''ایک آدمی فوت ہو گیا، اس کے بھائی کی نظر کمزور تھی، اس نے بتایا کہ ہم نے بھائی دفن کیا، لوگ پیچھے مڑے تو میں نے اس کی قبر پر کان رکھ دیئے۔ اچانک میں نے قبر سے آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا، تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ میں نے سنا، وہ جواب دے رہا تھا، میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، دوسرے فرشتے کے سوال کے جواب میں اس نے کہا میرا دین اسلام ہے۔''

یہی واقعہ کتاب القبور میں دوسرے الفاظ میں مذکور ہے کہ ''میں نے قبر کے اندر سے ایک آواز سنی، تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ میں نے سن کر اپنے بھائی کی آواز پہچان لی، وہ کہہ رہا تھا، میرا رب اللہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں۔ اچانک قبر سے میرے کانوں تک کوئی چیز تیر کی طرح ٹکرائی، میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں واپس آ گیا۔''

---

[1] من عاش بعد الموت ص ۴۱، ۴۲

Marfat.com

ابوالحسن بن براء نے کتاب الروضۃ میں حضرت ضحاک کا ایک واقعہ لکھا ہے، انہوں نے بتایا، میرا بھائی فوت ہو گیا اور میری جنازے میں شمولیت سے قبل ہی لوگوں نے اسے دفنا دیا، میں اس کی قبر پر کان دھر کر بیٹھ گیا، اچانک میں نے اسے کہتے ہوئے سنا کہ "میرا رب اللہ ہے اور اسلام میرا دین ہے۔"

ابوالمغیرہ بتاتے تھے کہ دفن کے بعد معافی بن عمران کو میں نے سنا، اسے قبر میں کوئی سکھا رہا تھا وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ رہا تھا اور حضرت معافی اسے دہرا رہے تھے (رضی اللہ عنہ)

حضرت ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں مرثد بن حوشب کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: "ایک دن میں یوسف بن عمرو کے پاس تھا، ان کی بائیں جانب ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس کا ایک رخسار لوہے کا تھا، یوسف نے اسے کہا، مرثد کے بارے میں بتاؤ، واقعہ کیا ہوا؟ کہنے لگا میں جوان تھا، میرے کام اچھے نہ تھے، جب طاعون کی وباء آئی تو میں نے سوچا کہ قبرستان جا کر کوئی قبر کھودتا ہوں چنانچہ ایک دن میں مغرب و عشاء کے درمیان ایک دوسری قبر کی مٹی پر بیٹھ کر قبر کھودنے لگا ایک جنازہ آ گیا، اسے قبر میں دفن کر دیا گیا اور ہم نے اس پر مٹی ڈال دی۔ ہم نے دیکھا مغرب کی طرف سے دو سفید رنگ کے اونٹوں جیسے پرندے آئے، ایک میت کے سر کی طرف اور دوسرا پاؤں کی طرف آ گرا۔ پھر ان میں سے ایک اس کی قبر میں اترا اور دوسرا قبر کے کنارے رہا۔ دونوں قبر کی طرف متوجہ ہوئے، ایک قبر میں داخل ہو گیا اور دوسرا کنارے بیٹھ گیا۔ کہنے لگا میں بھی یہ منظر دیکھنے قبر کے کنارے جا بیٹھا، میں بڑا طمع خور تھا۔ اچانک جانور نے مردہ کو ایک تھپڑ مار کر کہا، تم وہی تو نہیں کہ سسرال جاتے وقت

Marfat.com

اکڑ کر چلتے تھے؟ دو مصری کپڑوں میں ملبوس ہوتے تھے؟ دوسرے جانور نے کہا، اسے اور لگاؤ! اس نے ایک اور تھپڑ رسید کیا تو قبر تیل اور پانی سے بھر گئی۔ جانور نے تیسری ضرب کا کہا تو اس نے تیسرا تھپڑ لگا دیا، ہر بار قبر کی حالت وہی ہو جاتی۔ پھر میری طرف یہ کہتے ہوئے متوجہ ہوا کہ "وہ کمبخت کہاں ہے؟ اور اگلے ہی لمحے ایک تھپڑ میرے منہ پر لگا دیا، میں دھڑام سے پیچھے جا گرا، رات بھر بیہوشی میں وہاں پڑا رہا، صبح بیدار ہوا تو قبر جوں کی توں تھی اور مجھے قبر پر بیٹھنا بھی یاد تھا (چنانچہ اس گرم تھپڑ کی وجہ سے میرے رخسار کی یہ حالت ہوگئی)...... یونہی قبر کے وسیع و عریض ہونے کے واقعات بھی ملتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب المحتضرین میں صاحب ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ کہ ایک شخص شام میں فوت ہونے لگا تو اپنے چچا سے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری والدہ کے سپرد کر دیا تو وہ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گی؟ چچا نے کہا بخدا وہ تمہیں جنت میں داخل کرائے گی۔ مرنے والے نے کہا اللہ مجھ پر میری والدہ سے بھی زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ یہ کہا اور اسکی روح پرواز کر گئی، یہ سنکر عبدالملک بن مروان نے بہت افسوس کیا۔

صاحب ابوامامہ کہتے ہیں، میں شامی اس کے چچا کے ساتھ قبر پر پہنچا قبر کا نشان لگا تھا مگر ابھی بنی نہ تھی۔ ہم نے اینٹیں منگوائیں اور قبر بنانے لگے، اچانک ایک اینٹ گر گئی۔ اس کا چچا اینٹ پکڑنے کیلئے آگے جھکا اور واپس ہٹ گیا، میں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا قبر نور سے بھر گئی ہے اور حدِ نگاہ تک وسیع کر دی گئی ہے۔"[1]

(۱) شرح الصدور، ص ۱۵۴

Marfat.com

حمید نے اسی سے ملتا جلتا اپنے بھانجے کا واقعہ بیان کیا ہے کہا: میں نے قبر میں جھانکا تو وہ حدِ نگاہ تک وسیع تھی۔ میں نے ساتھی سے پوچھا، جو میں نے دیکھا ہے تمہیں بھی نظر آیا؟ کہنے لگا، ہاں، تمہیں مبارک ہو! میں نے سمجھ لیا کہ اس نے وہ نور ملاحظہ کرلیا ہے۔'' [1]

کتاب ذکرالموت میں ہے کہ بصرہ میں قبیلہ بنوحضرم کے ایک صالح بزرگ کا بھتیجا برے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتا تھا [2]، وہ اسے اچھی نصیحت کیا کرتا تھا۔ بھتیجا فوت ہوا تو چچا نے اسے قبر میں اتارا اور اس پر اینٹیں لگادیں، پھر اسے کوئی شک سا پڑا تو چند اینٹیں ہٹادیں، کیا دیکھتا ہے کہ اس کی قبر صحراءِ بصرہ سے وسیع ہوچکی ہے اور وہ عین وسط میں موجود ہے۔ اس نے اینٹیں دوبارہ جوڑ دیں اور اس کی بیوی سے اسکے اعمال کے بارے میں پوچھا۔ بیوی نے کہا، جب یہ اذان کے الفاظ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه سنا کرتا تھا تو کہا کرتا تھا کہ میں بھی اس پر ایمان رکھتا ہوں اور میں اس کا دشمن ہوں جوان پر ایمان نہیں رکھتا۔'' [3]

یزید بن نوح کہتے ہیں کہ ''میں نے کوفہ میں ایک شخص کا جنازہ پڑھا پھر میں نے اس کی قبر پر اینٹیں لگائیں، اچانک ایک اینٹ قبر میں گرگئی، میں نے نیچے دیکھا تو کعبہ میرے سامنے تھا اور طواف ہو رہا تھا، میں نے اینٹ لگادی اور پیچھے ہٹ گیا۔''

کتاب من عاش بعدالموت میں ہے کہ ''بصرہ کی مسجد اشیاخ میں ایک شخص نے حضرتِ ابوہریرہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ ہم اپنے ایک مریض کے گردا

---

(۱) شرح الصدور، ص ۱۵۴ (۲) شرح الصدور، ص ۱۵۴

(۳) شرح الصدور، ص ۱۵۴۔۱۵۵

Marfat.com

گرد بیٹھے تھے، وہ گم سا ہو گیا یہاں تک کہ اس کی کوئی رگ بھی نہیں ہلتی تھی۔ ہم نے اسے ڈھانپ دیا اور اس کی آنکھیں بند کر دیں اور اس کے لئے کفن وغیرہ کا انتظام کرنے لگے۔ جب ہم اسے نہلانے کیلئے اٹھانے لگے تو وہ ہلنے لگا ہم نے کہا سبحان اللہ سبحان اللہ ابھی تو ہم نے دیکھا کہ تو مر چکا ہے، اس نے کہا واقعی میں مر گیا تھا، مجھے میری قبر کی طرف لے جایا گیا، اچانک ایک خوبصورت، خوشبو والے انسان نے مجھے لحد میں اتارا، مجھ پر کپڑا ڈالا تو میرے پاس ایک بدبودار سیاہ عورت آ گئی اور میرے عیب نکالنے لگی کہ یہ شخص ایسے ایسے کام کرتا تھا، سنکر مجھے شرم آئی، اس نے میرا جینا دو بھر کر دیا میں نے کہا اے عورت میں تجھے قسم دیتا ہوں، کیا تو مجھ پر الزام سے باز نہ آئیگی؟ اس نے کہا میرے ساتھ چلو میں تجھ سے جھگڑوں گی، وہ مجھے ایک کھلے میدان میں لے گئی، سفید اونچی جگہ تھی جہاں ایک کنارے میں مسجد تھی اور اس میں ایک مرد نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے سورۂ نحل کی تلاوت کی اور ایک مقام پر تردّد میں پڑ گیا۔ میں نے اسے پچھلی آیت کا لقمہ دیا تو اس نے درست پڑھ دیا۔ پھر مجھے کہا کیا تمہیں سورت یاد تھی؟ میں نے کہا ہاں، یہ سورۃ الانعام تو نہیں؟ اور پھر اپنے پاس پڑے ہوئے تکیہ کو اٹھایا، اس کے نیچے سے ایک کاغذ نکالا ہی تھا کہ اس سیاہ عورت نے چھین لیا اور پھر برا بھلا کہنے لگی، یہ سنکر وہ خوبصورت جوان میرے اوصاف گننے لگا۔ اور کہا آدمی تو ظالم تھا لیکن اللہ نے اسے معاف کر دیا ہے۔ ابھی اس کی موت کا وقت نہیں آیا، اس کی موت پیر کے دن ہو گی۔ راوی کہتا ہے، مرنے والے نے کہا اگر میں پیر ہی کے دن مروں تو سمجھ لینا کہ میں نے ٹھیک کہا ہے اور اگر اس دن نہ مرا تو میرا دیوانہ پن سمجھنا۔ راوی کہتا ہے، پیر کا دن آیا تو عصر تک وہ بالکل ٹھیک تھا، پھر اسے موت آ گئی اور فوت ہو گیا۔

Marfat.com

اسی حدیثِ ابو ہریرہ میں ہے کہ جب ہم اس آدمی کے پاس سے ہٹے تو میں نے اس خوبصورت نوجوان سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ میں نے پوچھا اور وہ بدصورت سیاہ رنگ والی عورت کون ہے؟ اس نے کہا تیرے برے عمل یا بدکلامی وغیرہ ہے۔

کتاب ابنِ ابی الدنیا میں ہے کہ ایک قبریں کھودنے والے نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں دو قبروں کے پاس گیا جبکہ میں خود تیسری قبر میں تھا، مجھے سخت گرمی لگی، میں نے قبر پر سایہ کیلئے ایک چادر تان دی، اچانک میں نے دیکھا دو شخص بہترین گھوڑوں پر آئے اور پہلی قبر پر رک گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا لکھو! دوسرے نے کہا کیا لکھوں؟ اس نے کہا تقریباً چونسٹھ مربع کلومیٹر۔۔ پھر دوسری قبر پر گئے۔ پہلے نے پھر دوسرے سے کہا لکھو، اس نے کہا کیا لکھوں؟ پہلے آدمی نے کہا حدِ نظر تک، پھر تیسری قبر پر چلے گئے جس میں میں کھڑا تھا، اس نے پھر کہا لکھو! دوسرے آدمی نے پھر کہا کیا لکھوں؟ پہلے نے کہا فتر فتر (جب انگوٹھا اور انگشت شہادت کھولیں تو ان کے درمیانی فاصلے کو فتر کہتے ہیں) قبریں کھودنے والے نے بتایا کہ اب میں جنازوں کی انتظار کرنے لگا چنانچہ ایک جنازہ آیا جس کے ساتھ چند لوگ تھے، وہ پہلی قبر پر آ کر رُکے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ پانی پلانے والا بھنگی (ماشکی) تھا، عیالدار تھا، خالی ہاتھ تھا، ہم نے اس کے کفن دفن کیلئے چندہ جمع کر کے انتظام کیا ہے۔ میں نے کہا یہ رقم اس کے بچوں کو دیدو اور خود میں نے اجرت لئے بغیر اسے دفنا دیا۔ پھر دوسرا جنازہ آیا تو اس کے ساتھ صرف چار پائی اٹھانے والے ہی تھے۔ انہوں نے وہ قبر پوچھی جس کے متعلق کہا گیا تھا "حد نظر تک"، میں نے پوچھا یہ

Marfat.com

کون ہے؟ انہوں نے کہا ایک غریب آدمی ہے، گھوڑے وغیرہ کی لید کی جگہ مر گیا ہے، اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ قبر کھودنے والا کہتا ہے کہ میں نے دفنانے کا کچھ نہ لیا اور سب کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی اور تیسرے جنازے کی انتظار کرنے لگا، عشاء تک انتظار کے بعد ایک عورت کا جنازہ آیا جو کسی سرکاری اہل کار کی بیوی تھی، میں نے اس سے دفنانے کا معاوضہ مانگا تو انہوں نے میرا سر ٹھونکا اور اسے قبر میں دفن کر دیا۔"

Marfat.com

باب دوم

کیا قبر میت کے ساتھ کلام کرتی ہے؟

حضرت امام ترمذی نے ترمذی شریف میں حضرت ابو سعید سے ایک حدیث لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلّٰی پر تشریف فرما ہوئے تو لوگوں کو دیکھا جو مسکرایا ہنس رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اگر تمہیں موت یاد ہو تو تم ہنسنے نہ پاؤ لہٰذا موت کو یاد رکھا کرو کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں گذرتا جب قبر اس سلسلہ میں کلام نہ کرتی ہو، وہ آواز دیتی ہے، میں پردیس ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں دھوئیں کا گھر ہوں۔ جب اس میں مومن کو دفن کیا جاتا ہے تو یہ اسے کہتی ہے مبارک ہو، تم مجھ پر چلنے والوں میں سے پیارے ہو، آج تم میرے سپرد ہوئے ہو تو عنقریب دیکھو گے میں کیسے حسنِ سلوک سے پیش آؤں گی، چنانچہ قبر حدِ نگاہ تک وسیع ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے...... اور جب کافر یا گناہ گار دفن ہوتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے، تجھے مبارک نہ ہو تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے بہت برا ہے۔ آج تو میرے سپرد ہوا ہے اور میرے پاس آ گیا ہے تو دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہوں، چنانچہ قبر مل جاتی ہے اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے دکھایا کہ یوں پیوست ہوتی ہیں، بعد ازاں اس پر ستر اژدھے مسلط کئے جاتے ہیں جن پر

Marfat.com

پھونک مار دے تو یہاں رہتی دنیا تک کوئی چیز نہ اُگ سکے اور پھر وہ اسے ڈستے رہیں گے، یہ سلسلہ یومِ حساب تک جاری رہے گا۔ صحابی بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر یا تو جنت کی کیاریوں سے ایک کیاری ہوتی ہے یا پھر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ [1]

حضرتِ ابو الحجاج الثمالی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب میت کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو قبر کہتی ہے۔ اے ابنِ آدم! تجھ پر افسوس ہے! تجھے میرے بارے میں کس نے دھوکے میں رکھا، تو نہیں جانتا کہ میں آزمائش کا گھر ہوں اور مجھ میں گھپ اندھیرا ہے، میں تنہائی اور دھوئیں کا گھر ہوں، تو میرے قریب سے اکڑ کر گذر جاتا تھا، کوئی نیک ہوا تو اسے مناسب جواب دیگا: یہ تو اچھائی کا کہا کرتا تھا اور برائیوں سے روکا کرتا تھا۔ راوی کے مطابق قبر کہتی ہے اگر وہ یہ کام کرتا ہے تو میں اس کے لئے تر و تازہ دکھائی دوں گی اس کا جسم نور بن جائیگا اور اسکی روح اللہ تعالیٰ کے خاص قرب میں چلی جائے گی۔'' [2]

حضرتِ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت مذکور ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے قبر کو بھی زبان دی ہے، وہ کہتی ہے ''اے ابنِ آدم تو نے مجھے کیوں بھلایا، کیا تو نہیں جانتا کہ میں وحشت کا گھر ہوں، پردیس ہوں، دھوئیں کا گھر ہوں اور تنگی کا گھر ہوں البتہ اللہ چاہے تو فراخی عطا کر دے۔'' [3]

---

(۱) ترمذی شریف، کتاب صفۃ القیامۃ ۴/ ۵۵ (۲) ھیثمی، کتاب مجمع الزوائد، ص ۳/ ۴۵، ۴۶
(۳) مجمع الزوائد، ۳/ ۴۶

Marfat.com

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شامل ہوئے، قبر تیار نہ تھی، آپ تشریف فرما ہوئے تو ہم بھی آپ کے گرداگرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا جب میت قبر میں دفن کی جاتی ہے تو زمین میت سے کلام کرتی ہے کہ اے شخص! تمہیں معلوم نہ تھا کہ میں تنہائی کا گھر ہوں، پردیس ہوں اور دھوئیں کا گھر ہوں، تو نے میرے لئے کیا تیار کیا ہے؟

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت قبر میں ڈالی جاتی ہے تو زمین اسے کہتی ہے، جب تو مجھ پر چلتا تھا، میں تجھے محبوب جانتی تھی، اب تم میرے پاس آئے ہو، اب دیکھو میں تجھ سے کیسا سلوک کرتی ہوں اور پھر حدِ نگاہ تک فراخ ہو جاتی ہے۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں، میں عبداللہ بن عبید کے ساتھ ایک جنازہ میں شامل ہوا تو انہوں نے بتایا، مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: جب میت کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اسے جنازہ میں شامل افراد کے مڑنے پر ان کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے تو اس وقت قبر کے سوا اس سے بات کرنیوالا دوسرا کوئی نہیں ہوتا چنانچہ قبر اسے کہتی ہے۔ اے آدم زاد! افسوس تجھ پر! تجھے میرے بارے میں ڈرایا نہیں گیا؟ کیا تجھے میری تنگی، ہیبت ناکی اور اندھیرے پن سے متنبہ نہیں کیا گیا؟ (اگر ایسا ہے تو) تو نے میرے پاس آنے کیلئے کیا کیا ہے؟ (1)

عبید بن عمیر فرماتے ہیں ”قبر ہر فوت ہونے والے کو آواز دیتی ہے: ”میں

(1) احیاء العلوم بعنانی، ۴/۴۹۹

Marfat.com

اندھیری ہوں، میں تنہائی والی ہوں، تو اگر دنیا میں اطاعت گذار رہا ہے تو آج میں تجھ پر رحمت بن جاؤں گی اور اگر باری تعالیٰ کا نافرمان تھا تو آج میں تیرے لئے عذاب ہوں، میں ایسا گھر ہوں کہ مجھ میں اطاعت گذار داخل ہوگا تو خوشی خوشی اٹھے گا اور اگر عاصی داخل ہوگا تو تباہ حال اور گھاٹے والا ہو کر نکلے گا۔"

عبداللہ بن عبید نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے قبر کو زبان دے رکھی ہے، وہ بولتی ہے اور یوں کہتی ہے، اے ابنِ آدم! تو کیونکر مجھے بھول گیا؟ تو نہیں جانتا کہ میں دارِ فناء ہوں، دارِ ظلمت ہوں، دارِ تنہائی اور دارِ وحشت ہوں؟"

عمر بن ذر فرماتے ہیں "جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے تو زمین بولتی ہے، تم اطاعت گذار ہو یا گناہ گار؟ اگر صاحبِ قبر نیک ہوتا ہے تو قبر کی ایک طرف سے کوئی آواز دیتا ہے اے قبر! اس بندے پر بہار و رحمت بن جا، یہ کتنا اچھا آدمی ہے، اللہ کا فرمانبردار رہا ہے اور تو کتنی اچھی ہے کہ یہ تیرے پاس آگیا ہے۔ اس پر زمین کہتی ہے کہ اب تو یہ بہت پیارا لگ رہا ہے۔"

محمد بن سماک بتاتے ہیں "آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اسے عذاب وغیرہ ہوتا ہے تو قریب والی قبروں والے اسے کہتے ہیں، اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں سے دنیا میں پیچھے رہ جانیوالے! ہمیں دیکھ کر تو نے عبرت حاصل نہیں کی؟ تو نے ایک نہ ایک دن ہمارے پاس آنے میں تفکر نہیں کیا؟ تو نے نہیں دیکھا کہ ہمارے اعمال آخر ایک دن رُک گئے؟ تو نے نہیں سوچا کہ تیرے فوت شدہ بھائی کیا نقصان کر بیٹھے ہیں؟ اور پھر قبریں بولتی ہیں کہ اے ظاہرِ دنیا سے دھوکا کھانے والے! تو نے اپنے ان گھر والوں سے عبرت حاصل نہیں کی جو دنیا سے دھوکا کھا کر تجھ سے پہلے غائب ہو کر زمین میں آبسے ہیں؟

Marfat.com

تیسرا باب

میت قبروں میں جاتی ہے تو اہل قبور اس سے سوال کرتے ہیں

نسائی شریف اور ابن حبان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم سے اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ اس حدیث میں جس کے اندر روح نکل جانے کا بیان ہے، یہ آتا ہے کہ مومن مردے بندے کی روح کو ارواحِ مومنین میں لیکر جاتے ہیں، وہ بہت خوش ہوتے ہیں، ایسے کہ جیسے کوئی غائب دیر بعد ملا ہو، پھر اس سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے بعد فلاں بندے کا کیا حال ہے؟ دوسرے مردے کہتے ہیں یہ دنیا کے غموں سے چھٹکارا حاصل کر کے ابھی ابھی آیا ہے، اسے آرام کرنے دو اور جب وہ پوچھتا ہے کہ تمہارے پاس پہنچ گیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ سیدھا دوزخ میں گیا۔" [1]

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنایا، آپ فرماتے ہیں جب مومن کی روح نکل جاتی ہے تو ملائکہ رحمت اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں بالکل ایسے ہی جیسے خوشخبری سنانے والے کو لوگ نہایت خوشی سے لیتے ہیں...... مومن اہلِ قبور آپس میں کہتے ہیں چھوڑ دو، اسے آرام کرنے دو کیونکہ یہ دنیا کی تکالیف میں گھرا ہوا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد سوال کرتے ہیں فلاں مرد نے کیا کیا اور فلاں عورت نے ہمارے بعد کیا کیا؟ کیا فلاں عورت نے شادی کر لی ہے؟ پھر نئے

---

(۱) نسائی شریف، کتاب الجنائز

Marfat.com

مردے سے قبل فوت ہونے والے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ وہ مجھ سے قبل فوت ہو چکا ہے، مردے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں اسے جہنم میں ڈال دیا گیا ہے جو نہایت بُرا ٹھکانہ ہے۔[1]

حضرتِ صالح مری کہتے ہیں کہ ارواح آپس میں ملتے ہیں، نئی آنے والی روح سے ارواحِ موتٰی پوچھتے ہیں کہ ہمارے بعد تو دنیا میں کیسا رہا[2]؟ تو کونسے جسموں میں رہا[3]۔ اچھا یا بُرا؟ تو وہ زور زور سے روتا ہے۔

ثابت البنانی رحمۃ اللہ نے بتایا، ہمیں پتہ چلا ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو قبر میں جاتے ہی اس کے قریبی اہلِ قبور اس کے ارد گرد آجاتے ہیں پھر سب باہم خوش ہوتے ہیں بالکل ایسے جیسے مسافر گھر آنے پر سب کو خوشی ہوتی ہے۔

عبید بن عمیر کہتے ہیں، اہلِ قبور اہلِ دنیا کی خبر لیتے رہتے ہیں چنانچہ جب کوئی میت آتی ہے تو پوچھتے ہیں فلاں شخص کیسا ہے؟ میت کہتی ہے کہ وہ نیک ہے، پھر کسی اور کے بارے میں پوچھتے ہیں[4]، مردہ کہتا ہے کیا وہ مجھ سے پہلے آپ کے پاس نہیں آیا؟ تو وہ کہتے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون! اسے تو دوزخ میں لے گئے ہونگے۔

آدم بن ایاس نے اپنی تفسیر میں حضرت حسن سے روایت کی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کی روح مومنین کی ارواح سے ملاقات کرتی ہے، وہ پوچھتے ہیں فلاں کا کیا حال ہے؟ فلاں کیسا ہے؟ جب وہ کہتا ہے کہ وہ مجھ سے قبل فوت ہو چکا ہے تو وہ بتاتے ہیں کہ اسے بُرے ٹھکانے (دوزخ) میں داخل کر دیا گیا ہے۔[5]

---

(۱) طبرانی کبیر ۲؎ شرح الصدور (ص۹۲)
۳؎ ایضاً (ص۹۲) ۴؎ کتاب الروح (ص۱۹) ۵؎ شرح الصدور (ص۹۲)

Marfat.com

حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جب مومن کی روح قبض ہوتی ہے تو اسے آسمان پر لے جاتے ہیں، ارواحِ مومنین اس سے ملاقات کرتی ہیں اور پوچھتی ہیں، فلاں کا کیا حال ہے؟ وہ کہتا ہے، اچھا ہے، وہ اس کیلئے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اسے ثابت قدم رکھ، پھر کسی اور کے بارے میں پوچھتے ہیں تو یہ کہتا ہے وہ تمہیں نہیں ملا؟ کہتے ہیں واللہ ہمیں نہیں ملا اور نہ ہماری طرف سے گذرا ہے، لگتا ہے اسے جہنم میں لے گئے ہیں جو بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''جب مومن کا وقتِ مرگ آتا ہے تو اس کے پاس پانچ فرشتے آتے ہیں، روح نکالتے ہیں اور آسمانِ دنیا کی طرف لے جاتے ہیں، انہیں پہلے فوت شدہ ارواحِ مومنین ملتی ہیں اور سوال کرنا چاہتی ہیں تو فرشتے کہتے ہیں، ذرا نرمی سے پیش آؤ کیونکہ یہ ابھی ابھی مصیبتوں کے گھر سے نکل کر آرہا ہے۔ بعدازاں ایک شخص اپنے بھائی اور ساتھی کا حال پوچھتا ہے تو وہ مناسب جواب دیتا جاتا ہے حتیٰ کہ اس سے اُس شخص کا حال دریافت کرتے ہیں۔ جو اس سے قبل ہی فوت ہوا ہوتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں پہنچا؟ وہ کہتے ہیں کیا وہ مرچکا ہے؟ یہ کہتا ہے ہاں بخدا وہ مرچکا ہے، وہ کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون (لگتا ہے) اسے بہت بُرے ٹھکانے (جہنم) میں لے گئے ہیں۔ بری ماں اور برا تخم!

ابونعیم نے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ جب کوئی اہلِ دنیا سے فوت ہوتا ہے تو گذشتہ روحیں اس سے احوالِ دنیا کا سوال کرتی ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے سفر سے واپس آنے والے سے لوگ حالاتِ سفر پوچھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مومن فوت ہوتا ہے

Marfat.com

تو اسے مومنین کے پاس لے جاتے ہیں جو اس کی مہمانی کرتے ہیں، پھر اس سے اپنے ساتھیوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اگر وہ بتاتا ہے کہ وہ فوت ہو چکا ہے تو کہتے ہیں اپنے مقام پر ہوگا اور اگر وہ کافر ہوگا تو کہتے ہیں کہ اسے نچلی زمین (جہنم) میں گرا دیا گیا ہوگا، پھر ایک اور شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں، اگر وہ بتائے کہ مر گیا ہے تو کہتے ہیں اسے لاؤ۔

Marfat.com

چوتھا باب

میت کے اچھے برے اعمال اس کے پاس آتے ہیں، تعاون کرتے ہیں اور اس سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ میت اپنے اعمال رک جانے پر افسوس کرتی ہے اور نیکوں کے اعمال باقی رہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک مروی ہے فرمایا: مجھے خالق کی قسم! بلا شبہ فوت شدہ، دفن کر کے مڑنے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، اگر مومن ہوتا ہے تو نماز، قبر میں اس کے سرہانے ہوتی ہے، زکوٰۃ اسکی دائیں طرف، روزہ شمال کی طرف اور خیرات، نیک کام لوگوں کے ساتھ بھلائی اسکے پاؤں کی طرف ہوتی ہے۔ فرشتے جب اسکے سرہانے کی طرف سے سوال کرنے آتے ہیں تو نماز راستہ روکتے ہوئے کہتی ہے کہ تم میری جانب سے نہیں آسکتے، دائیں طرف سے آتے ہیں تو زکوۃ رکاوٹ بنتی ہے کہ، شمالی جانب سے آتے ہیں تو روزہ سدِ راہ ہوتا ہے اور پاؤں کی طرف سے آنے لگتے ہیں تو نیک کام اور لوگوں سے بھلائیاں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اسے بیٹھنے کو کہا جاتا ہے، وہ بیٹھ جاتا ہے تو سورج اسے غروب ہوتا معلوم ہوتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں اس شخصیت کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو تم میں بھیجے گئے تھے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے عظیم رسول ہیں، ہمارے پاس اللہ کی عظیم نشانیاں لیکر تشریف لائے تھے، ہم نے ان کی تصدیق واتباع کی تھی۔ فرشتے یہ سنکر کہیں گے تم نے

Marfat.com

سچ کہا، اسی صداقت پر تم نے زندگی گذاردی اور اسی پر فوت ہوا اور انشاء اللہ اسی سچائی پر تمہارا حشر ہوگا بعد ازاں قبر حدِ نگاہ تک وسیع کردی جاتی ہے چنانچہ یہ آیت اسی ثابت قدمی کا بیان ہے یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا الآیۃ [1]

پھر آواز آتی ہے: اس کیلئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو، اسے کہا جاتا ہے اگر تم نافرمان ہوتے تو تمہارا ٹھکانہ یہ تھا، وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے، پھر اس کیلئے جنت کی طرف دروازہ کھولنے کا حکم ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے اب اللہ نے تمہارے لئے یہ ٹھکانہ تیار کردیا ہے، وہ دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے پھر جسم میں واپس کرکے روح جنت کے درخت سے لٹکے پرندے کے سینے میں محفوظ کردی جاتی ہے۔

فرشتے کافر کے سر کی طرف سے آتے ہیں، وہ اپنے اردگرد کسی کو نہیں دیکھتا، بیٹھتا اس پر خوف و رعب طاری ہوتا ہے، فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں سوال کرتے ہیں، ان کے بارے میں کیا جانتے ہو اور تمہاری گواہی کیا ہے؟ وہ آپ کا اسمِ گرامی نہیں بتاسکتا، پھر اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ کہتا ہے میں لوگوں سے ان کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں سنتا تھا، کہہ دیتا تھا۔ فرشتے کہیں گے صحیح کہتے ہو، تُو نے زندگی اسی عقیدہ پر گذاری، اسی پر مرا اور انشاء اللہ اسی پر تمہارا حشر بھی ہوگا۔ بس پھر اسکی قبر اس طرح تنگ ہوتی ہے کہ اسکی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں، آیت وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا [2] کا اسی کی طرف اشارہ ہے۔

پھر آواز آتی ہے کہ جنت کی طرف دروازہ کھولو چنانچہ کھول دیا جاتا ہے اور

---

(۱) سورہ ابراہیم، آیت ۲۷ (۲) سورہ طٰہٰ، آیت ۱۲۴

Marfat.com

آواز دی جاتی ہے کہ اگر تم تابعداری کرتے تو اللہ تمہیں یہ نعمت دیتا، یہ تیرے ہی لئے تیار کی گئی تھی، یہ دیکھ کر وہ حسرت و یاس میں مبتلا ہو جاتا ہے، دوبارہ آواز آتی ہے، اس کیلئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو، چنانچہ کھول دیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے، اب یہ تمہاری منزل ہے، بس یہ دیکھتے ہی نہایت حسرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

بروایت ابنِ مندہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو شیطان سر کی جانب سے آکر اس کے اور اس کے سجود (نماز) کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، پھر اس کے داہنے ہاتھ کی طرف سے آتا ہے اور اس کے اور اس کے روزے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، پھر پاؤں کی طرف سے آکر اس کے اور اس کے نمازوں میں قیام کے درمیان آجاتا ہے، پھر اس کیلئے جنت کا دروازہ کھولدیا جاتا ہے، پھر بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتا ہے الٰہی! مجھے میرے مقام پر پہنچادے، فرشتہ کہتا ہے ابھی تیرے اور بہن بھائی بھی ہیں جو تم سے نہیں ملے اس لئے سکون سے سو جاؤ، آرام کرو، اب تمہیں کوئی ڈر اور گھبراہٹ نہیں ہوگی۔

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے کہ فرشتیمومن کے سر کیطرف سے آتے ہیں تو تلاوت انہیں دور کر دیتی ہے، ہاتھوں کی طرف سے آتے ہیں تو صدقہ دور کرتا ہے، پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو اس کا مساجد کی طرف جانا انہیں ہٹا دیتا ہے۔

حضرت زاذان کہتے ہیں، میں نے حضرتِ براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا، قبر میں سوال کرنے والا فرشتہ ہوتا ہے یا شیطان؟ تو وہ سخت غصہ میں آکر کہنے لگے کہ ہم تو مارے خوف کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے بارے میں نہیں پوچھ سکے (تمہیں

Marfat.com

اس سے کیا غرض) ہم نے جیسے سنا، تمہیں بتا دیا ہے۔

امام احمد کی نقل کے مطابق حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب انسان قبر میں اتار دیا جاتا ہے تو مومن ہونے کی صورت میں روزے اور نماز اسے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ راوی کے مطابق، اس کے پاس سائل فرشتہ نماز والی طرف سے آتا ہے تو نماز اسے روک دیتی ہے، روزے والی جانب سے آتا ہے تو روزہ روکتا ہے پھر اسے بیٹھنے کو کہتا ہے تو وہ بیٹھ جاتا ہے، فرشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے سوال کرتا ہے کہ ان کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟ وہ کہتا ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ پوچھتا ہے، تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کیا ان سے ملاقات ہوئی تھی؟ کہے گا یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتہ کہے گا تم نے اسی عقیدہ پر زندگی گذاری، اسی پر فوت ہوا اور اسی پر تمہارا حشر ہوگا۔

اگر مردہ فاجر و کافر ہوگا تو فرشتہ کے آنے پر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہوگی جو فرشتہ کو ہٹا سکے، پھر فرشتہ اسے بٹھا دے گا اور پوچھے گا کہ اس شخص کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ وہ کہے گا کونسا آدمی؟ فرشتہ کہے گا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کافر کہے گا بخدا میں تو انہیں جانتا نہیں، جیسے لوگ ان کے بارے میں کہتے تھے، میں بھی کہتا تھا اس پر فرشتہ کہے گا تو نے اسی عقیدہ پر زندگی گذاری، اسی پر مرے اور اسی پر اٹھائے جاؤ گے۔

راوی کہتے ہیں پھر اس پر ایک چوپائے کی ڈیوٹی لگ جاتی ہے جس کے پاس اونٹ کی گردن جیسا شعلہ زن ڈنڈا ہوتا ہے وہ بہرہ ہوتا ہے، سنتا نہیں کہ رحم کر سکے، اور جب تک اللہ چاہے گا اسے مارتا رہے گا۔[1]

---

(۱) مجمع الزوائد ۳/۵۱، وشرح الصدور، ص ۱۳۷

Marfat.com

حدیث زاذان میں حضرت براء بن عازب کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ (اس کا کچھ حصہ قبل ازیں گذر چکا ہے،) مومن کے بارے میں گذرا کہ مومن کے پاس حسین چہرے والا آتا ہے، کپڑے اچھے ہوتے ہیں۔ اس سے خوشبو آتی ہے۔ وہ اسے آکر کہتا ہے آج اپنی خوش نصیبی پر خوش ہو جاؤ، تمہیں آج ہی کے دن کا وعدہ دیا جاتا رہا یہ پوچھے گا تم کون ہوں؟ تمہارا چہرہ کتنا اچھا لگ رہا ہے، وہ کہے گا، میں تیرا نیک عمل ہوں۔ وہ اللہ سے درخواست کرے گا کہ قیامت قائم کر دے تا کہ میں اپنے اہل وعیال کی طرف جا سکوں،

پھر کافر کے بارے میں فرمایا کہ اس کے پاس بدصورت، بدلباس اور بدبودار شخص آتا ہے اور کہتا ہے، اب اپنی بدنصیبی پر خوش ہو جاؤ۔ تمہیں اسی دن کا وعدہ دیا جاتا تھا۔ مردہ پوچھتا ہے تم کون ہوں؟ تمہارا چہرہ کتنا برا لگ رہا ہے۔ وہ کہتا ہے، میں تمہارا برا عمل ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ کہتا ہے الٰہی! کہیں قیامت برپا نہ کر دینا۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب مومن کے گھر سے اسکی چارپائی اٹھائی جاتی ہے تو وہ پکارتا ہے، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ جلدی سے چلو، جب قبر میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کے عمل آتے ہیں، نماز اس کی دائیں طرف ہو جاتی ہے، روزہ بائیں طرف ہو جاتا ہے، اس کے نیک کام پاؤں کی طرف ہو جاتے ہیں، پہلے نماز کہتی ہے فرشتو تم میری جانب سے نہیں آسکتے، یہ تو نماز کا پابند تھا، وہ سر کی طرف سے آئیں گے تو روزہ نہیں آنے دیگا، وہ کہے گا یہ میری وجہ سے پیاسا رہتا تھا، فرشتوں کو سوال کا موقع نہیں ملے گا، پھر پاؤں کی طرف سے آئیں گے تو اس کے اعمالِ صالحہ جھگڑا کرینگے چنانچہ فرشتوں کو راہِ سوال نہیں مل سکے گی۔ [1]

---

(۱) شرح الصدور، ص ۱۳۹

Marfat.com

ابن ابی الدنیا، ثابت بنانی سے بیان کرتے ہیں کہ جب میت قبر میں رکھ دی جاتی ہے تو صرف اعمالِ صالحہ اسکے پاس ہوتے ہیں، عذاب کا فرشتہ آتا ہے تو میت کا صالح عمل اسے جھڑک دیتا ہے، کہتا ہے میری عدم موجودگی میں تم اس کے پاس آسکتے تھے۔

ثابت بنانی سے ہے کہ جب میت قبر میں رکھ دیجاتی ہے تو اس کے اعمال صالحہ اسے گھیر لیتے ہیں' عذاب کا فرشتہ آتا ہے تو اسے اس کے بعض اعمال کہتے ہیں دور ہو جاؤ! اگر میں نہ ہوتا تو تم آسکتے تھے۔

ثابت البنانی ہی سے روایت ہے جب نیک مرد فوت ہوتا ہے، قبر میں داخل ہو جاتا ہے تو اسکے لیے جنت کا فرش بچھایا جاتا ہے کہا جاتا ہے تمہیں مبارک، آرام سے سو جاؤ، اللہ تم سے راضی ہے اور پھر اس کی قبر حدِ نگاہ تک کھول دی جاتی ہے، جنت کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے، وہ جنت کی بہاریں دیکھتا اور خوشبوئیں لیتا ہے۔ اس کے پاس صرف اس کے روزہ، نماز اور دیگر نیکیاں ہوتی ہیں جو باری باری اسے کہتی ہیں، ہم نے تمہیں کھڑا رکھا، پیاسا رکھا اور جگائے رکھا تھا لہٰذا اب ہم تمہارے لئے وہ کریں گے جسے تو پسند کرے، ہم جنت میں چلے جانے تک تیرے پاس ہیں تجھے تنہا نہیں رہنے دیں گے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب نیک آدمی اپنی قبر میں چلا جاتا ہے تو اس کے نیک کام (نماز، روزہ، حج، جہاد اور صدقہ وغیرہ) اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ عذاب کے فرشتے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز انہیں دور کر دیتی ہے اور کہتی ہے یہ اللہ کیلئے لمبا قیام کیا کرتا تھا، سر کی طرف سے آتے ہیں تو روزہ راہ نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ اس نے دنیا میں اللہ کے لئے طویل پیاس برداشت کی تھی، اس کے جسم کی طرف سے آنے پر حج اور جہاد آڑے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے اللہ کیلئے

Marfat.com

بدن چوکس رکھا، بدن تھکاوٹ میں ڈالا، حج کیا اور جہاد کیا، ہم تمہیں سوال نہیں کرنے دینگے، فرشتے ہاتھوں کی طرف سے آتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے میرے ساتھی کے قریب سے ہٹ جاؤ، اس نے ان ہاتھوں سے کتنے ہی صدقات تقسیم کیے ہیں، جو رضاءِ الٰہی کا سبب بن چکے ہیں، اس لئے تم سوال نہیں کرسکتے چنانچہ کہہ دیا جاتا ہے زندگی اور موت میں خوشگوار رہو، پاکیزہ رہو، پھر ملائکہ رحمت آکر جنتی فرش اور چادر بچھاتے ہیں، پھر قبر حدِ نگاہ تک کھول دی جاتی ہے، اسے جنتی قندیل بھی دی جاتی ہے جس کی روشنی قبر سے اٹھائے جانے تک حاصل کرتا رہے گا۔

یزید الرقاشی کا بیان ہے کہ جب میت قبر میں ڈال دی جاتی ہے تو اعمال صالحہ اس کے پاس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں گویائی عطا کرتا ہے، وہ اسے کہتے ہیں، اے قبر میں اکیلے رہنے والے! تیرے دوست اور رشتہ دار تجھ سے دور ہو چکے ہیں، آج ہمارے بغیر تیرا کوئی دوست نہیں۔ مومن یہ سنکر خوشی کے آنسو روتا ہے اور کہتا ہے، خوش قسمت وہ جس کے دوست نیک ہیں، صالح ہیں اور اس کیلئے عذاب ہے جس کے دوست بُرے ہیں۔

یزید الرقاشی ہی سے ہے: کوئی کہتا ہے: اے تنہا اور اکیلے رہ جانے والے! اپنے اعمال سے مانوس ہو جانے والے! اپنے کونسے عمل پر نازاں تھے اور کونسے دوست پر اعتماد تھا؟

وہ سنتے ہی رونے لگتا ہے اس کی پگڑی تر ہو جاتی ہے۔ کوئی کہتا ہے: اپنے اعمالِ صالحہ پر خوش ہوتا ہے اور ان دوستوں پر جنہوں نے اسکی عباداتِ الٰہیہ کرنے کیلئے مدد کی (اعمالِ صالحہ)

ولید بن عمرو کہتے ہیں۔ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ میت کو اپنی قبر میں پاؤں کی طرف سے کوئی چیز محسوس ہوتی ہے۔ تو وہ پوچھتا ہے، تو کیا ہے؟ تو آواز آتی ہے، میں تیرا نیک عمل ہوں۔

Marfat.com

قرآنِ کریم اپنے قاری کیلئے شفاعت کرتا ہے اور اس سے عذاب دور کرتا ہے، اس سلسلہ میں سورۂ الملک معروف ہے۔

امامِ نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی: ''جو شخص ہر رات سورۂ الملک پڑھتا ہے اللہ اس سے عذاب قبر دور کر دیتا ہے۔ ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اس سورۂ کو اَلْمَانِعَۃ (روکنے والی) کا نام دیتے تھے۔ [1]

فضائل القرآن میں ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ تبارک کا ذکر کیا اور بتایا کہ اسے المانعۃ کہتے ہیں کیونکہ یہ عذابِ قبر روکتی ہے۔ (مزید بتایا) ایک آدمی فوت ہوا، فرشتے اسکے پاؤں کی طرف سے آئے تو پاؤں بولے، تم میری طرف سے نہیں آسکتے کیونکہ یہ سورۂ الملک پڑھا کرتا تھا، فرشتے پیٹ کی طرف سے آتے ہیں تو پیٹ بول کر کہتا ہے تم میری طرف سے نہیں آسکتے کیونکہ یہ سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا۔ [2]

فضائل القرآن میں حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے فرمایا جب آدمی فوت ہوتا ہے تو نیک اعمال قریب نہ ہونے کی صورت میں اس کے گرد آگ جلائی جاتی ہے وہ اردگرد کا سب کچھ جلا دیتی ہے۔ ایک آدمی فوت ہو گیا، وہ صرف تیس آیات والی ایک سورہ (الملک) پڑھا کرتا تھا، وہ اس کے سر کی طرف سے آتی ہے اور کہتی ہے یہ مجھے پڑھا کرتا تھا، پھر اس کے پاؤں کی طرف سے آکر کہتی ہے کہ یہ مجھے قائم رکھتا تھا، پھر پیٹ کی طرف سے آکر کہتی ہے یہ میری حفاظت میں ہے، اس طرح یہ سورۃ اسے نجات دلا دیتی ہے۔

حضرت رزؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اور مسروق نے قرآن کریم سے تلاش کیا تو پتہ چلا کہ تیس آیات سورہ ملک کی ہیں۔

---

(۱) عمل الیوم واللیلہ (ص ۴۳۴)　　(۲) مستدرک حاکم (۲/۴۹۸)

Marfat.com

حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سورۂ ملک پڑھو، اسے یاد کرو، اپنے گھر والوں کو پڑھاؤ، بچوں کو پڑھاؤ اور ہمسائیوں کو پڑھاؤ کیونکہ اس کا نام مُنجِیہ اور مُجَادِلَہ ہے کیونکہ یہ اپنے پڑھنے والے کیلئے اللہ سے اصرار کرے گی اور عذابِ قبر سے نجات دلائے گی، اللہ اس کی برکت سے اسے نجات دیدے گا۔

حضرت براء فرماتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت سورہ الم السجدہ اور سورہ ملک پڑھتا رہے وہ عذاب قبر سے بچ جائے گا اور قبر میں آزمائش کرنیوالے فرشتوں سے محفوظ رہے گا۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میت لحد میں رکھدی جاتی ہے تو سب سے پہلے عملِ صالح آتا ہے، اور بایاں ران ہلا کر کہتا ہے میں تیرا عمل ہوں۔ مردہ کہتا ہے میرے اہل وعیال، میری اولاد، قبیلہ والے اور جن کا میں کفیل تھا سب کہاں ہیں؟ مجھے اللہ نے تنہا کیوں رکھا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے تو نے ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا ہے، آج میرے سوا تیرے پاس کوئی نہیں آسکتا۔ میت کہے گی کہ جب یہ میرے پاس آہی نہیں سکتے تو میں ان کے بدلے تمہارے ساتھ پیار کرتا ہوں۔

حضرتِ مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا فرمانِ الٰہی فَلِاَنۡفُسِهِمۡ يَمۡهَدُوۡنَ (1) قبر کے بارے میں ہے (مطلب یہ ہے کہ جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں یہ عمل قبر میں اسے ٹھکانہ دیں گے)

احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے میں یحییٰ بن معین سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا، اس شخص کو خوشخبری ہو جس کے پاس نیک عمل

(1) سورہ الروم (ص ۴۴)

Marfat.com

ہیں، کیونکہ یہ اعمال اس کیلئے بہتر ٹھکانہ ثابت ہونگے۔

بخاری و مسلم شریف میں بذریعہ حضرتِ انس بن مالک، فرمانِ نبوی ہے کہ میت کے ساتھ قبر تک تین چیزیں آتی ہیں، دو تو واپس چلی جاتی ہیں اور ایک ساتھ رہتی ہے۔ اس کے اہل و عیال، مال اور عمل ساتھ آتے ہیں، پہلے دو واپس گھر چلے جاتے ہیں، صرف عمل ساتھ رہتے ہیں۔ [1]

بزاز اور طبری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث بیان کی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر بندے کے تین دوست ہوتے ہیں۔ ایک دوست کہتا ہے تو نے جو خرچ کرلیا وہ تیرا اور جو بچا رکھا، وہ تیرا نہیں اور یہ تو اس کا مال ہوتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے، میں تیرے ساتھ ہوں جب تو بادشاہ کے دروازے پر جائیگا میں تجھے چھوڑ کر واپس آجاؤں گا۔ یہ اسکے اہلِ و عیال اور مراتب ہیں۔ تیسرا کہتا ہے میں ہر وقت تیرے ساتھ ہوں، تو جہاں جائے اور جہاں سے نکلے اور یہ میت کا عمل ہے۔ میت عمل کے بارے میں سنکر کہتی ہے کہ ان تینوں میں سے صرف تو ہی میرے لئے کار آمد ہے۔ (یعنی آدمی کے تین دوستوں سے صرف عمل ساتھ جاتا ہے نہ مال ساتھ جاتا ہے، نہ ہی اہل و عیال)

ابراہیم بن بشار نے حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ سے دو اشعار نقل کئے ہیں۔ ''اس تنہا شخص سے زیادہ کوئی عزت والا نہیں جس کے اعمال قبر میں اس کے غمخوار بنتے ہیں، جسم کو ملنے والے انعامات قبر میں اس کے ہم مجلس بن جاتے ہیں۔''

ہاں البتہ جو عارف باللہ ہیں، اللہ سے محبت کرتے ہیں، دنیا میں صرف اسی سے تعلق رکھتے ہیں اور مخلوق کو چھوڑ کر صرف اللہ سے اُنس رکھتے ہیں، اللہ اپنے فضل

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الرقاق۔

Marfat.com

وکرم کی بنا پر انہیں قبروں میں ذلیل نہیں کرتا بلکہ ان کا والی بن کر ان کی وحشت دور کرتا ہے، (جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○ [1] (اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے اور اعمالِ صالحہ کرتے ہیں)

ایک مرتبہ محمد بن یوسف الاصبہانی نے اپنے بھائی کو لکھا کہ اے بھائی! میں تجھے خوف خدا دیتا ہوں اور نظامِ مملکت سے تیری توجہ ہٹا کر اس گھر کی طرف متوجہ کرتا ہوں، جہاں تیرا ٹھکانہ ہوگا اور تجھے تمہارے اعمال کی جزاء ملے گی، دیکھ حکومت سے فارغ ہو کر تو قبر میں چلا جائیگا پھر تیرے پاس منکر نکیر آئیں گے، وہ تمہیں قبر میں جھڑکیں گے، اگر اس وقت اللہ تمہارا ساتھی ہوگا تو کوئی فکر نہیں ہوگی، نہ ہی وحشت ہوگی اور نہ کوئی فاقہ اور اگر اللہ کے سوا ساتھی تلاش کرو گے تو خود مجھے اور تمہیں اللہ بُرے ٹھکانے میں جانے سے پناہ دے اور قبر کی تنگی سے امن میں رکھے۔ وہاں تو پھر بری طرح پڑے رہیں گے اور قبر کی تنگی سے واسطہ ہوگا۔

ابن ابی عاصم کسی کو خواب میں ملے، اس نے ان سے قبر میں حالت پوچھی تو کہا مجھے اللہ تعالیٰ کی غمخواری حاصل ہے۔

اور جو شخص دنیا میں اللہ سے دور رہا کسی اور سے ڈرتا رہا تو وہ اسی بُری عادت کی بناء پر قبر میں عذاب پائے گا۔

حضرت ابراہیم بن ابوالملیح لکھتے ہیں "جب ابنِ آدم قبر میں داخل ہوتا ہے تو ہر وہ شے جس سے وہ اللہ کو چھوڑ کر ڈرتا تھا دنیوی شکل میں آتی ہے اور اسے ڈراتی ہے

---

(۱) سورہ النحل، آیت ۱۲۸

Marfat.com

کیونکہ وہ دنیا میں اللہ کے سوا انہی چیزوں سے ڈرتا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں پر قبر میں وحشت طاری نہ ہوگی اور نہ ہی روزِ حشر خوفزدہ ہونگے۔ میں لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کے ساتھ ہونگا، وہ قبر میں اپنے سروں سے مٹی جھاڑیں گے اور پڑھیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ [1]
(اس اللہ کیلئے ہر حمد و تعریف جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔) (سورۂ فاطر، آیت ۳۴)

---

(۱) ابو یعلی، طبرانی، بیہقی شعب الایمان

Marfat.com

فصل

موت کی آرزو ممنوع ہے اور موت سے قبل عبادت میں بھرپور کوشش کرنی چاہیے

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب انسان فوت ہوتا ہے تو اس کے تین اعمال کے علاوہ سب عمل رک جاتے ہیں، ایک نفع مند علم، دوسرا صدقہ جاریہ اور تیسرا نیک لڑکا جو دعا گو رہے۔ [۱]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بروایت حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کوئی شخص کسی تکلیف کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرے اور نہ اس کیلئے دعا کرے کیونکہ آدمی کے فوت ہونے پر عمل بند ہو جاتے ہیں اور آدمی کی عمر نیک اعمال سے بڑھتی ہے۔ [۲]

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کی آرزو نہ کرو کیونکہ موت عمل کا دروازہ بند کر دیتی ہے پھر اسے دنیا میں تو آنا نہیں ہوتا کہ آ کر اعمال کر کے رضاءِ الٰہی حاصل کر سکے۔ [۳]

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا، ہر مرنے والا ندامت (شرمندگی) میں مبتلا ہوتا ہے۔

---

(۱) مسلم شریف، کتاب الوصایا (۲) مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ

(۳) مسند امام احمد، ۳/۳۹۴

Marfat.com

صحابہ نے عرض کی ندامت کیا ہوتی ہے آپ نے فرمایا اگر فوت ہونے والا اچھے عمل کرتا تھا تو شرمسار و پریشان ہوتا ہے کہ میں نے اور عمل کیوں نہ کر لئے اور اگر وہ برا ہے تو ندامت یہ کہ وہ کہے گا میں جلد کیوں نہ مرا۔[1]

ابن ابی الدنیا کی روایت کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک تازہ قبر کے پاس آئے اور فرمایا دو ہلکی سی رکعتیں جنہیں تم اہمیت نہیں دیتے یہ قبر میں دیگر اعمالِ دنیا سے زیادہ فائدہ مند ہونگی"۔

ابو نعیم نے حِلیہ میں لکھا ہے کہ یونس بن حَلبُس دوپہر کے وقت دمشق کے قبرستان گئے۔ جمعہ کا دن تھا، کسی نے آواز دی کہ یہ یونس بن حلبس ہے جو بوقتِ دوپہر آیا ہے، یہ لوگ حج کرتے ہیں ہر ماہ ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں، ہر روز پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، یونس! تم لوگ عمل کرتے ہو لیکن علم نہیں رکھتے، اور ہم علم رکھتے ہیں مگر عمل نہیں کر سکتے۔ یونس سنکر متوجہ ہوا اور سلام کہا مگر کسی نے جواب نہ دیا، کہنے لگا، سبحان اللہ! میں نے تمہارا کلام سنکر سلام کہا ہے لیکن تم نے جواب نہیں دیا! جواب آیا ہم نے تیری بات سن لی ہے، بلاشبہ سلام کا جواب نیکی ہوتا ہے لیکن اب ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔ (کیونکہ اس وقت ہمیں اعمالِ صالحہ مفید نہیں ہیں)

ابو عثمان النہدی سے روایت ہے کہ ایک آدمی جنازے میں شامل ہوا، ایک قبر کے پاس جا پہنچا، میں نے دو رکعتیں پڑھیں اور قبر پر تکیہ لگایا اس نے کہا میرے حواس قائم ہیں، میں نے قبر سے آواز سنی کہ مجھ سے دور ہو جاؤ، مجھے تکلیف نہ دو کیونکہ تم وہ قوم ہو کہ عمل تو کرتے ہو مگر علم نہیں رکھتے، ہم ایسی قوم ہیں کہ علم رکھتے ہیں مگر عمل نہیں

---

(۱) ترمذی شریف، کتاب الزھد

Marfat.com

کرسکتے۔تم نے جو یہ دو رکعات پڑھی ہیں اگر دنیا میں میں نے پڑھی ہوتیں تو آج میرے لئے ساری دنیا سے بہتر ہوتیں۔

ابو قلابہ کہتے ہیں میں شام سے بصرہ کی طرف واپس آیا، راستے میں خندق تھی، میں نے وضو کر کے رات کو دو رکعات پڑھیں پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، بیدار ہوا تو صاحبِ قبر مجھ سے شکایت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تو نے رات بھر مجھے تکلیف دی پھر کہنے لگا تم علم نہیں رکھتے ہو لیکن ہم علم کے باوجود عمل نہیں کرسکتے۔ یہ جو تو نے دو رکعات پڑھی ہیں ان کا مرتبہ دنیا کی ہر شے سے بڑا ہے، پھر کہا اللہ اہلِ دنیا کو جزاء دے، میرا انہیں سلام کہنا کیونکہ ان کی دعا سے ہم کو پہاڑ جتنا نور ملتا ہے۔

مطرف بن عبداللہ الحرشی کہتے ہیں میں ایک جنازہ میں شامل ہوا اور الگ تھلگ ایک قبر کے قریب بیٹھ گیا اور جلدی جلدی دو رکعات پڑھیں مجھے اونگھ آ گئی، صاحبِ قبر مجھ سے کلام کرنے لگا اور کہا، تو نے دو رکعات پورے یقین سے نہیں پڑھیں، میں نے کہا ہاں یونہی ہے، اس نے کہا تم لوگ عمل تو کرتے ہو لیکن علم نہیں رکھتے اور ہم علم رکھتے ہیں مگر عمل کا وقت گذر چکا ہے، سنو! اگر میں تسلی سے ایک ہی رکعت پڑھ لوں تو میرے لئے تمام دنیا سے بہتر ہو جائے۔

مفضل بن یونس کہتے ہیں کہ ربیع بن راشد صحراء کی طرف نکلتے اور سارا دن واپس نہ آتے پھر شام کو نہایت شکستہ دل اپنے گھر پہنچتے۔ گھر والے پوچھتے سارا دن کہاں رہے؟ تو وہ بتاتے میں قبروں میں رہا اور دیکھا کہ اہلِ قبور ہمیں اس سے منع کرتے ہیں جس میں ہم مشغول ہیں (یعنی علم کے باوجود عمل نہیں کرتے) اور پھر رونے لگتے۔

Marfat.com

حضرتِ حسن سے روایت ہے کہ ایک دن میں اور صفوان قبروں میں داخل ہوئے، صفوان نے اپنا سر جھکا لیا اور دیر تک ذکرِ الٰہی کرتے رہے، پھر ہم قبروں سے نکل آئے، میں نے صفوان سے پوچھا کیا کرتے رہے ہو؟ اس نے کہا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے پاس عمل کا وقت نہیں لیکن ہمیں تو مہلت ملی ہوئی ہے۔ میں نے سوچا کیوں نہ بیٹھ کر کچھ عمل لوں۔ حضرتِ حسن نے کہا واللہ میں بھی چاہتا ہوں کہ ہر خیر کام میں میرا بھی کچھ حصہ ہو۔ (میں تمہارا یہ عمل پسند کرتا ہوں)

فضل الرقاشی جب اہلِ قبور کا ذکر کرتے تو کہتے کاش ہمیں وہ چہرہ نصیب ہو جائے جس کا دفاع قبر میں کوئی سجدہ وغیرہ کرتا ہے۔ اب جبکہ انہیں عمل کے ثواب کا پتہ چل چکا ہے، اگر انہیں وقت مل جائے تو وہ ضرور عمل کرتے اور یہ کہہ کر رونے لگتے، پھر کہتے اے بھائیو! آج تمہارے پاس وقت ہے، اپنی گردنیں عذابِ الٰہی سے چھڑا سکتے ہو، موت کی جلدی کرو اور دیکھو ایک نہ ایک دن سلسلہ عمل ختم ہونے والا ہے، کیا معلوم رات یا دن میں کب موت آجائے۔

صفوان بن سلیم ایک جنازہ میں شامل ہوئے اور آدمی بکثرت تھے۔ جب نمازِ جنازہ پڑھی گئی تو صفوان نے کہا کہ اس میت کے عمل کرنے کا وقت تو ختم ہو چکا، اب اسے ضرورت ہے کہ کوئی اس کے لئے دعا کیا کرے اور یہ بات کر کے ساری قوم کو رُلا دیا۔

ابو وھب کہتے ہیں کہ ایک آدمی ابنِ مبارک کی طرف جنازہ میں شمولیت کیلئے گیا اور ان سے کوئی سوال کیا، ابنِ مبارک نے کہا، اللہ کی تسبیح بیان کرو کیونکہ اس میت کے تسبیح کرنے کا وقت تو نکل چکا ہے۔

Marfat.com

حضرتِ عمرو بن عیینہ رحمہ اللہ رات کو قبرستان کی طرف چلے جاتے، کہتے: اے اہلِ قبور! حساب کتاب بند ہوگیا، عمل کرنے کا وقت ختم ہوگیا...... پھر صبح تک نوافل پڑھتے رہتے اور دن چڑھے گھر آتے۔

ایک میت کسی کو خواب میں ملی۔ اس نے کہا کہ اے اہلِ دنیا تم پر غفلت طاری ہے، اور ہم پر حسرت۔

یزید بن نعامہ کہتے ہیں کہ ایک لڑکی مرضِ طاعون سے فوت ہوگئی، خواب میں اس کا والد ملا اور آخرت کا حال پوچھا۔ بیٹی نے کہا ابا جان! میں نے ایک بڑا کام دیکھا ہے۔ ہم مردہ لوگ اس وقت ہر شے کا علم رکھتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے اور تم لوگ عمل تو کرتے ہو لیکن تمہیں (اجر و ثواب کے بارے میں) علم نہیں۔ اللہ کی قسم! ایک یا دو مرتبہ سبحان اللہ کہنا یا ایک رکعت پڑھنا دنیا بھر کی نعمتوں سے بہتر ہے۔

حضرتِ داؤد طائی ایک جنازہ میں تھے، دورانِ گفتگو آپ نے فرمایا، سب دنیا والے اہلِ قبور ہیں، جو کچھ آخرت کیلئے کر رہے ہیں اس پر خوش ہیں اور پیچھے چھوڑے جانیوالے اعمال پر پریشان ہوتے ہیں۔ جن کاموں پر آج اہل قبور شرمندہ ہوتے ہیں، اہلِ دنیا ان کے بارے میں جھگڑتے، ایک دوسرے سے حسد کرتے اور قاضی لوگوں کے پاس دعوے کرتے ہیں۔

فصل

بعض اہلِ برزخ، برزخ میں نیک عمل کرتے ہیں تو ان پر اللہ کرم فرماتا ہے، موت کی وجہ سے ان کے عمل کا وقت تو جا چکا ہوتا ہے [1] تاہم انہیں ذکرِ الٰہی اور

(۱) شرح الصدور، ص ۱۸۹

Marfat.com

عبادت الٰہی کی لذت ملتی رہتی ہے جیسے فرشتوں اور اہلِ جنت کو ثواب تو نہیں ملتا مگر ذکرِ الٰہی کی لذت پاتے ہیں۔ فرشتوں اور اہلِ جنت کا ذکرِ الٰہی میں مشغول ہونا ان کیلئے تمام دنیا کی نعمتوں سے بڑھ کر ہوتا ہے کیونکہ اللہ کے ذکر کی لذت جیسی کوئی نعمت نہیں ہوتی۔

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے لاعلمی میں ایک قبر پر خیمہ گاڑ دیا، اچانک انہوں نے سنا کہ کوئی سورۃ ملک پڑھ رہا ہے اور اس نے مکمل سورۃ تلاوت کی۔ صحابی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ میں نے لاعلمی میں ایک قبر پر خیمہ لگایا، میں نے سنا وہ سورۃ ملک پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ سورۃ پاک فرشتوں کو مردے کے پاس آنے سے روکتی ہے اور عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے۔[1]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ فرماتے ہیں کہ میں جنگل سے اپنا سامان لینے گیا۔ رات ہوگئی۔ میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کی قبر کے پاس ٹھہر گیا، رات قبر سے اتنی خوبصورت تلاوت سنی جیسی کبھی نہیں سنی تھی، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا وہ عبداللہ کی قبر ہے۔ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح قبض کر کے زبرجد اور یاقوت سے تیار شدہ قندیلوں میں رکھی ہیں اور انہیں جنت کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔ رات ہوتی ہے تو ان کی روحیں جہاں سے گئی تھیں، واپس آتی ہیں۔"

ابراہیم بن الصمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قلعہ کے قریب سے سحری کے وقت

---

(۱) ترمذی شریف، کتاب ثواب القرآن

Marfat.com

گذرنے والے بہت سے لوگوں نے بتایا کہ جب بھی ہم حضرت ثابت البنانی کے قریب سے گذرتے تھے تو تلاوتِ قرآن کی آواز سنتے تھے۔

حضرت یسار بن حبیش کہتے ہیں میرے والد نے بتایا کہ میں نے جب حضرت ثابت البنانی کو لحد میں اتارا تو میرے ساتھ حمید اور ایک دوسرا آدمی تھے، جب ہم لحد پر اینٹیں لگا رہے تھے تو ایک اینٹ لحد میں گر گئی، دیکھا تو حضرت ثابت نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا، کچھ دیکھا ہے؟ اس نے کہا چپ رہو۔ جب قبر تیار کر لی اور فارغ ہو گئے تو آپ کی بیٹی کے پاس آئے اور پوچھا کہ ثابت کیا عمل کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا تم نے کیا دیکھا ہے؟ ہم نے بتایا تو اس نے کہا میرے والدِ گرامی پچاس سال سے شب بھر نفل پڑھتے تھے، جب سحری کا وقت ہوتا تو بارگاہِ الٰہی سے یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! اگر قبر میں کسی کو نماز پڑھنا نصیب ہو سکتی ہے تو یہ نعمت مجھے بھی دے، ان کی یہ دعا کیسے رائیگاں جا سکتی ہے؟

حضرت حماد الحفار کہتے ہیں، میں جمعہ کے دن ایک قبرستان میں گیا۔ میں جس بھی قبر کے قریب ہوتا تھا، تلاوتِ قرآن کی آواز آتی تھی۔

کتاب الروضہ میں حضرت ابراہیم الحفار سے ہے، فرماتے ہیں، میں نے ایک قبر کھودی تو ساتھ والی قبر کی۔ اینٹ ہٹ گئی، قبر سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اندر دیکھا تو ایک بزرگ اپنی قبر میں بیٹھا تلاوتِ قرآن کر رہا تھا۔

کتاب شرح السنۃ میں ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ مجھے قبریں کھودنے والے ایک شخص نے بتایا، ایک مرتبہ میں بڑا حیران ہوا، ایک قبر سے بیمار کے رونے کی طرح آواز آ رہی تھی اتنے میں اذان ہوئی تو صاحبِ قبر اذان کا جواب دے رہا تھا۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ بن محمد طوماری نے بتایا، میں نے خواب میں ابو بکر بن مجاہد کو تلاوت کرتے ہوئے سنا، میں نے گویا کہا، تو تو مر چکا ہے، یہ تلاوت کیسی؟ گویا کہ وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ میں ہر نماز اور ختمِ قرآن کے بعد دعا مانگا کرتا تھا: اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں کر دے جو قبر میں تلاوتِ قرآن کرتے ہیں۔ [1]

ابو الحجاج یوسف نے بتایا [2]: خطیبِ سامرا، ابو الحسن علی بن حسین (جو نہایت نیک شخص تھے) نے سامرا کے قبرستان میں مجھے ایک قبر دکھاتے ہوئے کہا، یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہر وقت سورۂ تبارک الذی کی تلاوت سنائی دیتی ہے۔

کتاب ذکر الموت میں ہے حضرتِ حسن سے پوچھا گیا کہ ایک ایسا آدمی جو قرآن نہیں پڑھ سکا، قرآن پڑھنے والوں کے درجہ کو پہنچ سکتا ہے؟ حضرتِ حسن رونے لگے اور کہا ہائے افسوس! ایسے کیونکر ممکن ہے۔ پھر کہا مجھے کسی نے بتایا ہے کہ مومن جب قرآن کریم پڑھے بغیر فوت ہوتا ہے تو حفاظ کو حکم ہوتا ہے کہ قبر میں اسے قرآنِ کریم پڑھا دو تا کہ بروزِ حشر اس کا حشر قرآنِ کریم پڑھنے والوں کے ساتھ ہو۔ [3]

یزید الرقاشی کی روایت ہے کہ انہیں کسی نے بتایا، مومن جب قرآن کا کچھ حصہ پڑھے بغیر فوت ہو جاتا ہے تو اس کی طرف فرشتے بھیجے جاتے ہیں جو اُسے بقیہ قرآن حفظ کراتے ہیں۔

عطیہ بن زید العوفی کو خبر ملی کہ مومن جب کتاب اللہ پڑھے بغیر فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ قبر میں اسکی تعلیم کا بندوبست فرماتا ہے اور پھر وہ قرآنِ کریم کی تلاوت پر کاربند ہو جاتا ہے۔ [4]

---

(۱) شرح الصدور، ص ۱۹۰ (۲) شرح الصدور، ص ۱۹۰

(۳) شرح الصدور، ص ۱۹۱ (۴) ایضاً، ص ۱۹۱

Marfat.com

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبر میں مومن کو تلاوت کرنے کیلئے قرآنِ کریم دیا جاتا ہے اور وہ پڑھتا رہتا ہے۔

کتاب السنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ مومن کو قبر میں پڑھنے کیلئے قرآن کریم دیا جاتا ہے۔

حافظ ابو العلی ھمدانی علیہ الرحمہ کسی کو خواب میں ملے اور اس وقت وہ ایسے شہر میں تھے کہ جس کی دیواریں اور مکان کتابوں کے بنے ہوئے تھے، آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو بتایا، میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ جیسے میں دنیا کے اندر علم میں مشغول ہوں یونہی قبر میں بھی میرا شغل یہی رہے۔ چنانچہ یہاں بھی علم کی خدمت کر رہا ہوں۔

حافظ عبد القادر الرھاوی علیہ الرحمہ کسی کو خواب میں حدیثِ پاک سنتے ہوئے ملے اور فرمایا میں یومِ قیام تک حدیثِ پاک سنتا رہوں گا۔

Marfat.com

پانچواں باب

ہر صبح و شام اہلِ قبور کو ان کے جنت یا دوزخ میں ٹھکانے دکھائے جاتے ہیں

فرمانِ الٰہی ہے اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا وَّیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ اَدۡخِلُوۡآ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ [1]

ترجمہ: ”مردے صبح و شام اور قیامت کو جہنم کے سامنے پیش ہونگے اور حکم ہوگا کہ آلِ فرعون کو شدید عذاب میں ڈالدو۔“

اس آیتِ مبارکہ کے بارے میں حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آلِ فرعون سے کہا جائیگا اے آلِ فرعون! یہ تمہارے ٹھکانے ہیں یہ انہیں ڈانٹنے اور ذلیل و خوار کرنے کیلئے کہا جائیگا۔

ابنِ سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس عصر کے بعد تشریف لایا کرتے تھے اور ان کا معمول تھا، ہمیں بتاتے تھے، فرشتے اوپر چلے گئے، فرشتے نیچے آگئے اور آلِ فرعون کو آگ کے سامنے لایا گیا ہے۔ جو شخص بھی آپ کی یہ بات سنتا تھا، دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا تھا۔

حضرت میمون بن میسرہ بتاتے تھے کہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صبح ہونے پر آواز دیتے الحمد اللہ صبح ہوگئی اور آلِ فرعون آگ کے سامنے لائی گئی ہے۔ جو بھی آپ کی یہ بات سنتا وہ آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا۔

حضرتِ میمون فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزانہ بوقتِ صبح دو

---

(۱) سورہ غافر، آیت ۴۶

Marfat.com

مرتبہ بلند آواز سے فرماتے: رات چلی گئی، دن آ گیا اور آلِ فرعون آگ کے پاس لائی گئی ہے اور جب رات ہوتی تو فرماتے دن چلا گیا، رات آ گئی اور آلِ فرعون آگ کے پاس لائی گئی ہے۔ آپ کی آواز سنکر ہر شخص اللہ سے پناہ مانگتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آلِ فرعون کے ارواح سیاہ پرندوں کے پیٹ میں ہیں، دن میں دو مرتبہ انہیں آگ کے پاس لایا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے: یہ ہیں تمہارے ٹھکانے۔ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا میں اسی واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔ (سورہ غافر، آیت ۴۶)

حضرتِ امامِ اوزاعی [۱] نے عسقلان میں ایک آدمی سے ساحلِ سمندر کے بارے میں کچھ دریافت کیا تو اس نے کہا اے ابو عمرو! اس سمندر سے سیاہ پرندے نکلتے ہیں اور جب رات ہوتی ہے تو سفید پرندے نکلتے ہیں۔ ابو عمرو نے کہا یقیناً؟ کہا ہاں۔ کہا یہ وہ پرندے ہیں جن کے سینوں میں آلِ فرعون کی ارواح ہیں، ان کو آگ جلاتی ہے، پَر سیاہ ہو جاتے ہیں، پھر ٹھیک ہوتے اور سیاہ ہوتے رہتے ہیں۔ (جیسا کہ آیت میں ہے یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا) اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور پھر کہا جائیگا "آلِ فرعون کو شدید عذاب میں ڈال دو" الآیۃ

صحیح بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بتایا۔ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو صبح و شام اسے اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے جنتی ہو تو جنت کا اور دوزخی ہو تو دوزخ کا، اسے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانہ ہے اور یہ سلسلہ حشر تک جاری رہے گا۔ [۲]

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا جو شخص بھی فوت ہوتا ہے اسے اس کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ [۳]

---

(۱) من عاش بعد الموت ص ۴۷، ۴۸ (۲) بخاری شریف، کتاب الجنائز (۳) کتاب السنۃ، نمبر ۱۳۶۳

Marfat.com

چھٹا باب

قبر کے عذاب اور نعمتوں کا ذکر

ارشادِ الٰہی ہے: فَلَوْ لَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ (۸۳) وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ (۸۴) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (۸۵) فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ (۸۶) تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۸۷)

ترجمہ: پس کیوں نہیں، بھلا جب روح گلے میں پہنچتی ہے، تب تم دیکھ رہے ہوتے ہو، اور ہم اس (میت) کے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں سکتے، اگر تم کسی کے قبضہ میں نہیں تو اگر تم سچے ہو تو روح کو پھیر کیوں نہیں لیتے، پھر اگر وہ اللہ کا مقبول ہے تو اس کیلئے آرام اور خوشبودار پھول اور جنت کے باغ ہیں اور اگر وہ دائیں طرف والوں سے ہے تو (کہا جائے گا) تجھ پر داہنے ہاتھ والوں (جنتیوں) کی طرف سے سلام اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں سے ہے تو اس کیلئے کھولتے پانی کی مہمانی ہے اور جہنم میں داخلہ، بلاشبہ ان کا دخول حق الیقین ہے۔"

عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ فَلَوْ لَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ تا وَتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ٥ فرمایا جب (مرنے والا) مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اسے یہ کہا جاتا ہے (جو آیاتِ مذکورہ میں آیا ہے) اگر وہ اصحابِ یمین سے ہوتا ہے تو وہ اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملنا پسند فرماتا ہے، اور اگر اصحابِ شمال سے ہوتا ہے تو اللہ سے ملنا مکروہ جانتا ہے لہٰذا اللہ

Marfat.com

بھی اس سے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے۔

امام احمد نے بتایا، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا میں نے ایک سفید سر والے بوڑھے شخص کو دیکھا، گدھے پر سوار تھا اور جنازہ پڑھنے جارہا تھا میں نے اسے کہتے ہوئے سنا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے ایک حدیث بتائی ہے کہ: جس نے اللہ سے ملاقات پسند کی، اللہ بھی اس سے ملاقات پسند فرماتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات ناپسند جانتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند جانتا ہے "اس کی یہ حدیث سنکر قوم رونے لگی۔ آپ نے پوچھا تم رونے کیوں لگے؟ تو قوم نے کہا ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں (حالانکہ موت ہی اللہ سے ملاقات کا سبب ہے) فرمایا میرا یہ مطلب نہیں بلکہ میں تو خروجِ روح کا بیان کررہا ہوں فَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ○ فَرَوۡحٌ وَّرَيۡحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيۡمٍ ○ [1] جب اسے یہ بشارت دی گئی تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور پھر اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرنیوالا ہوا [2] وَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُكَذِّبِيۡنَ الضَّآلِّيۡنَ ○ فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ ۙ وَّتَصۡلِيَةُ جَحِيۡمٍ ○ [3] اور جب اسے (عذاب کی) بشارت دی گئی تو وہ اللہ سے ملاقات کو ناپسند جاننے والا ہوا اور اللہ اس سے ملاقات کو اس سے بھی زیادہ ناپسند فرمانیوالا ہوا۔

کتاب الروضۃ میں حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: ہر میت اپنے غسل دینے والے اور

---

(۱) سورہ الواقعہ، آیت ۸۸، ۸۹ (۲) مسند امام احمد، ۴/ ۲۵۹، ۲۶۰

(۳) سورہ الواقعہ، آیت ۹۲ تا ۹۴

Marfat.com

اور اٹھانے والے کو جانتی ہے۔ غسل دینے والا خوشبو وغیرہ آثار دیکھے تو جلد نہلائے اور اگر آثار صحیح نظر نہ آئیں تو آہستہ آہستہ نہلائے۔

صحیح بخاری میں عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں، آپ نے فرمایا "جو اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے، اللہ بھی پسند فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات ناپسند جانتا ہے، اللہ بھی اسے ناپسند فرماتا ہے"۔ اس پر حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (یا کسی اور ام المومنین) نے عرض کی، ہم میں سے ہر ایک ہی موت کو ناپسند جانتا ہے، آپ نے فرمایا یہ مطلب نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ جب مومن قریب المرگ ہوتا ہے تو اسے رضاءِ الٰہی اور عزت افزائی کی بشارت دیجاتی ہے لہٰذا اجرِ آخرت سے بڑھ کر اسے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ وہ اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملاقات پسند فرماتا ہے جب موت کافر پر وارد ہوتی ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور سزا کی بشارت دی جاتی ہے تو آخرت میں اسے کچھ ملتا نظر نہیں آتا لہٰذا وہ اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا اور اللہ اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔[1]

حضرت براء بن عازب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان بتاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب مومن کی روح نکلنے لگتی ہے تو کہا جاتا ہے اے اطمینان والی جان! اللہ کی بخشش و رضا کی طرف نکل آ، چنانچہ آرام سے یوں بہہ جاتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی (اس کے برعکس) کافر کی روح کو کہا جاتا ہے، اللہ کے غضب اور ناراضگی کی طرف نکل آ، تو روح پورے جسم میں پھیل جاتی ہے اور نکلنے سے گھبراتی

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب ۴۱

Marfat.com

ہے چنانچہ فرشتے اسے کھینچ کر نکالتے ہیں جس کے نتیجے میں روح کے ساتھ مردہ کی رگیں اور پٹھے بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ [1]

حضرت براء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، اس (کافر کی) روح پورے جسم میں پھیل جاتی ہے کیونکہ وہ برا انجام دیکھ کر نکلنا نہیں چاہتی۔ چنانچہ فرشتے اسے یوں نکالتے ہیں جیسے کانٹے دار تار، تر بہ تر اونی کپڑے سے نکالی جائے۔

---

(۱) مسند امام احمد، ۴/۲۸۷، ۲۸۸

Marfat.com

قرآن عذابِ قبر کا بیان کرتا ہے

قرآنِ کریم نے عذابِ قبر کا بیان کئی مقامات پر کیا ہے، جیسے فرمانِ الٰہی ہے
وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَکُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ [1] (آپ وہ منظر ملاحظہ فرمائیں جب کفار موت کی اذیت میں ہوں گے فرشتے ہاتھ پھیلائے کہیں گے باہر نکلو، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیکھنا ہوگا۔ تم اللہ کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں کہتے رہے اور اللہ کی نشانیاں دیکھ کر بھی تکبر میں رہے)

ترمذی شریف میں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم عذابِ قبر کے بارے میں شک میں تھے چنانچہ یہ آیات اتریں اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ o حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ. [2] (تمہیں مال کی کثرت نے غافل کردیا یہاں تک کہ تم نے قبریں دیکھ لیں)

صحیح ابنِ حبان میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس میں آپ نے فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا [3] کے بارے میں فرمایا کہ یہ عذابِ قبر کا بیان کرتی ہے (کیونکہ زندگی کی تنگی صرف کافر کیلئے ہوگی)، حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب کافر کو قبر میں اٹھا کر بٹھایا

---

(۱) سورہ الانعام، آیت ۹۳ (۲) سورہ التکاثر، آیت ۲،۱ o ترمذی شریف، کتاب التفسیر
(۳) سورہ طٰہٰ، آیت ۱۲۴ o ابن حبان، کتاب التفسیر

Marfat.com

جائیگا، اسے کہا جائیگا تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کونسا ہے؟ وہ کہے گا میں نہیں جانتا تو اس پر قبر کو تنگ کر دیا جائیگا پھر ابن مسعود نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا اور فرمایا کہ معیشت ضنک کا مطلب ہے عذاب قبر۔ [1]

حضرت براء نے وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ [2] کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ اس سے مراد عذاب قبر ہے۔

یونہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمانِ الٰہی وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ [3]

یونہی حضرت قتادہ اور ربیع بن انس نے اللہ کے فرمان سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ [4] کے بارے میں فرمایا اس میں ایک عذاب دنیا میں ہوگا اور دوسرا عذاب قبر میں ہوگا۔

بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ہاں ! عذاب قبر حق ہے۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز پڑھ کر عذاب قبر کے بارے میں اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ [5]

صحیحین ہی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں دیکھ رہا ہوں کہ قبر میں تمہاری آزمائش دجال کی طرح ہوگی۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر کے بارے میں پناہ مانگا کرتے تھے۔ [6]

---

(۱) کتاب السنۃ، نمبر ۱۳۵۷ (۲) سورہ الطور، آیت ۴۸ (۳) سورہ السجدہ، آیت ۲۱

(۴) سورہ التوبہ، آیت ۱۰۱ (۵) بخاری شریف، کتاب الجنائز (۶) بخاری شریف، کتاب الکسوف

Marfat.com

مسلم شریف میں بروایت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعایوں سکھاتے تھے جیسے سورۂ قرآنِ کریم: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ [1] (اے اللہ میں عذابِ جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں، عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، مسیح دجال کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی وموت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔)

مسلم شریف ہی میں بروایت حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جب تم آخری تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرو: عذابِ جہنم، عذابِ قبر، فتنۂ حیات وممات اور فتنہ مسیح دجال سے۔ [2]

مسلم شریف ہی میں حضرتِ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کی دیوار کے پاس اپنے خچر پر سوار تھے کہ وہ بدک گیا، ممکن تھا کہ حضور کو گرا دیتا، اچانک چھ، پانچ یا چار قبریں نظر پڑیں، آپ نے پوچھا اِن قبر والوں کو کون جانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کی کہ میں جانتا ہوں۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ کب فوت ہوئے؟ اس نے بتایا عہدِ شرک میں، آپ نے ارشاد فرمایا یہ امت اپنی قبروں میں آزمائش سے گذرے گی، اگر تم دفنِ میت نہ کیا کرتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تمہیں ویسے ہی عذاب قبر سنائے جیسے میں سنتا ہوں......ازاں بعد حضور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: عذابِ جہنم سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ کرام نے عرض کی، ہم عذابِ جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر فرمایا عذابِ قبر سے اللہ کی

---

(۱) مسلم شریف، کتاب المساجد (۲) بخاری شریف، کتاب الجنائز

Marfat.com

پناہ مانگو، صحابہ کرام نے عذابِ قبر سے پناہِ خدا مانگی، پھر فرمایا ظاہر اور باطنی آزمائشوں سے اللہ کی پناہ مانگو! صحابہ کرام نے عرض کی ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، ارشاد ہوا مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ کرام نے عرض کی ہم دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ [1]

صحیح مسلم شریف میں حضرتِ انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں آپ نے فرمایا اگر تم دفنِ میت نہ کرتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تمہیں عذابِ قبر سنا دے [2] (یعنی تم باہر پڑی میت کو عذابِ قبر ہوتا اپنی نظروں سے دیکھتے)

صحیح بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلے باہر تشریف لائے اور ایک آواز سنی، فرمایا، ''قبروں میں یہودیوں کو عذاب ہو رہا ہے''۔ [3]

حضرتِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے ایک آدمی کے جنازے میں شامل ہوئے۔ ہم ایسی قبر کے پاس جا رکے جسے ابھی دفن نہیں کیا گیا تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، ہم بھی آپ کے گرد ایسے بیٹھ گئے جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہوں (بالکل خاموشی سے) آپ کے دستِ مبارک میں چھڑی تھی جسے زمین پر ٹھونک رہے تھے، سرِ انور اٹھا کر فرمایا، قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو، دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ [4]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار

---

(۱) مسلم شریف، کتاب الجنۃ　　(۲) مسلم شریف، کتاب الجنۃ

(۳) بخاری شریف، کتاب الجنائز　　(۴) کتاب السنۃ بروایت ابوداؤد

Marfat.com

کی کھجوروں کی طرف تشریف لے گئے اور ان کی چیخیں سنیں، یہ لوگ دورِ جاہلیت میں مرے تھے، انہیں عذاب ہو رہا تھا، آپ گھبراہٹ کی صورت میں باہر تشریف لے آئے اور اپنے صحابہ سے فرمایا "عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔"

حضرتِ امِ مبشر رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس وقت تشریف لائے جب میں بنونجار کی ایک دیوار کے پاس تھی، وہاں دورِ جاہلیت میں مرنیوالوں کی قبریں تھیں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عذاب ہوتے سنا اور یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو، میں نے عرض کی یارسول اللہ یقیناً انہیں عذابِ قبر ہو رہا ہے؟ فرمایا ہاں، ایسا عذاب کہ جسے چار پائے سن رہے ہیں۔ [1]

عذابِ قبر کی بعض وجوہات

صحیح بخاری و مسلم شریف میں حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس پہنچے اور فرمایا، دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کوئی بڑا سبب بھی نہیں، ایک تو پیشاب کرتے وقت احتیاط نہیں کرتا تھا، اور دوسرا چغلخور تھا۔ پھر کھجور کی ایک تازہ ٹہنی لیکر دو حصے کر دیئے اور ایک ایک حصہ دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ عمل کرنے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا مجھے امید ہے کہ ان کے خشک ہونے تک تخفیفِ عذاب رہے گی۔ [2]

حضرتِ ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "دوسرا شخص غیبت میں گرفتار تھا۔" [3]

---

(۱) مسند امام احمد ۳۶۲/۶ (۲) بخاری شریف، کتاب الوضو (۳) ابن ماجہ شریف، کتاب الطہارۃ

Marfat.com

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ ''دوسرا شخص لوگوں کی چغلی اور لوگوں کی برائی کرتا تھا۔''

حضرت ابو امامہ کی حدیث میں آتا ہے، صحابہ کرام نے عرض کی اے اللہ کے نبی! یہ دونوں کب تک عذاب میں گرفتار رہیں گے؟ تو آپ نے فرمایا، یہ غیب کی بات ہے، اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اگر میرے پیشِ نظر تمہارا اطمینان قلب اور حدیث کی رغبت دلانا نہ ہوتو تم وہی کچھ قبر سے سنو، جو میں سنتا ہوں۔''

نسائی شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے:۔ میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور کہنے لگی کہ عذابِ قبر پیشاب سے ہوتا ہے، میں نے کہا تو نے کذب بیانی سے کام لیا۔ پھر فرمایا یہ جلد اور کپڑے سے کھرچا جا سکتا ہے۔ (پھر اس سے عذاب کیونکر؟) سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہماری بحث جاری تھی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے باہر تشریف لے آئے، ہم بلند آواز سے بول رہی تھیں، آپ نے پوچھا، کیا بات ہے؟ میں نے بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس نے ٹھیک کہا ہے۔ [1]

مسند امام احمد، ابو داؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ میں حضرت عبد الرحمٰن بن حسنہ سے ہے کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم نہیں جانتے کہ بنی اسرائیل کا معاملہ کیا تھا؟ جب کسی چیز کو پیشاب لگ جاتا تھا تو وہ ایسا حصہ کاٹ دیتے تھے، پھر آپ نے کاٹنے سے روک دیا اور بے احتیاطی پر قبر میں عذاب ہونے لگا''۔ [2]

امامِ احمد اور ابنِ ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ فرمانِ نبوی

---

(۱) نسائی شریف، کتاب الجنائز (۲) ابو داؤد شریف، کتاب الطہارۃ

Marfat.com

ذکر کیا، آپ نے فرمایا اکثر پیشاب کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ (1)

بزاز اور الحاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے فرمانِ نبوی ذکر کیا، ارشاد فرمایا "اکثر پیشاب کی وجہ سے عذابِ قبر ہوتا ہے لہٰذا اس میں احتیاط برتا کرو"۔ (2)

بزاز اور دار قطنی نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ فرمانِ نبوی ذکر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "پیشاب سے بچا کرو کیونکہ قبر میں سب سے پہلے اسی کا حساب ہوگا۔"

ابن عدی نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کے قریب سے گذرے جسے چغلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، اور ایک دوسرے آدمی کے پاس تشریف لے گئے جو غیبت کی وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا اور پھر ایسے شخص کے ہاں سے بھی گذرے جسے قبر میں پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔

حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ سے حضرت انس کے ذریعہ روایت ہے کہ عذاب قبر تین حصوں میں تقسیم ہے، ایک حصہ غیبت کی وجہ سے، ایک چغلی کی وجہ سے اور ایک حصہ پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔

لیکن عبدالوہاب نے حضرت قتادہ سے جو روایت بیان کی ہے، اس میں ہے کہ عذابِ قبر تین چیزوں سے ہوتا ہے، ایک تو غیبت کی وجہ سے، دوسرے طعنہ زنی کی وجہ سے اور تیسرے پیشاب کی وجہ سے"۔

---

(1) ابن ماجہ شریف، کتاب الطہارۃ (2) مستدرک حاکم 1/184

Marfat.com

سیدہ میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے میمونہ! غیبت اور پیشاب کی وجہ سے شدید عذابِ قبر ہوتا ہے۔''

پیشاب وغیرہ کی وجہ سے عذابِ قبر میں راز

علماءِ کرام نے پیشاب، چغلی اور طعنہ زنی کی وجہ سے عذابِ قبر کا راز یہ بیان کیا ہے کہ قبر، آخرت میں ہونیوالے عذاب وسزا کی پہلی منزل ہے اور وہ گناہ جن پر یومِ قیامت سزا ملے گی، دو قسم کے ہیں، ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد، اللہ تعالیٰ کے وہ حقوق جن کا فیصلہ یومِ قیامت ہوگا، ان میں سب سے پہلے نماز ہے اور حقوقِ العباد میں سب سے پہلا ناحق قتل ہوگا اور برزخ میں ان دونوں کی وجوہات کا حساب ہوتا ہے۔ (یاد رکھو) نماز کیلئے پاکیزہ ہونا ضروری ہوتا ہے اور قتل اکثر اوقات چغلی کی وجہ سے ہوتا ہے حالانکہ یہ دونوں ہی ظاہری طور پر معمولی، گنے جاتے ہیں لہٰذا برزخ میں پہلے انہی کا حساب کتاب ہوتا ہے اور انہی پر سزا دی جاتی ہے۔

ابومیسرہ عمرو بن شرجیل سے مروی ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا، جب اسے دفن کیا گیا تو اس کے پاس فرشتے آگئے اور کہا ہم تمہیں اللہ کی طرف سے عذاب کے سو کوڑے ماریں گے، اس نے اپنی نماز، روزہ اور دیگر نیکیوں کا ذکر کیا (کہ میں تو یہ نیک اعمال کرتا ہوں، مجھے عذاب کیوں ہوگا؟) یہ سنکر فرشتوں نے اس کی عذاب میں تخفیف کر دی اور ایسے ہی گھٹتے گھٹاتے دس کوڑوں پر آگئے، پھر اس نے فرشتوں سے کچھ پوچھا تو فرشتوں نے صرف ایک کوڑے کی سزا پر آگئے اور اسے ایک کوڑا لگایا تو قبر آگ کے شعلوں سے بھر گئی اور اسے غشی آگئی۔ جب اسے افاقہ ہوا تو فرشتوں سے

Marfat.com

پوچھا کہ تم نے یہ ایک کوڑا کیوں مارا؟ فرشتوں نے کہا کہ ایک دن تم نے پیشاب کیا تھا اور بغیر وضو کئے نماز پڑھی تھی، یونہی ایک دن ایک مظلوم نے تجھ سے فریاد کی تھی مگر تم نے اس کی مدد نہ کی تھی۔

اس سے پتہ چلا کہ عذاب قبر دو وجہ سے ہوتا ہے، ایک تو پاکیزگی نہ رکھنا اور دوسرا قوت کے باوجود مظلوم کی مدد نہ کرنا، یہ اور گذشتہ حدیث جس میں پیشاب سے بے احتیاطی اور قولی ظلم کا ذکر ہے، ایک ہی معنیٰ دیتی ہیں۔ (دونوں احادیث میں کوئی اختلاف نہیں ہے)

عبدالرحمٰن بن سمرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے حدیث بیان کی جس میں یہ الفاظ ہیں "میں نے آج رات ایک عجیب خواب دیکھی" پھر لمبی حدیث بیان کی، اس میں ہے "میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس پر عذابِ قبر ہونے والا تھا، اتنے میں اس کا وضو پہنچا اور اسے نجات دلا دی"۔

اس لمبی حدیث کا مضمون بھی بتاتا ہے کہ پیشاب پاخانے وغیرہ سے پاکیزگی عذابِ قبر سے نجات کا سبب بنتی ہے۔

اور یونہی جیسا کہ دوسرے باب میں بیان ہو چکا ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی عذابِ قبر سے نجات دلاتا ہے کیونکہ دین میں ان دونوں کاموں کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔

یونہی جہاد اور دشمن کے مقابلہ کی تیاری بھی نجات دلاتے ہیں کیونکہ مجاہد اور اللہ کے راستہ میں جہاد کی تیاری کرنے والے بھی اپنی جانیں پیش کرتے ہیں اور جانثاری کیلئے تیار ہوتے ہیں کہ کسی طرح دینِ اسلام کا غلبہ ہو۔ دین کا غالب رکھنا

Marfat.com

بہر حال ضروری ہے، مومن کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائیوں سے دشمنانِ اسلام کو دور رکھنے کی کوشش کریں۔

ترمذی شریف میں مقدام بن معدیکرب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں آپ نے فرمایا: شہید کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھ انعام ہیں، پہلا یہ کہ اس کی بخشش فوراً ہوگی، جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا، عذابِ قبر سے نجات پائے گا، یومِ قیامت بڑی گھبراہٹ سے امن میں ہوگا اور پھر باقی حدیث بیان کی۔ [1]

حاکم وغیرہ نے اسی سلسلہ میں ابوایوب کی حدیث لکھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دشمن کے مقابلہ میں گیا پھر یا تو شہید ہوگیا یا غازی بنا تو اسے قبر میں کسی آزمائش سے گذرنا نہیں پڑے گا۔

مسلم شریف میں ہے ارشادِ نبوی: جہاد کی تیاری کا ایک دن اور رات، ایک ماہ کے روزوں سے افضل ہے اور اگر اس حالت میں فوت ہو جائے تو مسلسل اس کے عمل لکھے جائیں گے اور روزی بھی جاری رہے گی اور قبر میں آزمائش کیلئے آنیوالوں سے بھی محفوظ رہے گا۔ [2]

نسائی شریف میں ایک صحابی رسول سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی یا رسول اللہ! جب شہید کے علاوہ قبر میں مومنین کی آزمائش ہوگی تو شہید کا کیا مقام ہوگا؟ فرمایا شہید کو سوال وجواب سے گذرنا نہیں پڑے گا کیونکہ سروں پر تلواروں کا چمکنا سوال وجواب کی آزمائش سے بڑھ کر ہے۔ [3]

---

(۱) ترمذی شریف، فضائل الجہاد (۲) مسلم شریف، کتاب الامارۃ

(۳) نسائی شریف، کتاب الجنائز

Marfat.com

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قبر میں حساب ہوگا اور قیامت میں بھی اور جس کا قیامت کو حساب ہوگا (کوتاہیوں کی صورت میں) اُسے عذاب دیا جائیگا۔ (یعنی قبر میں حساب ہو جائے تو بہتر ہے کہ روزِ محشر رسوائی سے بچ جائیگا)

حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ آدمی جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو اس سے اس کی نماز کا سوال ہوتا ہے اور یہ اس سے کئے جانیوالے سوالوں میں سے پہلا سوال ہوتا ہے۔ اگر وہ اس سوال سے بخیر گزر جاتا ہے تو دوسرے سوال ہوتے ہیں اور اگر اسی میں کامیاب نہیں ہوتا تو دوسرے سوالات کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

فصل

عذابِ قبر کس طرح اور کیسے ہوتا ہے؟

عذابِ قبر کئی قسم کے بیان کئے گئے ہیں:

۱۔ ضرب لگانے سے ہوگا اور وہ خواہ لوہے کے ہتھوڑے سے ہو یا کسی اور چیز سے۔ اس کا ذکر گذشتہ کئی احادیث میں آچکا ہے۔ یہ روایت بھی سنئے:

حضرت ابو امامہ الباھلی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد میں دو قبروں پر تشریف لے گئے۔ ساتھیوں سے دریافت فرمایا، کیا تم نے یہاں فلاں شخص اور فلاں عورت یا فلاں فلاں مرد کو دفن کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی، ہاں۔ فرمایا ایک کو اٹھا کر ابھی مارا جا رہا ہے، بخدا! اسے اس قدر مارا گیا ہے کہ اس کی کوئی

Marfat.com

رگ ٹوٹنے سے نہیں بچی، اسکی قبر آگ سے بھر گئی ہے، وہ اتنا چیخ رہا ہے کہ انسان اور جنات کے علاوہ سب اسکی چیخیں سن رہے ہیں، اگر تم دلوں میں میل اور بے فائدہ گفتگو سے پرہیز کرتے تو ایسے ہی سنتے جیسے میں سن رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کا گناہ کیا ہے؟ ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تو پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسری مرد یا عورت کی قبر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی چغلخور تھا۔

تفسیر ابنِ جریر میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب کافر قبر میں ڈالا جاتا ہے تو ایک چار پایہ ایسا آتا ہے جس کی آنکھیں گرمی کی وجہ سے تانبے جیسی ہوتی ہیں اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی لمبی گرز ہوتی ہے، وہ کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان مارتا ہے اور وہ چیختا ہے، جو بھی اسکی آواز سنتا ہے، لعنت بھیجتا ہے، اس کی چیخ و پکار جنوں اور انسانوں کے بغیر سب مخلوق سنتی ہے۔

حضرتِ ضحاک رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریقے پر روایت ہے کہ جب کافر قبر میں ڈالا جاتا ہے تو اُسے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے، وہ بہت چیختا ہے، اسکی چیخ و پکار انسانوں اور جنوں کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے اور لعنت کرتی ہے۔

حضرت محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر میں کافر پر ایک اندھا چار پایہ مسلط کریگا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ڈنڈا ہوگا اور اس کا سر اونٹ کی کہان جیسا ہوگا، وہ اسے قیامت تک مارتا رہے گا، وہ نہ تو اسے دیکھ سکے گا اور نہ ہی اسکی آواز سنے گا کہ کسی طرح رحم کھائے۔

Marfat.com

۲۔ عذاب کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کافر پر سانپ اور بچھو مسلط کیے جائیں گے جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ میں گذر چکا۔ مزید سنئے:

بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جانتے ہو کہ یہ آیت (فَاِنَّ لَهٗ مَعِيشَةً ضَنكًا) [1] کس بارے میں نازل ہوئی؟ تم جانتے ہو کہ معیشت ضنک کیا چیز ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد کافر کا قبر میں عذاب ہے، بخدا! اس پر ننانوے تنین مسلط ہوں گے، تنین جانتے ہو، کیا ہے؟ خود ہی فرمایا ننانوے سانپ، ہر سانپ کے سات سر ہوں گے" ایک روایت میں نو سروں کا ذکر ہے، ان سانپوں کا کام یہ ہوگا کہ اس کے جسم پر پھونکیں گے، اسے چاٹیں گے اور قیامت تک ڈنگ مارتے ہی رہیں گے۔ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مومن اور کافر کی روح قبض کرنے کا ذکر کیا اور کافر کے بارے میں فرمایا کہ اس پر سانپ چھوڑ دیے جائیں گے اور وہ ایسے سو جائیگا جیسے نوچے ہوئے گوشت والا، اور ساتھ ہی ڈر بھی رہا ہوگا۔

بروایت ابو سعید خدری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر ننانوے سانپ مسلط ہوں گے جو اسے قیامِ قیامت تک کاٹتے رہیں گے، ان میں سے ایک سانپ اگر زمین پر پھونک مار دے تو وہ سبزہ اگانے کے قابل نہ رہے۔ [3]

---

(۱) سورہ طٰہٰ، آیت ۱۲۴ (۲) ابن حبان، کتاب الجنائز

(۳) ابن حبان، کتاب الجنائز

Marfat.com

حضرتِ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ معیشتِ ضنک کیا ہے؟ تو بتایا کہ یہ قبر میں کافر کی تنگی ہوگی اور قبر اس پر اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جائیں گی اور تنگ آ کر وہ آگ میں جانے کو اولیت دے گا۔

انہی کی ایک روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مَعِيشَةً ضَنكًا کے بارے میں فرمایا کہ یہ عذابِ قبر ہے، کافر کی قبر اتنی تنگ ہوگی کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جائیں گی اور قیامت تک اسے یہ عذاب ہوتا ہی رہے گا۔

مسندِ امامِ احمد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافروں پر دو دو سانپ مسلط ہونگے، ایک سر کی طرف سے اور دوسرا پاؤں کی طرف سے، وہ یومِ قیامت تک نوچتے، رکتے اور دوبارہ نوچتے رہیں گے۔[1]

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی کو گالی دے گا اس پر ایک چوپایہ مسلط ہوگا جو قبر میں اس کا گوشت نوچتا رہے گا اور وہ کافر قیامت تک اس درد سے بیتاب رہے گا۔

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبر میں کافر سے کہا جائیگا تو کیا ہے؟ وہ کہے گا میں نہیں جانتا، تو اسے تین مرتبہ کہا جائیگا، نہ جان! پھر اس کی قبر تنگ کی جائیگی اور پسلیاں ادھر کی ادھر نکل جائیں گی اور قبر کی ہر طرف سے اس کو سانپ گھیر لیں گے، اسے نوچتے اور کھاتے رہیں گے، ان سے بچے گا تو چیخے گا پھر اسے آگ

---

(۱) مسند امام احمد ۱۵۲/۶

Marfat.com

یالوہے کے اوزار سے مارا جائیگا۔

ابوبکر آجری نے مزید فرمایا کہ مردہ کو ایسے مارا جائیگا کہ اسکی قبر آگ سے بھر جائیگی، اور آگے یہ الفاظ ملتے ہیں کہ اس پر اونٹ کی گردن جیسے سانپ مسلط کر دئے جائیں گے۔ کتاب الموت میں عبید بن عمیر سے ہے کہ مردہ پر ایک بڑا سانپ چھوڑ دیا جائیگا، وہ اسے کھاتا رہے گا حتیٰ کہ اسکی کھوپڑی تک کھالے گا اور یہ پہلا عذاب ہوگا جو اسے قبر میں ہوگا۔

حضرتِ مسروق رضی اللہ عنہ نے بتایا جو بھی زانی، چور یا شرابی مرے، اللہ تعالیٰ اس پر دو خاص قسم کے سانپ چھوڑ دیتا ہے جو قبر میں اسے کاٹتے رہیں گے۔

۳۔ پتھر سے میت کا سر کچلنا اور باچھیں چیر کر عذاب دینا۔

سمرہ بن جندب کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں نے دو آدمی دیکھے ہیں، جنہوں نے میرے ہاتھ پکڑ کر مجھے ارضِ مقدس میں پہنچا دیا۔ اچانک میں نے ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا اور دوسرا، ہاتھ میں مڑا ہوا چھرا لیکر اس کی باچھیں پیچھے تک چیر رہا تھا، جب وہ دوسری باچھ کو چیرتا تو پہلی اصلی حالت پر آجاتی، دوبارہ اسے چیر دیتا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ دونوں فرشتے کہنے لگے، آگے چلئے چنانچہ مجھے لیکر ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل گرا پڑا تھا اور دوسرا آدمی پتھر لیکر اس کا سر کچل رہا تھا۔ جب وہ مارتا تو پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، وہ ٹکڑے اکٹھے کرنے جاتا تو اس کا سر اصل حالت پر آجاتا، وہ اسے دوبارہ مارنے لگتا، میں نے اُن سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کی آگے چلئے۔ میں نے تنور کی طرح کا ایک سوراخ دیکھا جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے کشادہ تھا، اس میں

Marfat.com

آگ جل رہی تھی، اس میں ایسے لوگ تھے کہ شعلوں کے ساتھ نکلنے کی کوشش کر رہے تھے اور یوں لگتا کہ نکل جائیں گے لیکن آگ بجھ جاتی تو پھر نیچے چلے جاتے، اس میں مرد اور عورتیں سبھی تھے، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو دونوں نے کہا آگے چلئے۔ ہم آگے گئے تو خون بھری نہر بہ رہی تھی، اس میں آدمی کھڑا تھا، دوسرا پتھر لئے نہر کے کنارے پر تھا، نہر والا آدمی جب باہر نکلنے لگتا تو کنارے والا منہ میں پتھر مار کر اسے واپس کر دیتا۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ دونوں نے کہا آگے چلئے چنانچہ ہم آگے چلے (آگے لمبی حدیث جاری ہے،) اسی حدیث میں ہے کہ میں نے دونوں آدمیوں سے کہا تم نے رات بھر اتنا پھرایا، بتاؤ میں نے کیا کیا دیکھا؟ انہوں نے عرض کی سنئے: باچھوں والا تو کذّاب (بڑا جھوٹ بولنے والا) تھا: اس کے ساتھ یہ عمل قیامت تک جاری رہے گا اور وہ جس کا سر کچلا جا رہا تھا، وہ عالم تھا جسے اللہ نے قرآن سکھایا اور وہ رات میں سوتا اور دن کو اس پر عمل نہیں کرتا تھا، اس کے ساتھ قیامت تک یہ کام ہوتا رہے گا اور تنور والے زانی تھے اور جسے آپ نے نہر میں کھڑے دیکھا وہ سود خور تھا۔ (لمبی حدیث ہے) [1]

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا، خون کی نہر میں تیرنے والا کون تھا؟ فرشتے نے کہا سود خور تھا اور قبر میں خون ہی قیامت تک اسکی خوراک ہوگی۔ آپ نے پوچھا جس کا سر کچلا جا رہا تھا وہ کون تھا؟ فرشتہ بولا وہ ایسا آدمی ہے جس نے قرآن سیکھا، اسے بھلا دیا اور اس کا ایک لفظ بھی نہیں پڑھتا تھا۔ وہ قبر میں جب بھی سونا چاہے گا فرشتے سر کچل دیں گے اور قیامت تک سونے نہیں دیں گے۔

---

(1) بخاری شریف، کتاب الجنائز

Marfat.com

۴۔ قبر تنگ کر کے کہ اسکی اس طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جائیں گی۔ اس کے متعلق کئی احادیث گذر چکی ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، آپ نے فرمایا کہ کافر کی قبر اتنی تنگ کر دی جائیگی کہ اس دماغ کا مغز ناخنوں اور گوشت سے نکلے گا۔

روایات میں ہے کہ تنگی، مومن اور کافر سب پر ہوگی اسے بہت سے علماء نے ذکر کیا ہے جیسے ابن بطہ وغیرہ پھر حضرت شعبہ نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، قبر میں تنگی آتی ہے اگر اس تنگی سے کوئی بچا ہے تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں۔ [1]

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، ''عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ اس سے اگر کسی نے نجات پائی ہے تو وہ سعد بن معاذ ہیں البتہ قبر نے انہیں بہت کم دبایا ہے۔'' [2]

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں تھے، ہم ایک قبر کے پاس آئے تو آپ اس کے کنارے بیٹھ گئے اور بار بار قبر کی طرف دیکھتے رہے، پھر فرمایا مومن کو قبر کی تنگی ہوگی، اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر نکل جائیں گی اور کافر کی قبر آگ سے بھر جائیگی۔ [3]

نسائی شریف میں بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ارشادِ نبوی ہے، یہ صاحبِ قبر وہ ہے جس کے لئے عرش نے حرکت کی، جس کیلئے آسمان کے دروازے

---

(۱) مسند امام احمد ۶/۵۵ (۲) طبرانی و بیہقی، اثبات عذاب القبر (۳) مسند امام احمد ۵/۴۷

Marfat.com

کھول دیے گئے اور جس کے جنازے کے ساتھ ساتھ ستر ہزار فرشتے جلوس بنا کر چل رہے ہیں، اسے بھی ہلکا سا سکیڑ دیا گیا اور پھر کشادگی کر دی گئی۔[1]

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ایک نے فرمایا ارشادِ نبوی ہے کہ ''اگر میں نے کسی کو عذابِ قبر سے رہائی پاتے سنا ہے تو وہ سعد بن معاذ ہیں، انہیں بہت تھوڑا سا جھٹکا لگا تھا۔[2]

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک ہوا تو آپ غمگین ہوئے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آج ہم نے آپ کی طبیعت میں وہ دیکھا ہے جو کبھی پہلے نہیں دیکھا تھا۔ فرمایا مجھے زینب یاد آئی، اس کا ضعف سامنے آیا اور قبر کی تنگی کا خیال آیا لیکن اب نرمی کر دیگئی ہے اتنی سی تنگی آئی کہ آواز جنازہ میں شامل ہونے والوں تک پہنچ گئی۔

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکا یا لڑکی دفن کی اور فرمایا، اگر قبر کی تنگی سے کسی نے نجات پائی ہے تو یہ لڑکا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن سعاد رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا اگر کوئی قبر کی تنگی سے نجات پانے والا ہے تو وہ سعد بن معاذ ہے، اسے بھی قبر نے دبایا لیکن پھر قبر کشادہ کر دی گئی۔ (طبرانی شریف)

مسند احمد میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت دفن حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا سبحان اللہ یہ نیک بندہ ہے

---

(۱) نسائی شریف، ۴/۱۰۰۔۱۰۱ (۲) مجمع الزوائد ۳/۴۷

Marfat.com

جس کی خاطر عرش الٰہی کو حرکت ہوئی اور جس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے اس پر بھی قبر کی سختی آئی پھر آسانی ہوگئی۔ [1]

امام احمد نے حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نیک مرد سعد پر بھی تنگی وارد ہوئی لیکن پھر اللہ نے انکی مشکل آسان کردی۔ [2]

بیہقی شریف میں ہے کہ امیہ بن عبداللہ نے حضرتِ سعد کے گھر والوں میں سے کسی سے پوچھا کہ حضرت سعد کے بارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس تنگی کا ذکر فرمایا ہے، وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ حضرتِ سعد سے پیشاب کے بارے کچھ کوتاہی ہوئی تھی۔ [3]

شیخ قریش ابوبکر التیمی فرماتے ہیں، اصل یہ ہے کہ قبر اپنی میت کے لئے ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ سب اسی زمین سے پیدا کئے گئے پھر ایک لمبے عرصے کیلئے (جتنی ان کی عمریں ہیں) اس سے غائب ہوگئے جب اس کی اولاد واپس آتی ہے تو وہ قبر اسے یوں دباتی ہے جیسے بچھڑے ہوئے بچے کو ماں دباتی ہے، یونہی جو اللہ کے فرمانبردار ہوتے ہیں ان کو نہایت نرمی اور شفقت سے دباتی ہے اور جو بے فرمان ہوتے ہیں اسے سختی سے دباتی ہے کیونکہ وہ رب کریم کی ناراضگی میں ہوتا ہے۔

کتاب المحتضرین میں ہے کہ جب حضرت نافع رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت

---

(۱) نسائی شریف، کتاب المناقب (۲) مسند امام احمد ۳/۳۶۰ تا ۳۷۷

(۳) بیہقی شریف، اثبات عذاب القبر، ص ۱۱۲

Marfat.com

آیا تو آپ نے رونا شروع کر دیا۔ عرض کی گئی رونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا مجھ کو حضرتِ سعد اور ان پر قبر کی تنگی یاد آ رہی ہے۔

حضرتِ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قریب سے ایک بچے کا جنازہ گذرا، آپ رونے لگیں اور فرمایا میں ازراہِ شفقت روئی ہوں کہ اسے قبر کی تنگی دیکھنا ہوگی۔

ابنِ ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو بھی قبر کی تنگی سے نجات نہیں ملی، نہ ہی حضرت سعد بن معاذ کو جن کا ایک رومال دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

حضرتِ براء رضی اللہ عنہ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ [1] (ان کیلئے جہنم کا بستر ہوگا اور ان کے اوپر ڈھانپنے والے کپڑے) کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بتاتے ہیں۔ فرمایا، کافر کو قبر میں آگ کے دو کپڑے بطور لباس ملیں گے اور مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ کا یہی مطلب ہے۔

کیا اہلِ قبور سے عذاب کبھی رک بھی جاتا ہے

کہا جاتا ہے کہ اہلِ قبور سے صور کی دو پھونکوں کے درمیان، عذاب رک جائے گا، جیسا کہ سعید بن بشیر نے ذکر کیا ہے اور یہ آیت اسی کا بیان کر رہی ہے يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ [2] یعنی ان کا سو جانا اور افسوس یہ بتاتا ہے کہ اس وقت ان کو عذاب نہیں ہو رہا ہوگا۔

کتاب السنۃ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمانِ نبوی ہے: یہ امت اپنی قبروں میں آزمائش سے دوچار ہوگی، پھر طویل حدیث بیان کی، حدیث کے آخر میں

---

(۱) سورہ الاعراف، آیت ۴۱ (۲) سورہ یٰسین، آیت ۵۲

Marfat.com

ہے، آپ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب مردے قبروں میں عذاب سے دوچار ہوں گے پھر قیامت سے ذرا قبل سو جائیں گے یہی سو جانا وہ ہے جس پر انہیں شرمساری ہوگی جس کا بیان اس آیت میں ہے یٰوَیۡلَنَا مَنۡ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا هٰذَا

کیا بعض اوقات اہلِ قبور سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے؟

یقیناً مکمل عذابِ قبر یا اس کا کچھ حصہ بعض شریف مہینوں میں اٹھالیا جاتا ہے۔ حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ماہِ رمضان میں اہلِ قبور سے عذاب روک دیا جاتا ہے اور یونہی جمعہ کے دن یا شبِ جمعہ [1] میں مرنے والے سے آزمائش قبر روک لی جاتی ہے، جیسا کہ امامِ احمد اور ترمذی نے حدیثِ عبداللہ بن عمرو بن عاص میں لکھا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات کو فوت ہوتا ہے اللہ اسے قبر کی آزمائش سے بچالیتا ہے۔ [2]

فصل

انعاماتِ قبر

قبر میں انعامات کے بارے یہ آیت دلیل ہے۔ فَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ فَرَوۡحٌ وَّرَيۡحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيۡمٍ ○ [3] جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ نیز اس سے پہلے حدیث براء وغیرہ میں بعض نعمتوں کا ذکر موجود ہے۔

---

(۱) مسند امام ابویعلی (۲) ترمذی شریف، کتاب الجنائز

(۳) سورہ الواقعہ، آیت ۸۸، ۸۹

Marfat.com

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مومن قبر میں سبز باغ میں رہنے والا ہوتا ہے، اس کی قبر ستر ہاتھ وسیع کردی جاتی ہے اور اس میں چودھویں کے چاند جیسی روشنی کردی جاتی ہے۔

حضرتِ عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تہجد کے وقت قرآنِ کریم پڑھنے والا فوت ہوتا ہے، نہلانے والے اسے غسل دے رہے ہوتے ہیں تو یہ اس کے سرہانے آتا ہے، جب غسل دے دیتے ہیں تو اس کے سینے اور کفن کے درمیان آجاتا ہے۔ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور منکر نکیر آجاتے ہیں تو قرآن اس کے اور فرشتوں کے درمیان آجاتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ پیچھے ہٹ جاؤ، ہمیں سوال کرنے دو۔ قرآن کہتا ہے بخدا میں اس سے الگ نہیں ہوں گا۔ فرشتوں سے کہتا ہے اگر تمہیں کوئی حکم ملا ہے تو تم جانو! پھر اپنے پڑھنے والے کی طرف دیکھ کر کہتا ہے، مجھے جانتے ہو؟ وہ کہتا ہے نہیں، قرآن کہتا ہے میں وہی قرآن ہوں جس نے تجھے رات بھر جگائے رکھا اور دن کو پیاسا رکھا، تیری خواہشات، کانوں اور آنکھوں کو روکے رکھا۔ اب تم دیکھو گے میں تمہارے لئے ایک سچا دوست ثابت ہونگا، خوش ہو جاؤ، منکر ونکیر کے سوال کے بعد اب تمہیں کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ یہ سنکر فرشتے چلے جاتے ہیں۔ پھر قرآن اپنے رب کے ہاں حاضر ہو کر اس کے لئے اوپر اور نیچے بچھانے کیلئے چادریں مانگتا ہے چنانچہ اسے دیدی جاتی ہیں، ساتھ ہی روشنی کی قندیل اور جنت کی خوشبو بھی دی جاتی ہے۔ اس سارے سامان کو پہلے آسمان کے ایک ہزار مقرب فرشتے اٹھاتے ہیں۔ قرآنِ کریم ان سب کے آگے آگے ہوتا ہے اور قبر میں آکر پوچھتا ہے میرے بعد اداس تو نہیں ہوئے؟ میں تیرے لئے رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا اور یہ سامان

Marfat.com

لایا ہوں، چنانچہ فرشتے قبر میں داخل ہو کر اسے اٹھاتے اور چادر بچھاتے ہیں اور دوسری چادر پاؤں کے نیچے رکھتے ہیں، یاسمین خوشبو اس کے سینے کے پاس رکھتے ہیں پھر وہ اسے اٹھا کر دائیں کروٹ لٹاتے ہیں، پھر واپس چلے جاتے ہیں اور وہ بستر پر آرام کرتا ہے اور لیٹے لیٹے فرشتوں کو آسمان پر چڑھتے تک دیکھتا رہتا ہے۔ بعد ازاں قرآنِ کریم قبلہ کی طرف آ جاتا ہے اور جتنا اللہ چاہتا ہے قبر میں اس کے لئے وسعت پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت ابو عبدالرحمٰن حضرتِ معاویہ کی چٹھی کا حوالہ دیتے ہوئے بتاتے ہیں، انہوں نے لکھا تھا کہ اس کیلئے چار سو سال کی راہ کے مطابق وسعت کر دی جاتی ہے، پھر اس کے سینے کے قریب سے یاسمین اٹھالی جاتی ہے اور اس کے ناک کے قریب رکھ دی جاتی ہے تو وہ قیامت تک اسے آنکھیں بند کئے مستی سے سونگھتا رہے گا۔ پھر اس کے اہل و عیال دن میں ایک یا دو مرتبہ ملائے جاتے ہیں اور وہ ان کی خبر گیری کرتے ہوئے ان کیلئے خیر اور بلندی درجات کی دعا کرتا ہے۔ اس کے اہلِ خانہ میں سے اگر کوئی بچہ قرآنی تعلیم حاصل کرتا ہے تو اسے اس کی مبارک دی جاتی ہے، اگر گھر میں برائی ہو تو صور پھونکے جانے تک صبح و شام ان کے لئے دعا کرتا ہے اور روتا ہے۔

دوسرے باب میں حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گذر چکی ہے جس میں آیا ہے کہ ''قبر یا تو جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے یا پھر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔''

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر یا

Marfat.com

تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں ایک گڑھا۔

فصل

بعض اہلِ قبور کو ظاہری طور پر عذاب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اہلِ قبور کے عذاب اور انعام سے مطلع کر دیتا ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع ہو چکا ہے اور آپ کے بعد کثرت سے ایسے واقعات ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں ایک دن اکیلا دور جاہلیت کی قبروں کی طرف نکلا، اچانک دیکھا کہ ایک آدمی شعلوں میں لپٹا ہوا باہر آیا، اس کے گلے میں آگ کی زنجیر تھی اور میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا، مجھے دیکھتے ہی بولا اے اللہ کے بندے مجھے پانی پلا دو، مجھ پر پانی انڈیل دو حضرت عبداللہ فرماتے ہیں بخدا میں نہیں جانتا کہ اس نے مجھے پہچان لیا یا ویسے اہلِ عرب کے رواج کے مطابق لفظ عبداللہ کہہ کر بلایا۔ اچانک ایک اور آدمی نکلا دیکھا، کہنے لگا اے اللہ کے بندے اسے پانی مت پلانا کیونکہ یا کافر ہے، حضرت عبداللہ فرماتے ہیں، اس آدمی نے آگ کی زنجیر پکڑ کر اسے کھینچا اور قبر میں داخل کر دیا۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا آج رات میں ایک بڑھیا کے گھر گیا، گھر کی ایک جانب قبر تھی۔ میں نے کسی آواز دینے والے کی آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا بَول، بَول اور مَشک مَشک؟ میں نے کہا یہ آواز کون دے رہا ہے اور کیسی بات کر رہا ہے؟ عورت

Marfat.com

بولی، یہ میرا شوہر ہے، پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا۔ میں اسے کہتی تھی، تباہ ہو جاؤ، اونٹ کو دیکھو، پیشاب کرتے وقت اپنا جسم بچاتا ہے، لیکن وہ پرواہ نہیں کرتا تھا۔

عورت نے کہانی بتائی، ایک دن میرا شوہر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے پانی مانگا، اس نے کہا تیرے پاس بھی تو مشکیزہ ہے اور ہمارا مشکیزہ تو لٹکا ہوا ہے۔ اس نے پھر کہا، مجھے پانی دیدو، میں مر رہا ہوں۔ کہا تیرے پاس مشکیزہ ہے اتنے میں میں نے دیکھا تو وہ آدمی مر چکا تھا اور یہ اس دن سے بول بول اور مشکیزہ مشکیزہ کہہ رہا ہے۔

سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو سفر کا یہ واقعہ عرض کیا، آپ نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا۔

طبرانی میں ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ایک دن میں بدر کے اردگرد سیر کر رہا تھا کہ ایک آدمی آیا جس کے گلے میں زنجیر تھی، وہ ایک گڑھے سے نکل کر دوسرے کی طرف گیا۔ قبر سے آواز آئی، اللہ کے بندے مجھے پانی پلاؤ (باقی روایت بیان کی) اسی روایت میں ہے کہ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے عرض کی ہاں دیکھا تھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دشمنِ خدا ابوجہل تھا اور اسے یہ عذاب یومِ قیامت تک ہوتا رہے گا۔

ابنِ ابی الدنیا حضرت شعبی سے راوی ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ میں مقامِ بدر میں گیا، میں نے زمین سے ایک آدمی کو نکلتے دیکھا جس کے ہاتھ میں ہتھوڑا تھا وہ دوسرے آدمی کو ضرب لگا رہا تھا، ضرب سے وہ زمین میں دھنس گیا، پھر نکلا تو اس نے اسے اسی طرح مارا، میں نے کئی

Marfat.com

مرتبہ یہ معاملہ دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ابو جہل تھا اور اس کے ساتھ قیامت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ واقدی لکھتے ہیں کہ ابنِ عمر نے اسے مقام رالغ میں دیکھا تھا، فرشتے نے اسے کہا تھا، اسے پانی نہ پلاتا کیونکہ یہ ابی بن خلف کافر ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا تھا۔

ھشام بن عروہ بتاتے ہیں کہ ایک دن ایک سوار مکہ سے مدینہ طیبہ کو جا رہا تھا، اچانک ایک قبر دیکھی جس سے آگ کے شعلوں میں لپٹا ایک آدمی نکلا اور وہ لوہے میں جکڑا تھا کہنے لگا اے اللہ کے بندے مجھے پھونک مارو، اس کے پیچھے ایک آدمی لگا ہوا تھا، اس نے کہا اسے پھونک نہ مارنا۔ یہ دیکھ کر سوار پر غشی طاری ہو گئی۔ وہ گرا اور لنگڑا ہو گیا، اس کا سر سفید ہو گیا۔ سوار نے یہ واقعہ حضرتِ عثمان سے جا کر بیان کیا تو انہوں نے اکیلے سفر کرنے سے روکا۔

حویرث بن رباب کہتے ہیں میں اثاثہ [1] میں تھا اچانک قبر سے نکل کر ہمارے پاس ایک ایسا شخص آیا جس کا چہرہ اور سر آگ کی لپیٹ میں تھے اور لوہے کی زنجیر میں جکڑا ہوا تھا۔ آ کر کہنے لگا مشکیزہ سے پانی پلاؤ۔ ایک اور آدمی اس کے پیچھے پیچھے تھا، اس نے کہا اس کافر کو پانی نہ پلانا، یہ کہہ کر اس نے زنجیر کا کنارا پکڑ کر اسے کھینچ کر اوندھا گرا دیا، پھر گھسیٹتا ہوا قبر میں لے گیا۔ حویرث کہتے ہیں میں گھبرا گیا۔ اونٹنی سے گر پڑا، میری ہمت جواب دے گئی۔ میں نے آرام کیا اور بعد ازاں نمازِ مغرب و عشاء ادا کی پھر سوار ہو کر بوقت صبح مدینہ منورہ پہنچا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر فاروق نے واقعہ سنکر فرمایا، مجھے

---

(۱) من عاش بعد الموت، ص ۵۶ پر یہ لفظ ''اثاثہ'' ہے

Marfat.com

تم پر اعتماد ہے، تو نے شدید خبر سنائی ہے۔ پھر آپ نے مقامِ صفراء کے بوڑھوں کو بلا بھیجا جنہوں نے زمانۂ جاہلیت دیکھا تھا۔ وہ آ گئے تو آپ نے حویرث کو بلایا اور بوڑھوں سے کہا کہ اس نے مجھے یہ خبر سنائی ہے۔ پھر حویرث سے واقعہ بتانے کو فرمایا، حویرث نے دوبارہ واقعہ بیان کیا۔ بوڑھوں نے سن کر عرض ، ہم اسے جان گئے ہیں، وہ قبیلۂ غفار کا آدمی ہے دورِ جاہلیت میں مرا تھا۔ حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خوش ہوئے کہ وہ دورِ جاہلیت میں مر گیا۔ پھر آپ نے اس کے بارے میں مزید پوچھا تو انہوں نے عرض کی، کہ یہ مہمان نوازی نہیں کیا کرتا تھا اور مہمان کا حق نہیں پہچانتا تھا۔

کتاب البعث میں مکحول سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کا سر اور نصف داڑھی سفید ہو چکے تھے۔ حضرتِ عمر نے اسے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ عرض کی اے امیر المومنین! میں ایک رات فلاں شخص کی قبر سے گذرا، اچانک دیکھا کہ ایک آدمی آگ کا دُرّہ لئے دوسرے آدمی کے پیچھے پیچھے تھا، وہ جب اسے ملتا، یہ دُرّے سے مارتا اور اس کے سر کے بالوں سے قدموں تک شعلے نکلتے۔ اس نے میری پناہ مانگی اور کہا اے اللہ کے بندے میری مدد کر۔ اسے تلاش کرنے والے نے کہا اے بندۂ خدا اس کی مدد نہ کرنا، یہ بدترین انسان ہے۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی لئے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر سے منع فرمایا ہے۔

کتاب من عاش بعد الموت میں حضرت مجاهد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں کسی کام کے ارادے سے نکلا، میں ابھی راستے میں تھا، اچانک ایک گدھا ملا، زمین سے نکلا تھا، اس نے مجھے میرے چہرے پر تین مرتبہ دولتی ماری اور پھر زمین میں چلا

Marfat.com

گیا۔میں ان کے پاس پہنچا جن کے پاس جانے کا ارادہ تھا۔انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا، کیابات ہے، تمہارا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ میں نے انہیں واقعہ بتایا تو انہوں نے کہا، وہ ایک قبیلے کا آدمی ہے اور اس خیمے والی اس کی ماں ہے۔ جب اس کی ماں اسے کوئی کام کہتی، یہ اسے گالی دیکر کہتا تھا تو تو گدھی ہے اور پھر اس کے چہرے پر لات مارتا، وہ مر گیا تو ہم نے اسے اس گڑھے میں دفن کر دیا چنانچہ اس دن سے اس کا سر عین اس وقت باہر نکلتا ہے جب ہم نے اسے دفن کیا تھا چنانچہ روزانہ اسے خیمے کے پاس سے ضرب لگتی ہے اور پھر قبر میں چلا جاتا ہے۔[1]

ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن ابی الھذیل سے یہی روایت ان الفاظ میں ذکر کی ہے کہ جب اس کی ماں اس سے کلام کرتی تو وہ گلے میں سے عجیب سی آواز نکالتا۔[2]

عمرو بن دینار کہتے ہیں اہل مدینہ کے آدمی کی ایک بہن تھی، وہ مر گئی تو اس نے کفن وغیرہ دیکر دفن کر دیا، دفن کر کے گھر واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ اپنا سیاہ بٹوا قبر میں چھوڑ آیا ہے۔مدد کیلئے ایک ساتھی اپنے ساتھ لیا اور قبر کے پاس پہنچے، قبر کھودی اور بٹوہ لے لیا۔اس نے اپنے ساتھی سے کہا تم ذرا دور ہو جاؤ تاکہ میں دیکھ سکوں کہ میری بہن پر کیا گذر رہی ہے؟ چنانچہ اس نے قبر سے کچھ مٹی ہٹائی، اچانک دیکھا کہ قبر سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں، اس نے مٹی وغیرہ ڈال کر قبر بند کر دی اور اپنی ماں کے پاس آ گیا، ماں سے بہن کا کردار پوچھا۔ماں نے بتایا کہ یہ لڑکی نماز میں سستی کرتی تھی اور وقت پر ادا نہیں کرتی تھی اور میرا خیال ہے کہ نماز بے وضو پڑھتی تھی نیز اس کی یہ عادت بھی تھی کہ پڑوسیوں کے دروازوں پر اس وقت جاتی تھی جب وہ سونے والے

---

(۱) کتاب من عاش بعد الموت، ص ۳۰، ۳۱ (۲) من عاش بعد الموت، ص ۳۱

Marfat.com

ہوتے اور یہ ان کے دروازوں سے کان لگا کر باتیں سنتی تھی۔

ایک شخص کا بھائی فوت ہو گیا۔ اس نے بھائی پر چیخ و پکار کی، لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا میں اس کے مرنے کی وجہ سے نہیں روتا، وجہ یہ ہے کہ جب میں اسے دفن کر کے فارغ ہوا تو قبر سے ایک چیخ نکلی، وہ ہائے ہائے کر رہا تھا۔ میں نے قبر کھودی اور اینٹ کے قریب پہنچ گیا، دیکھا کہ اس کے کفن کے اور اس مردے کے درمیان میں آگ کا ایک طوق ہے۔ میں نے وہ طوق اتارنے کی کوشش کی تو طوق سے میری انگلیاں جل گئیں۔

ابوسنان کہتے ہیں کہ میں نے امامِ اوزاعی سے پوچھا، یہ یہود ونصاریٰ بھی تو مرتے ہیں، ان میں سے کوئی مردے سے کوئی بات نہیں سنتا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ تو بلاشبہ جہنمی ہیں اور مسلمان اس لئے سن لیتے ہیں کہ شائد انہیں سن کر ہی نصیحت حاصل ہو جائے۔

عبدالحمید بن محمود نے بتایا کہ میں حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک قوم آئی۔ کہنے لگے ہم حج کیلئے گھر سے نکلے ہیں، ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی بھی تھا۔ ہم ذات الصفاح پہنچے تو وہ مر گیا۔ ہم نے اس کا کفن وغیرہ تیار کیا اور اس کے لئے قبر کھودی، لحد بنائی، جب لحد بنا چکے تو دیکھا کہ ایک سیاہ سانپ نے قبر بھر رکھی ہے، ہم نے دوسری قبر کھودی تو یہی حال دیکھا، تیسری قبر کھودی تو اس میں بھی وہی کچھ دیکھا۔ ہم اسے یونہی چھوڑ کر آپ کے پاس آئے ہیں کہ کیا کریں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سانپ اس کا وہ عمل ہی تو ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔ جاؤ اور اسے کسی دوسری قبر میں دفن کر دو۔ ہم واپسی پر اسکی بیوی کے پاس آئے اور کہا تباہی ہو

Marfat.com

تمہارے لئے، تمہارا شوہر کیا کرتا تھا؟ کہنے لگی، یہ کھانا بیچتا تھا، روزانہ اہل وعیال کی روزی کماتا تھا اور پھر بقیہ سالن میں کچھ ملا کر دوبارہ اتنا ہی بنالیتا تھا۔[1]

ابان بن عبداللہ البجلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک ہمسایہ ہلاک ہوگیا، ہم اس کے غسل، کفن اور قبر تک پہنچانے میں شامل ہوئے۔ دیکھا تو قبر میں بلی کی شکل کی کوئی چیز موجود تھی، ہم نے اسے بھگانے کی کوشش کی مگر وہ نہ بھاگی پھر حفار (قبر کھودنے والا) نے اس کے چہرہ پر برمہ (بڑھئی کا اوزار) مارا لیکن وہ پھر بھی نہ گئی۔ ہم نے ایک اور قبر تیار کی، اسے اس میں دفن کرنے لگے تو وہاں بھی موجود تھی۔ ہم نے پہلے کی طرح اسے بھگانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ گئی۔ پاس کھڑے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم نے آج تک ایسا معاملہ نہیں دیکھا لہٰذا اسے ایسے ہی دفن کردو، چنانچہ ہم نے دفن کردیا اور جب اس پر اینٹیں لگا دی گئیں تو ہم نے اس کی ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز سنی، لوگ اسکی بیوی کے پاس گئے اور اس واقعہ کے بارے دریافت کیا کہ تمہارا خاوند کیا کرتا تھا، ہم نے قبر میں یہ کچھ دیکھا ہے؟ اس عورت نے کہا کہ میرا خاوند جنابت کا غسل نہیں کرتا تھا۔

عبداللہ بن محمد مدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک دوست کہنے لگا میں کسی مقام سے اپنا سامان لینے گیا تو ایک قبر کے پاس مجھے عصر کا وقت ہوگیا۔ میں نے قبر کے قریب نماز پڑھی، میں بیٹھا ہوا تھا کہ قبر سے میرے کانوں میں چیخ و پکار کی آواز آئی، میں قریب گیا تو وہ کہہ رہا تھا ہائے ہائے میں روزے رکھا کرتا تھا، میں نماز پڑھا کرتا تھا، مجھے لرزہ نے پکڑلیا ہے (میں کانپ رہا ہوں) میں نے قریب والے آدمی کو ساتھ لیا تو اس نے بھی یہی آواز سنی۔ میں نے اپنا سامان لیا اور واپس آگیا اور پہلے

---

(۱) کتاب الروح لابن قیم، ص ۷۰

Marfat.com

مقام پر نماز ادا کی، پھر صبر سے بیٹھا رہا، دن غروب ہو چکا تھا، میں نے مغرب کی نماز پڑھی اور پھر اس قبر کے ساتھ کان لگا کر سنا تو وہ پھر اسی طرح رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا، ہائے میں روزے رکھتا تھا اور نماز پڑھا کرتا تھا...... میں گھر واپس آ گیا، مجھے سخت بخار ہوا اور میں دو ماہ تک بیمار رہا۔

کتاب شرح السنۃ میں یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک قبریں کھودنے والے نے بتایا کہ ان قبروں میں سے میں نے ایک قبر میں مریض کے رونے جیسی آواز سنی اور مجھے بہت تعجب ہوا۔

حارث محاسبی کہتے ہیں کہ میں ایک قبرستان میں پہنچا جو بصر میں تھا، میں قبر پر گیا تو اس سے ہائے ہائے کی آواز سنی، اسے عذابِ قبر ہو رہا تھا۔

حارث کہتے ہیں کہ میں ایک قبرستان میں گیا، میں نے ایسی آواز سنی کہ جیسے تیر پر تیر بج رہا ہو، مردہ ہائے ہائے کر رہا تھا۔

حضرت خالد الدمشقی نے ایک شیخ دمشق کا واقعہ بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم حج کرنے گئے تو راستہ میں ہمارا ساتھی ایک کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو گیا۔ ہم کنوئیں کے مالک کے پاس گئے کہ اس سے قبر کھودنے کیلئے کچھ سامان لیں۔ انہوں نے ہمیں اوزار اور گھاس دے دیا۔ جب ہم نے اپنے ساتھی کو دفن کر دیا تو اوزار قبر ہی میں رہ گئے چنانچہ ہم نے دوبارہ قبر کھودی تو دیکھا کہ اس کے ہاتھ پاؤں اور گردن ان اوزار سے بندھے ہوئے تھے، ہم نے اسے دفن کر دیا اور ان کی مزدوری دیدی۔ ہم واپس آئے تو اس کی بیوی سے حالات دریافت کئے، اس نے کہا یہ حج اور جہاد کیا کرتا تھا۔ ہم نے جب اسے قبر کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگی کہ اس کا ایک مالدار ساتھی تھا،

Marfat.com

اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سارا مال سنبھال لیا۔ اس عورت نے پھر بتایا کہ حج اور جہاد میں یہ وہی مال خرچ کرتا تھا۔

یزید بن مہلب کہتے ہیں کہ مجھے سلیمان بن عبدالملک نے عراق اور خراسان پر گورنر مقرر کیا پھر عمر بن عبدالعزیز نے مجھے برخاست کر دیا اور کہا اے یزید! اللہ سے ڈرو کیونکہ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے ولید کو قبر میں اتارا تھا تو وہ اپنے کفن میں کانپ رہا تھا۔ (لہٰذا قابل آدمی حکمران بنایا کرو)

عمرو بن میمون بن مہران نے کہا میں نے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما سے سنا، کہ جب میں نے ولید بن عبدالملک کو قبر میں اتارا تو اس کی دونوں کہنیاں گردن سے جُڑ گئی تھیں۔ اس کے بیٹے نے کہا، ربِ کعبہ کی قسم میرے والد نے عیش سے زندگی گزاری، سنکر میں نے کہا کہ ربِ کعبہ کی قسم تبھی تو وہ جلدی سے پکڑا گیا ہے چنانچہ عمر نے اس بات سے نصیحت حاصل کر لی۔

فضل بن یونس نے بتایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ بن عبدالملک سے کہا تیرے غلام نے مجھے فلاں شخص کے حوالے سے بتایا کہ جب اس نے تیرے باپ اور ولید کو دفن کیا، انہیں قبروں میں ڈالا اور کفن کی گانٹھیں کھولنے لگے تو دیکھا گیا کہ ان کے منہ پشت کی طرف مڑے ہوئے تھے۔

عبدالمومن بن عبداللہ موصلی کہتے ہیں مجھے اہلِ رَملہ میں سے ایک آدمی نے بتایا کہ ایک مرتبہ ہمیں ایسی سخت آندھی نے گھیر لیا جس سے قبریں کھل گئیں چنانچہ میں نے دیکھا تو اہلِ قبور کے چہرے قبلہ کی جانب سے مڑے ہوئے تھے۔

عبداللہ موصلی کہتے ہیں مجھے ایک اور آدمی نے بتایا کہ اس کی بیٹی فوت ہو گئی اور

Marfat.com

اس نے اسے قبر میں اتار دیا۔ جب وہ اینٹ درست کرنے کیلئے قبر کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ اس کا چہرہ قبلہ سے مڑا ہوا تھا، باپ نے کہا کہ مجھے یہ دیکھ کر بہت غم ہوا، رات میں نے لڑکی کو خواب میں دیکھا تو لڑکی نے بتایا کہ میرے اردگرد کے بہت سے مردوں کے چہرے قبلہ سے پھر گئے ہیں۔ شاید وہ لڑکی کبیرہ گناہ کرنیوالوں کے متعلق بتا رہی تھی۔

اسحاق فزاری سے روایت ہے انہوں نے ایک توبہ کرنے والے نباش (کفن چور) سے پوچھا، مجھے بتاؤ کہ اسلام پر فوت ہونے والے لوگوں کا چہرہ قبلہ کی طرف رہا یا مڑ گیا؟ اس نے کہا میں نے اکثر دیکھے جن کا چہرہ قبلہ سے مڑ گیا۔ اسحاق فزاری نے یہ خبر امامِ اوزاعی کو دی تو انہوں نے مجھے لکھا انا للہ وانا الیہ راجعون (تین مرتبہ) جس کا چہرہ قبلہ سے مڑ گیا وہ سنت کا تارک ہو کر مرا۔

ابوالحریش اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں، وہ بتاتی ہیں کہ جب ابوجعفر نے کوفہ میں خندق کھدوائی تو لوگوں نے دیکھا کہ مردوں کے چہرے قبلہ سے ہٹے ہوئے تھے۔ وہ بتاتی ہیں میں نے ایک ایسا جوان بھی دیکھا جسکا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا تھا اور وہ ہاتھ پر دانت گاڑے ہوئے تھا۔

عبداللہ عنسی نے بتایا کہ ایک توبہ کرنے والے کفن چور سے پوچھا گیا کوئی تعجب انگیز کام بتاؤ تو اس نے کہا میں نے ایک قبر کھودی تو دیکھا کہ میت کے سارے جسم پر لوہے کی میخیں جڑی ہوئیں تھیں، ایک بڑی میخ اس کے سر میں جڑی ہوئی تھی اور دوسری پاؤں میں۔ [1]

---

(۱) کتاب الروح، ابن قیم، ص ۹۶

Marfat.com

ایک اور کفن چور اسے پوچھا گیا کوئی تعجب والی بات بتاؤ، اس نے کہا میں نے انسان کی کھوپڑی دیکھی تھی جس میں قلعی گھلا کر ڈالی گئی تھی۔

ایک اور قبر چور سے پوچھا گیا کہ تیری توبہ کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے جن قبروں کو کھودا، ان میں سے اکثر مردوں کے چہرے قبلہ سے ہٹے ہوئے تھے۔[1]

ابن الفارسی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ میں نے ۵۹۰ ہجری کو بغداد شریف میں باب البصرہ کے باہر ایک میت دیکھی جو گل سڑ چکی تھی کہ صرف ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں تھیں جن میں دو میخیں گاڑی ہوئی تھیں، ایک ناف کے مقام پر اور دوسری اس کے چہرے پر۔ وہ بدشکل اور موٹی موٹی ہڈیوں والا تھا۔ سیلاب کی وجہ سے اس کی میت باہر نکل آئی تھی۔ قبر ٹیلے پر تھی جسے سرخ ٹیلا کہا جاتا تھا اور یہ بصرۂ قدیم کے قلعہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھا۔

کتاب الروح (ابنِ قیم) میں محمد بن سنان[1] نے (جو ایک تاجر اور صالح شخص تھے)[2] فرمایا ایک مرتبہ سوق الحدادین (لوہارا بازار) میں ایک شخص آیا، اس نے چھوٹی میخیں بیچیں، ایک لوہار نے خرید لیں اور نرم کرنے کیلئے گرم کیا اور ضربیں لگائیں مگر وہ نرم نہ ہوئیں اور وہ ضربیں لگاتے لگاتے سے عاجز آ گیا اور پھر بیچنے والے کو تلاش کرنا شروع کیا وہ مل گیا۔ اس نے کہا یہ میخیں تم نے کہاں سے حاصل کیں؟ لوہار نے اصرار کیا تو اس آدمی نے بتایا کہ میں نے ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی جس میں میت کی ہڈیاں تھیں ان کیلوں کے ساتھ پروئی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا میں نے بڑی کوشش کی کہ انہیں نکالوں مگر میری طاقت سے باہر تھیں۔ میں نے ایک پتھر سے ہڈیاں توڑیں اور پھر

---

(۱) کتاب الروح، ص ۶۹ (۲) کتاب الروح، ص ۶۹

Marfat.com

وہ میخیں نکال لیں۔ محمد بن منان کہتے ہیں، میں نے خود وہ کیلیں دیکھی ہیں، دوسروں والی چھوٹی میخیں تھیں۔ (1)

محمد بن وزیر الحرانی کہتے ہیں کہ میں عصر کے بعد اپنے گھر سے نکلا، ایک باغ میں گیا، غروب آفتاب سے قبل قبروں کے درمیان پہنچا اچانک ایک قبر دیکھی جیسے آگ کا انگارا ہو، اس انگارے کے درمیان ایک میت تھی محمد بن وزیر کہتے ہیں کہ میں نے یہ منظر دیکھ کر آنکھیں ملیں اور دل میں کہا، میں سو رہا ہوں یا جاگتا ہوں؟ پھر میں نے شہر کی دیواریں دیکھیں تو کہا نہیں سو نہیں رہا۔ پھر میں گھر گیا، مجھ پر دہشت طاری تھی۔ کھانا پیش کیا گیا لیکن مجھ میں کھانے کی طاقت نہ تھی۔ پھر میں شہر گیا اور اس صاحبِ قبر کے متعلق دریافت کیا چنانچہ بتایا گیا کہ وہ فریبی اور دھوکے باز ہے اور آج ہی فوت ہوا ہے۔

عبدالکافی نے بیان کیا کہ وہ ایک مرتبہ ایک جنازہ میں شامل ہوا۔ اچانک دیکھا کہ ہمارے ساتھ ایک سیاہ آدمی چل رہا ہے۔ لوگوں نے نماز پڑھی تو اس نے نہ پڑھی۔ پھر جب ہم نے میت دفن کرنا شروع کی تو سیاہ آدمی نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ میں اس میت کا عمل ہوں، یہ کہہ کر وہ قبر میں گر گیا اور پھر نظر نہ آیا۔

ابراھیم بن عبداللہ ثعلبی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک قبر چور تھا جو قبر میں مردہ کی آنکھیں نکال لیا کرتا تھا، وہ کہتا تھا مجھے کچھ دو، میں تمہیں عجیب بات بتاؤں گا، اور یہ بھی کہتا کہ جو مجھے زیادہ دے گا، میں اسے بہت عجیب چیز دکھاؤں گا چنانچہ ایک شخص نے اسے کوئی چیز دی اور میں اس کے قریب ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں

---

(۱) کتاب الروح، ص ۶۹

Marfat.com

کھولیں، اس کی آنکھیں پیچھے کو دھنسی ہوئی تھیں اور آگے کی طرح پیچھے بھی دیکھتا تھا۔ اس نے کہا آؤ میں تمہیں اس کی وجہ بتاتا ہوں کہنے لگا تم جانتے ہو کہ میں اپنے شہر میں قبر چور مشہور ہوں۔ ایک مرتبہ شہر کا قاضی بیمار ہو گیا اور اس پر موت کا خوف طاری ہو گیا۔ اس نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ میں تجھ سے اپنی قبر میں ہلاکت خریدتا ہوں (یعنی قبر میں مجھے نقصان نہ دینا) یہ لو سو دینار اور مجھے قبر میں امن سے رہنے دینا۔ میں نے سو درھم لے لئے اور اتفاقاً وہ تندرست ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ پھر بیمار ہوا اور مر گیا۔ اب میں نے خیال کیا کہ میں نے سو دینار پہلی مرض کے لئے تھے اور اب تو یہ دوسری بیماری سے مرا ہے چنانچہ میں اسکی قبر کھودنے جا پہنچا، میں نے قبر کھودی تو دیکھا کہ قبر میں سزا ہو رہی ہے، قاضی بیٹھا ہوا ہے، اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور اس کی آنکھیں سرخ ہیں۔ یہ دیکھا تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا، اچانک دو انگلیوں کی ضرب پڑی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: اے دشمنِ خدا! کیا تو اللہ کے بھیدوں سے واقف ہونا چاہتا ہے۔

Marfat.com

فصل

قبر میں میت کو تکلیف ہوتی رہتی ہے

روایات میں آتا ہے کہ میت جب تک قبر میں رہتی ہے، اسے موت والی تکلیف محسوس ہوتی رہتی ہے لیکن یہ کسی خاص میت کے متعلق تو ممکن ہے، ہر ایک کو نہیں ہوتی۔

حضرتِ کعب سے مروی ہے کہ میت کو قبر میں موت کا درد ہوتا ہے، مومن پر سختی اور کافر پر نرمی ہوتی ہے حضرتِ امامِ اوزاعی فرماتے ہیں مجھے یہ روایت ملی ہے کہ جب تک میت قبر سے اٹھائی نہ جائیگی اسے موت کی تکلیف ہوتی رہے گی۔ یہ مومن کے لئے تکلیف دہ ہوتی ہے اور کافر کے لئے آسان۔

حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے واقعات سناتے رہو ان میں عجیب وغریب واقعات ہو چکے ہیں۔ (ہوسکتا ہے کسی کو عبرت ہو جائے) اور پھر ایک واقعہ بیان کرنا شروع کیا اور بتایا کہ ایک مرتبہ کچھ دوست سیر کو نکلے اور ایک قبر کے پاس گئے۔ انہوں نے آپس میں بات کی کہ اگر ہم دو رکعت پڑھیں اور پھر اللہ سے دعا کریں تو امید ہے کہ ان قبروں میں سے کوئی نکل کر ہمیں موت کے بارے میں بتائے گا چنانچہ انہوں نے نفل ادا کئے اور اللہ سے دعا کی، اچانک دیکھا کہ ایک آدمی نکلا، وہ اپنا سر جھاڑ رہا تھا اور اس کے ماتھے پر سجدوں کا نشان تھا۔ کہنے لگا لوگو! تم یہاں کیا کرتے پھر رہے ہو؟ میں ایک سو سال قبل فوت ہوا تھا لیکن اب تک موت کا درد باقی ہے، اللہ سے دعا کرو کہ میں پہلے جیسا ہو جاؤں۔

Marfat.com

فصل

اہلِ قبور کی نعمتوں کا مشاہدہ

قبر میں انعامات اور میت کے اعزاز کے بہت سے واقعات ہیں، کچھ پہلے اور چوتھے باب میں گذر چکے ہیں۔

کتاب الرقۃ والبکاء میں ہے کہ وَرّاد عجلی جب فوت ہوئے، انہیں اٹھا کر قبر کے پاس لائے اور قبر میں اتارنے لگے تو دیکھا کہ قبر میں فرش بچھا ہوا ہے اور ریحان (پھول) کی خوشبو آ رہی ہے، ان میں سے کسی نے خوشبو میں سے کچھ خوشبو لے لی، لوگ ارد گرد ہو گئے، امیر نے فتنہ کے ڈر سے اسے پکڑا اور لوگوں کو منتشر ہو جانے کو کہا تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے گم ہو گیا اور پتہ ہی نہ چلا کہ کدھر نکل گیا۔

محمد بن مخلد دوزی کہتے ہیں کہ میری والدہ فوت ہو گئی۔ میں اسے قبر میں اتارنے لگا تو ساتھ والی قبر کی طرف سوراخ سا ہو گیا، دیکھا کہ ایک آدمی نیا کفن پہنے لیٹا ہوا ہے، سینہ پر یاسمین کی شیشی رکھی ہوئی ہے، میں نے وہ شیشی پکڑی اور سونگھی تو وہ کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھی پھر سب لوگوں نے وہ خوشبو سونگھی۔ میں نے وہ شیشی وہیں رکھ دی اور سوراخ بند کر دیا۔

علامہ ابنِ جوزی نے لکھا ہے کہ حضرتِ امام احمد کی قبر مبارک کے قریب والی قبر کھل گئی تو میت کے سینہ پر ریحان (نازبو) کا پھول ہل رہا تھا۔

علامہ ابنِ جوزی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ۲۷۶ھ کو بصرہ کی زمین میں ایک ٹیلا نمودار ہوا جس میں حوض نما سات قبریں تھیں اور ان میں سات میتیں دفن

Marfat.com

تھیں، ان کے بدن صحیح سلامت تھے اور کفنوں سے کستوری جیسی خوشبو آرہی تھی۔ ان میں سے ایک کے بال گھنے تھے اور ہونٹ ایسے تر تھے کہ ابھی پانی پیا ہے، آنکھیں سرمگیں تھیں اور کمر پر دفاعی ہتھیار بندھا ہوا تھا کسی نے بال کھینچنے کی کوشش کی تو وہ زندہ انسان کے بالوں کی طرح مضبوط تھے۔

ابنِ سعد نے اپنے طبقات میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے بقیع میں حضرتِ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف تیار کی، جیسے جیسے ہم قبر سے مٹی نکالتے جاتے تھے، کستوری کی خوشبو آتی جاتی تھی اور یہ خوشبو لحد نکالنے تک جاری رہی۔

محمد بن شرجیل بن حسنہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرتِ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور گھر لے گیا، کچھ عرصہ بعد اسے دیکھا تو وہ کستوری بن چکی تھی۔

حضرت مغیرہ بن حبیبہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن غالب الحرانی کو دفن کیا گیا تو آپ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (1)

یونس بن ابی العراب نے بتایا کہ ایک شخص نے قبر کھودی اور دھوپ سے بچنے کیلئے اس میں بیٹھ گیا اتنے میں ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا اس کی پیٹھ کو لگا، اچانک نظر آیا کہ اس قبر کے ساتھ چھوٹی سی ایک اور قبر ہے، اس نے انگلی سے سوراخ وسیع کیا تو حدِ نگاہ تک اسے دکھائی دیا، اس نے دیکھا ایک بوڑھا شخص خضاب لگائے بیٹھا ہے اور لگتا تھا کہ ابھی ابھی کسی نے اسے کنگھی کی ہے اور ابھی ابھی اپنے ہاتھ ہٹائے ہیں۔

---

(1) شرح الصدور، ص ۱۵۶

Marfat.com

وہ خوش نصیب امتی جن کا بدن اور کفن سلامت رہتا ہے

یاد رہے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ بھی ایسے لوگ ہوئے ہیں جن کے بدن، تروتازہ اور صحیح ہوتے ہیں، اور ایک زمانہ گذرنے کے باوجود خراب نہیں ہوتے، ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے۔ ہم ان میں سے کچھ کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرتِ عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی دیوار گر گئی، یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کا دور تھا تو آپ کے گھر میں موجود تین مزارات میں سے ایک قدم نظر آیا، پاؤں کو چوٹ لگی ہوئی تھی اور خون آلود تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اسے دیکھ کر بہت گھبرائے۔ اتنے میں حضرتِ عروہ گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے پہچان لیا کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک ہے۔ حضرتِ عروہ نے حضرت عمر بن العزیز سے کہا، گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قدم شریف ہے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے دیوار بنانے کا حکم دیا، دیوار بنا دی گئی اور قدم شریف اسی حالت پر رہنے دیا گیا۔

حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گورنر مدینہ کو لکھا کہ احد کی طرف ایک نہر نکالی جائے، مدینہ کے گورنر نے لکھا کہ وہاں شہداء کی قبریں ہیں، یہ نہر شہداء کی قبروں کے اوپر سے گذرے گی۔ حضرتِ معاویہ نے لکھا کہ حکم کی تعمیل کی جائے۔ ابوالزبیر کہتے ہیں میں نے حضرت جابر سے سنا فرماتے تھے میں نے دیکھا کہ خندق آدمیوں کی گردنوں پر سے بناتے جا

Marfat.com

رہے ہیں لگتا تھا کہ شہداء گویا ابھی سوئے ہیں، اسی اثنا میں کدال حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک پر لگی تو اس سے خون کا فوارہ بہہ نکلا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کو روایت پہنچی کہ حضرت عمرو بن جموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہم کے مزارات سیلاب کی وجہ سے متاثر ہوئے ہیں، مزارات پانی کے کنارے تھے، دونوں حضرات ایک ہی قبر میں دفن تھے، دونوں کی شہادت جنگِ احد میں ہوئی تھی۔ ان کے جسم کسی اور جگہ منتقل کرنے لگے۔ دیکھا گیا تو دونوں حضرات صحیح سالم تھے، لگتا تھا جیسے کل ہی دفن ہوئے ہوں۔ ایک صحابی کے زخم تھا، ان کا ہاتھ زخم پر تھا اور انہیں یونہی دفن کیا گیا تھا۔ جب ان کا ہاتھ زخم سے دور کیا گیا تو چھوڑنے پر دوبارہ زخم پر جا لگا۔ اس واقعے کو قبر کھودنے کے وقت چھیالیس سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔

مثنٰی بن سعید کہتے ہیں جب عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا بصرہ گئیں تو ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: میں نے خواب میں آپکے والدِ گرامی حضرتِ طلحہ کو دیکھا ہے، انہوں نے مجھے کہا کہ عائشہ سے کہو مجھے یہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ دفن کر دے کیونکہ یہاں مجھے سردی نے تنگ کر رکھا ہے۔ عائشہ اپنی لونڈیوں اور غلام کو لیکر پہنچیں، اور ان کا روضہ تیار کر دیا۔ جب غور سے دیکھا گیا تو ان میں کوئی تبدیلی نہ تھی، صرف داڑھی مبارک یا سر کے تھوڑے سے بالوں میں تبدیلی تھی۔ اس وقت اس واقعہ کو اَسّی سے کچھ اوپر سال گزر چکے تھے۔

علی بن زید بن جدعان کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ جب طلحہ بن عبیداللہ کو قبر سے دوسرے مقام پر منتقل کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ کافور اُن کی آنکھوں کے درمیان

Marfat.com

تھا اور جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، بال مبارک سر سے ذرا ہٹے ہوئے تھے۔

کتاب الاولیاء میں ہے کہ اسحاق بن ابو نباتہ اپنی قوم میں ساٹھ سال تک اذان کہتے رہے۔ آپ مسجدِ عمرو بن سعید کوفہ میں مقیم تھے۔ آپ کا کام یہ تھا کہ بچوں کو قرآنِ کریم پڑھاتے اور کسی سے کچھ نہ لیتے تھے۔ مدینہ طیبہ میں خندق کھودنے سے تیس سال قبل فوت ہوئے تھے۔ خندق کھودی جا رہی تھی اور آپ کی قبر درمیان وہیں تھی، آپ کے ایک ساتھی آپ کو نکالنے گئے تو پتہ چلا کہ آپ کی قبر عین خندق کی زد میں ہے۔ اس نے آپ کو نکالا تو دیکھنے پر معلوم ہوا کہ جیسے دفن کئے گئے تھے ویسے ہی نکلے۔ آپ کے جسم میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی صرف کفن ذرا میلا تھا، خوشبو اوپر رکھی ہوئی تھی۔ خضاب ویسے ہی لگا ہوا تھا۔ آپ کے چہرہ کو دیکھا گیا تو مہندی بالوں میں جوں کی توں لگی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر مسیتب بن زہیر، ابو جعفر بن منصور کے پاس گئے، وہ فرات کے کنارے رہتے تھے، انہیں واقعہ سنایا تو ابو جعفر رات سوار ہو کر ان کی زیارت کو آئے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ رات میں انہیں دفن کر دیا جائے تا کہ صبح کوئی مسئلہ نہ پیدا ہو جائے۔

ترمذی شریف میں قصۂ اصحابِ اخدود کے بارے میں حدیثِ صہیب میں ہے کہ وہ غلام، جسے بادشاہ نے قتل کرا دیا جبکہ دوسرے لوگ شاہ پر یہ کہہ کر ایمان لا چکے تھے کہ اس غلام کا رب ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں دریافت ہوا، دیکھا گیا کہ اس کے ہاتھ زخم پر اسی طرح موجود تھے جیسے وقتِ موت رکھے ہوئے تھے۔[1]

محمد بن کعب قرظی اور زید بن اسلم وغیرہ نے سردارِ اخدود عبداللہ بن ثامر کا قصہ

---

(1) ترمذی شریف، کتاب التفسیر

Marfat.com

لکھا ہے۔ یہ بھی بالکل اسی طرح کا ہے جیسے ترمذی میں غلام کا قصہ ہے۔ یہ بھی حضرتِ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں بمقام نجران دریافت ہوئے، ان کا ہاتھ بھی زخم پر تھا اور زخم میں خون رِس رہا تھا۔

یونہی ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں قصہ دانیال علیہ السلام لکھا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رحمہ اللہ نے انہیں سوس میں دیکھا تھا۔

ابنِ جوزی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جب ابوجعفر بن ابوموسیٰ سوسال بعد امامِ احمد کی قبر کے پہلو میں دفن ہوئے تو امامِ احمد کا کفن دیکھا گیا، اپنی اصلی حالت میں تھا۔ تو ابن جوزی ہی کے مطابق جب البرہاری کی قبر کھولی گئی تو بغداد میں خوشبو پھیل گئی۔

اس طرح کے کئی واقعات موجود ہیں۔

فصل

صالحین کی قبروں کا قرب میت کو فائدہ دیتا ہے اور فاسقین کا نقصان

اللہ کے فضل سے اہلِ قبور اپنے قریبی صالحین سے فائدہ حاصل کرتے ہیں ان کے حق میں صالحین کی شفاعت مقبول ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن نافع مدنی بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک شخص فوت ہوگیا، ان کے ساتھ ہی ایک دوزخی شخص دفن ہوگیا، مسلمان کو بہت غم ہوا۔ پھر سات یا آٹھ دن بعد دیکھا گیا تو پتہ چلا کہ وہ جنتی ہے، آدمی نے پوچھا، تم تو اپنے آپ کو جہنمی کہتے تھے، اب کیا ہوا؟ اس نے کہا بالکل ایسے ہی تھا لیکن جب ایک نیک آدمی ہم میں دفن ہوا تو اس نے میرے اردگرد چالیس افراد کیلئے شفاعت کردی اور ان چالیس میں

Marfat.com

سے میں بھی تھا۔

عمرو بن حمید نے بتایا کہ مجھے اہل جرجان میں سے ایک آدمی نے بتایا کہ جب کرز حارثی فوت ہوئے تو اس آدمی نے نیم بیداری میں دیکھا کہ اہلِ قبور اپنی قبروں پر نکلے بیٹھے ہیں اور وہ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں۔ وہ آدمی کہنے لگا، آج کیا بات ہے؟ تو اہلِ قبور نے کہا ہم نے کرز حارثی کی آمد کی وجہ سے ان کے اعزاز کیلئے سفید کپڑے پہنے ہیں۔

کسی نے حضرت معروف کرخی کو خواب میں دیکھا گیا کہ آپ نے اپنے ارد گرد کے چالیس آدمیوں کی شفاعت کردی ہے چنانچہ وہ سب دوزخ سے بری ہو گئے۔

اس کے برعکس ایسا بھی ہوا ہے کہ میت کے عذاب کی وجہ سے نزدیک والوں کو تکلیف پہنچتی ہے جیسے ہارون رشید کی بیوی زبیدہ خواب میں دیکھی گئی۔ اس نے بتایا کہ اسکی بخشش ہوگئی ہے، اس کے چہرے پر زردی محسوس ہو رہی تھی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تمہارا رنگ کیوں تبدیل ہو چکا ہے تو اس نے بتایا کہ ہمارے پاس بشر المریسی (کافر) دفنایا گیا ہے۔ اس پر جہنم نے خوفناک آواز نکالی ہے جو ہم تک بھی پہنچی ہے۔ (اس کے خوف سے اس کا رنگ پیلا پڑ گیا) واللہ علم۔

Marfat.com

ساتواں باب

اہلِ قبور، برزخ میں ایک دوسرے کو دیکھتے اور باہم ملاقات کرتے ہیں۔

حضرتِ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اگر کوئی میت کا والی ہو تو اسے اچھا کفن دیا کرے (کیونکہ آپس میں انہوں نے ایک دوسرے کی زیارت کرنی ہوتی ہے) [1]

حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "جب کوئی کسی میت کا والی بنے تو اسے خوبصورت کفن دے کیونکہ وہ ایک دن انہیں کفنوں میں اٹھائے جائیں گے یا فرمایا کہ انہی کفنوں میں وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے" [2]

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی میتوں کو خوبصورت کفن دو کیونکہ اہلِ قبور کفن پر فخر کرتے ہیں اور قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں" [3]

راشد بن سعد کا بیان ہے کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہوگئی، اس نے خواب میں کئی عورتیں دیکھیں لیکن اس کی اپنی بیوی نظر نہ آئی چنانچہ عورتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا تم نے اسے مختصر کفن دیا تھا، اس لئے وہ ہمارے ساتھ نکلنے سے شرماتی ہے۔ عورت کا شوہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اور واقعہ سنایا)

---

(۱) ترمذی شریف، کتاب الجنائز (۲) اللآلی المصنوعہ سیوطی، ۲/۴۴۱

(۳) مسلم شریف، کتاب الجنائز

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا ذریعہ تلاش کرو جس سے کفن پہنچ سکے، چنانچہ وہ قریب الموت ایک انصاری کے پاس آیا، اپنی پریشانی بیان کی تو انصاری نے کہا مرنے کے بعد میت کو کوئی چیز پہنچ سکتی ہے تو لاؤ، میں پہنچا دونگا۔ وہ انصاری فوت ہوگیا چنانچہ زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے انصاری کے کفن میں رکھ دئے گئے۔ رات ہوئی تو شوہر نے خواب میں ان عورتوں کے ساتھ اپنی بیوی کو دیکھا کہ وہ دونوں زرد کپڑے پہنے ہوئے تھی۔

عباس بن ابو عیلے نے کہا ایک نیک پرہیز گار عورت فوت ہوگئی۔ رات کو خواب میں اسکی بیٹی نے دیکھا کہ وہ گھر آئی اور کہنے لگی بیٹی! تم نے مجھے تنگ سا کفن دیا تھا اس لئے میں اپنی ساتھی عورتوں میں شرمسار ہوتی ہوں دیکھو! فلاں عورت فلاں دن میرے پاس آئے گی ساتھ ہی بتایا کہ میرے فلاں جگہ چار دینار ہیں، اس سے میرا کفن خریدو اور اُس عورت کے ہاتھ بھیج دو۔ بیٹی نے کہا وہ دینار میرے علم میں نہ تھے کچھ دن بعد وہ بیمار ہوگئی، اس کے گھر والے میرے پاس آئے اور کہا تم کیا کہتی ہو؟ میں نے انہیں واقعہ سنایا، عورت نے کہا مجھے وہ حدیث یاد آئی جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مردے اپنے کفنوں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔ انہوں نے اسے کفن کیلئے ابن النیشاپوری اور ابو توبہ کے پاس بھیجا، کفن خریدا گیا اور اس فوت ہونیوالی کے کفن کے ساتھ کفن رکھ دیا۔ بعدازیں بیٹی نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا [1] ماں نے کہا اے بیٹی! ہمارے پاس فلاں عورت آئی ہے اس کے ہاتھ کفن مل گیا ہے، کتنا خوبصورت اور وسیع ہے، اللہ تجھے بہتر جزاء دے [2]

---

(۱) شرح الصدور، ص ۱۹۴ (۲) شرح الصدور، ص ۱۹۴

Marfat.com

حجاز میں آلِ عاصم کے ایک شخص نے بتایا کہ میں نے عاصم جحدری کو موت کے دو سال بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا تم تو مر نہیں گئے تھے؟ اس نے کہا بالکل مر گیا تھا، پوچھا تو اب کہاں ہو؟ اس نے کہا بخدا جنت کے ایک باغ میں ہوں، میں اور میرے ساتھی ہر جمعرات اور جمعہ کو بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس اکٹھے ہوتے ہیں اور تمہارے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ کہنے لگا تمہارے اجسام اکٹھے ہوتے ہیں یا ارواح؟ عاصم نے کہا، صد افسوس، جسم تو گل چکے، ملاقات تو ارواح ہی کرتی ہیں پھر کہا جب ہم تمہاری زیارت کو جاتے ہیں تو ہمیں پہچان لیتے ہو؟ کہنے لگے، ہم جمعہ کی رات اور جمعہ کے پورے دن اور ہفتہ کے دن طلوعِ سورج تک پہچان لیتے ہیں۔ میں نے کہا اور دوسرے دنوں میں کیوں نہیں؟ تو عاصم نے کہا جمعہ کے دن کی فضیلت کی وجہ سے واللہ اعلم

فصل

حضرت امِ ہانی انصاریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ! کیا ہم بعد از مرگ ایک دوسرے کو دیکھا کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روح شجرِ طوبیٰ سے تعلق والا پرندہ ہو جاتی ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر نفس اپنے جسم میں داخل ہو جائیگا۔[1]

جب بشر بن براء فوت ہوئے تو ان کی والدہ نے وجد کیا۔ عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بنی سلمہ کے لوگ فوت تو ہوتے ہی رہتے ہیں، کیا فوت شدہ آپس میں تعارف رکھتے ہیں! اگر ایسا ہے تو میں سلام بھیجنا چاہتی ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے امِ بشر بخدا! مرنے والے ایک دوسرے کو ایسے جانتے ہیں جیسے درختوں پر پرندے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں"۔ بعد ازاں جب بھی بنی سلمہ میں سے کوئی فوت ہوتا تو ام سلمہ آتیں اور کہتیں کہ اے جانے والے، بشر کو سلام کہنا۔

---

(۱) مسند امام احمد ۶/۴۲۵

Marfat.com

آٹھواں باب

اہلِ قبور زندہ لوگوں کی باتیں سنتے ہیں، سلام کہنے والے کو پہچانتے اور دیکھتے ہیں ان کے حالات جانتے ہیں اور سب خویش و اقارب وغیرہ سے واقف ہوتے ہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں سماعِ موتی کا بیان ہے کہ وہ زندہ لوگوں کی بات سنتے ہیں۔ حضرتِ ابوطلحہ روایت فرماتے ہیں کہ جب واقعۂ بدر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیس یا چوبیس ایسے لوگوں کا نام لیا جو قریش کے سردار تھے اور کنوئیں میں ڈال دیئے گئے تھے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا: اے ابوجہل! اے امیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے وہ کچھ نہیں پالیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا؟ میں نے تو وہ (سچ مچ) پالیا ہے جس کا میرے ساتھ وعدہ تھا (یعنی فتح و کامرانی)'' یہ سنکر حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ ان سے ہمکلام ہیں جن میں روح موجود نہیں؟ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا جو کچھ میں انہیں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔[1]

صحیح مسلم شریف میں حضرتِ ابوطلحہ کے ذکر کے بغیر خود حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے حدیثِ مذکور مروی ہے البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ انہیں جواب دینے کی طاقت نہیں'' [2] نیز اسی سے ملتی جلتی حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے [3]

---

(۱) بخاری شریف، کتاب المغازی (۲) مسلم شریف، کتاب الجنۃ (۳) مسلم شریف، کتاب الجنۃ

Marfat.com

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار بدر سے اونچے کھڑے ہو کر فرمایا: تم نے سچ مچ وہ پالیا ہے (شکست وذلت) جس کا تم سے اللہ نے وعدہ فرمایا تھا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! کیا آپ مرے ہوؤں کو آواز دے رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ "تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: "اب جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں وہ سب سن رہے ہیں" [1]۔

البتہ ام المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماعِ موتی کا انکار فرمایا ہے جیسا کہ صحیحین میں آپ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ "مردے اب وہ سب کچھ سن رہے ہیں جو میں کہہ رہا ہوں، یہاں حضرتِ ابن عمر کو وہم ہوا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا تھا" کہ میں جو کچھ انہیں کہہ رہا ہوں، وہ جان رہے ہیں اور یہ حق ہے" پھر سیدہ نے یہ آیت پڑھی اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی [2] وَمَآاَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ (سورہ فاطر، آیت ۲۲) [3] (آپ میتوں کو سنا نہیں سکتے، دوسری آیت میں ہے: آپ اہلِ قبر کو سنا نہیں سکتے۔

بہت سے علماء نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان "مردے نہیں سنتے" سے اتفاق کیا، قاضی ابویعلیٰ (حنبلی) نے بھی جامع الکبیر میں قولِ سیدہ عائشہ کو ترجیح دی ہے اِن سب علماءِ کرام نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس دلیل قرآنی کو معتبر جانا ہے بایں ہمہ ممکن ہے کہ کفار بدر کو آپ کا سنانا معجزہ ہو اور یہ صرف حضور علیہ

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الجنائز (۲) سورہ النمل، آیت ۸۰ (۳) بخاری شریف، کتاب المغازی

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہو،

جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ نے کفارِ بدر کو زندہ کر دیا تھا اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان سنا، مقصد یہ تھا کہ انہیں ڈانٹا جائے، حقیر جانا جائے، ان سے اظہارِ ناراضگی کیا جائے، انہیں حسرت میں مبتلا کیا جائے اور انہیں شرمسار کیا جائے [1]

لیکن اکثر علماء کرام جن میں علامہ طبری اور ابن قتیبہ جیسی شخصیات بھی ہیں ،اس طرف گئے ہیں کہ سماعِ موتٰی حق ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں اور یہ سب علماء حدیثِ قلیب (کنوئیں والے کفارِ قریش) کو دلیل بناتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، ان کے نزدیک راوی (ابنِ عمر) کو وہم نہیں ہوا، کیونکہ حضرت ابنِ عمر اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہما وغیرہ تو مقام بدر میں خود موجود تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے خود روایت کیا ہے جبکہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر موجود نہ تھیں۔

علاوہ ازیں حضرت صدیقہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کہ "بیشک اب وہ جانتے ہیں، جو اُن سے کہہ رہا ہوں، حق ہے" یہ بھی حضرت ابنِ عمر کی روایت کی تصدیق کرتی ہے جس میں انہوں نے روایت کیا ہے "بیشک وہ سنتے ہیں" سیدہ کی روایت ابنِ عمر کی روایت کے مخالف نہیں کیونکہ میت جب علم رکھتی ہے، تو وہ سنتی بھی ضرور ہے، موت، علم کے منافی ہے جیسے سننے اور دیکھنے کے منافی ہے، اب اگر وہ دیکھتے اور سنتے نہیں ہیں تو علم کی نفی بھی ماننا ہوگی حالانکہ سیدہ علم موتٰی کا تو اقرار فرما رہی ہیں۔

---

(۱) بخاری شریف، کتاب المغازی

Marfat.com

عبید بن مرزوق نے کہا کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت تھی جسے ام محجن کہا جاتا تھا، وہ مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ وہ فوت ہوگئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ دی گئی، کچھ دن بعد آپ ام محجن کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا یہ کس کی قبر ہے؟ عرض کی گئی ام محجن کی، آپ نے فرمایا، وہ جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟ عرض کی گئی، ہاں، چنانچہ صحابہ کرام نے صفیں بنائیں تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھا (حنبلی مذہب میں قبر پر جنازہ جائز ہے) پھر فرمایا امِ محجن! تو نے کس چیز کو افضل دیکھا؟ یہ سنکر صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ سن رہی ہیں؟ آپ نے فرمایا، تم اس سے زیادہ نہیں سنتے، بعد میں بتایا کہ اس نے جواب دیا ہے ''مسجد کی صفائی کرنا'' (سب سے افضل ہے)

اب اگر کوئی کہے کہ سن لینا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام فرمانے سے خاص ہے، کوئی دوسرا بولے تو وہ نہیں سنتے، تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ صحیحین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''جب بندہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس آجاتے ہیں تو وہ ان کے پاؤں کی آواز سنتا ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔ عنقریب ہم سماعِ موتیٰ کے بارے میں احادیث ذکر کریں گے جن سے ثابت ہوگا کہ وہ سلام کرنے والے کا سلام سنتے ہیں۔

رہا فرمانِ الٰہی اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی [1] اور یہ فرمان: وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ [2] یعنی ''آپ موتیٰ کو سنا نہیں سکتے'' اور ''آپ اہلِ قبور کو سنا نہیں سکتے'' تو اس سے سماعِ موتیٰ کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ ایک سماع تو صرف جاننے اور سمجھنے کا معنیٰ دیتا ہے مگر دوسری طرف سماع سے مراد قبول کرنا اور مان لینا بھی ہوتا ہے،

---

(۱) سورہ النحل، آیت ۸۰ (۲) سورہ فاطر، آیت ۲۲

Marfat.com

یہاں صرف قبول کرنے کی نفی کی گئی ہے نہ کہ سنانے کی۔ مطلب یہ کہ اس وقت آپ کا کلام نہ قبول کریں گے اور نہ ہی ان کو نفع ہوگا۔ مزید تفصیل کیلئے یہ آیت ہے:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا [1] یہاں بھی یہی مراد ہے کہ ان کے پاس وہ دل نہیں جن سے سمجھ سکتے، وہ آنکھیں نہیں جن سے دیکھ سکتے اور وہ کان نہیں جن سے کلام الٰہی وغیرہ سن سکتے، حالانکہ ان کے پاس سب کچھ تھا اور چونکہ انہوں نے ان سے جو کام لینا چاہیئے تھا، نہیں لیا، تو گویا دل، آنکھ اور کان نہیں رکھتے۔

اور پھر اہلِ قلیب کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول کہ "اللہ نے انہیں زندہ کیا پھر انہیں سنایا" بھی بتاتا ہے کہ میت قول نہیں سن سکتی جب تک روح کو جسم میں داخل نہ کیا جائے، جیسے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صراحۃً آچکا ہے، یہ لمبی حدیث ہے، اس کا کچھ حصہ پہلے گذر چکا ہے، اسی حدیث میں کافر کے حق میں یہ ہے کہ: "اس کی روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے"

یونہی ابنِ مندہ کے نزدیک ہے کہ جب فرشتہ اسے ضرب لگاتا ہے تو روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور پھر وہ ضرب کے بعد مٹی بن جاتا ہے۔

ابنِ ماجہ نے حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قبضِ روح اور سوال کی کیفیت بیان کرتے ہوئے روح کافر کے متعلق کہا ہے: "تو روح قبر کی طرف آتی ہے"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبضِ روح

(۱) سورہ الاعراف، آیت ۱۷۹

Marfat.com

کے بارے میں بتایا، اس حدیث میں ہے: ''فرشتے روح لیکر نیچے آتے ہیں جب تک وہ نہلانے اور کفن دینے سے فارغ ہو جاتے ہیں تو پھر وہ اسے جسم اور کفن میں ڈال دیتے ہیں۔

کتاب شرح السنۃ میں عبداللہ سے ہے انہوں نے فرمایا: بلاشبہ جب مومن پر موت نازل ہوتی ہے تو اس کے پاس ملک الموت آ کر آواز دیتا ہے: اے پاکیزہ روح! پاکیزہ جسم سے نکل آ اور جب وہ نکلتی ہے سرخ، رنگ کے کپڑے میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ جب میت کو غسل دیا جاتا ہے اور کفن دیتے ہیں اور اسے اٹھاتے ہیں تو وہ ہٹ جاتی ہے یہاں تک کہ اسے قبر میں رکھ دیتے ہیں اور جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو بٹھا دیا جاتا ہے اور روح لائی جاتی ہے، بدن میں ڈال دی جاتی ہے تو پھر اسے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کونسا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تو نے سچ کہا اور اس کی قبر حدِ نگاہ تک وسیع کر دی جاتی ہے اور پھر روح اٹھالی جاتی ہے اور اعلٰی علّیّین میں رکھ دی جاتی ہے، بعد ازاں حضرتِ عبداللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ[1] نیک لوگوں کا اعمالنامہ اعلیٰ علّیّین میں ہوتا ہے۔''

حضرتِ حذیفہ نے فرمایا: روح فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے، جسم کو غسل دیا جاتا ہے اور فرشتہ میت کے ساتھ قبر تک چلتا ہے، جب مٹی ڈال دیجاتی ہے تو سوال کے وقت جسم میں لوٹ آتی ہے۔

---

(۱) سورہ المطففین، آیت ۱۸

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے ہے کہ روح فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو جنازہ کے ساتھ ساتھ چل رہا ہوتا ہے، وہ میت سے کہتا جاتا ہے کہ لوگ جو کچھ تمہارے بارے میں کہہ رہے ہیں، سن لو! پھر جب اسے قبر میں اتار دیا جاتا ہے تو روح ساتھ ہی اندر چلی جاتی ہے

یونہی حضرت ابونجیح علیہ الرحمہ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اسکی روح فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے، فرشتہ نظر رکھتا ہے کہ اسے کیسے نہلایا اور کفن دیا گیا، پھر وہ جنازہ کے ساتھ شامل ہو کر قبر تک جاتا ہے، پھر میت کی روح جسم میں داخل کی جاتی ہے اور وہ قبر میں بیٹھ جاتا ہے۔

حضرتِ ابو صالح علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے بھی اس فرمانِ خداوندی کے متعلق لکھا ہے: كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ [1] (تم اللہ سے کیسے کفر کرتے ہو، تم تو مردہ تھے پھر اس نے تمہیں زندگی بخشی، پھر مارے گا اور پھر تم اسی کی طرف واپس چلے جاؤ گے)'' کہ اس آیت سے پتہ چل رہا ہے کہ سوال کے وقت روح لوٹائی جاتی ہے۔ اگر چہ بہت لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے۔

تو دیکھو ان سب بزرگوں نے کھلا کھلا بتایا ہے کہ سوال کے وقت روح جسم میں واپس آتی ہے اور یونہی ہمارے فقہاء اور متکلمین (علمِ عقائد والے) وغیرہ نے کھلے الفاظ میں یہی نظریہ بتایا ہے جیسے قاضی ابو یعلےٰ وغیرہ، ہاں ابنِ حزم وغیرہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ سوال بالخصوص روح ہی سے ہوتا ہے،

(۱) سورہ البقرہ، آیت ۲۸

Marfat.com

یونہی خطاب کا سننا بھی روح ہی کا کام ہے اور انہوں نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ روح عذاب وغیرہ کیلئے جسم میں نہیں آتی ہے، اِن علماء نے لکھا ہے کہ اگر روح کا بار بار لوٹنا حق ہے تو مطلب یہ بنے گا، کہ انسان تین مرتبہ مرتا اور زندہ ہوتا ہے حالانکہ قرآنِ کریم نے دو دو مرتبہ مرنے اور جینے کا بیان کیا ہے لیکن ابنِ حزم کی یہ دلیل بڑی کمزور ہے کیونکہ روح کی زندگی حقیقی اور مستقل زندگی نہیں جیسے دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد دنیا اور آخرت کی زندگی ہوتی ہے، ہاں البتہ اس حیات میں روح کا بدن کے ساتھ اتصال سا ہوتا ہے تاکہ اس اتصال سے بدن کو شعور ملے اور وہ نعمتوں اور عذاب وغیرہ کا احساس کر سکے تو پھر اسکی حیات مستقل حیات کیونکر کہلا سکتی ہے کہ اس سے روح کے جدا ہونے پر اسے مکمل موت کہہ سکیں، صرف اتنا ہوتا ہے کہ موت اسے عارضی طور پر کہتے ہیں جیسے سونے والے کی روح جسم سے جدا ہوتی ہے اور پھر جاگنے پر واپس آجاتی ہے اور اسی کو موت وحیات کہہ دیتے ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے [1]: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَا تَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (اس اللہ کی ہر تعریف ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندگی دی اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے) اور اللہ نے اس سو جانے کو موت ہی قرار دیا ہے جیسے فرمان ہے: اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَا مِهَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰی [2] اور اس کے باوجود آیت میں سونیوالے کی زندگی کا انکار ممکن ثابت نہیں اور یونہی روحِ میت کا بدن سے اتصال اور انفصال یہ لازم نہیں کر دیتا کہ وہ مکمل حیات کے ساتھ زندہ ہو۔

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الدعوات (۲) سورہ الزمر، آیت ۴۲

Marfat.com

ابنِ عقیل اور ابنِ جوزی حنبلی وہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں میں اِس نظریہ کی تائید کی ہے کہ روح خاص طور پر قبر میں سوال، انعامات اور عذاب کیلئے لوٹتی ہے۔

اسی نظریہ پر ابنِ عقیل نے یہ استدلال کیا ہے کہ مومنین کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں کے سینوں میں نعمتیں لیتی ہیں اور کفار کی سیاہ رنگ کے پرندوں کے سینوں میں ہوتی ہیں اور یہ جسم تو گل چکے ہوتے ہیں، اس سے تو پتہ چلتا ہے کہ روحیں کسی اور نئے جسم میں انعامات یا عذاب پاتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ دلیل معقول نہیں ہے کیونکہ یہ اس بات کے منافی نہیں کہ کبھی کبھار روح جسم میں داخل ہو جائے حالانکہ وہ یقیناً فنا ہو چکا ہوتا ہے اور گل چکا ہوتا ہے۔

روح کے عذاب وانعامات کے قائل حضرات نے یہ دلیل دی ہے کہ، ایک مرتبہ حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں آئے تو دیکھا کہ حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہو چکے تھے، انہیں سولی پر چڑھا دیا گیا تھا، آپ سے عرض کیا گیا دیکھئے یہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا مسجد میں موجود ہیں (ان سے تعزیت کیجئے) حضرت ابنِ عمر نے ان سے فرمایا صبر کرو کیونکہ یہ جسم کوئی حیثیت نہیں رکھتا، ارواح تو اللہ کے ہاں ہیں، انہوں نے عرض کی میں کیسے صبر کروں، یحییٰ بن زکریا کا سر بطور ہدیہ بنی اسرائیل کے باغیوں میں سے ایک باغی کو دے دیا گیا تھا۔

ابن ابی الدنیا کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پرانی قبروں کی طرف تشریف لے گئے، ایک قبر دیکھی، اس میں کھوپڑی نظر آ رہی تھی، آپ نے حکم دیا کہ اسے چھپا دو، ایک آدمی نے چھپا دی تو فرمایا، یہ ایسے بدن ہیں کہ مٹی انہیں نقصان نہیں

Marfat.com

دیتی، یہ روحیں ہی ہیں جن کو قیامت تک عذاب وثواب ہوگا۔

خالد بن معدان فرماتے ہیں جب یومِ اجنادین کو رومیوں نے شکست کھائی تو وہ ایک ایسے مقام پر چلے گئے جسے صرف ایک آدمی ہی عبور کرسکتا تھا، رومی وہاں لڑتے رہے اتنے میں ھشام بن عاص آگئے تو اپنی شہادت تک اُن سے لڑتے رہے، اور شہادت پر آپ کے جسم نے وہ راستہ بند کر دیا اور جب مسلمان وہاں پہنچے تو انہیں یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں ھشام کو گھوڑے روند نہ دیں۔ اس پر ان کے بھائی عمرو بن عاص نے فرمایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے مرتبۂ شہادت دیا ہے اور انکی روح کو اٹھالیا ہے اب یہ خالی جسم ہے، اسے گھوڑے روند بھی دیں تو کیا نقصان ہے پھر اُن پر گھوڑے دوڑا کر جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا (دشمن کے قطع کرنے سے قبل ہی)

یہ آثار (روایات) یہ نہیں بتاتے کہ موت کے بعد ارواح بدن سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ صرف یہ بتاتے ہیں کہ ان کے وہ جسم، عذابِ دنیا سے تکلیف نہیں پاتے، بلکہ اللہ کی مشیت سے انہیں کسی اور طرح سے عذاب ضرور ہوتا ہے۔

علماء کا یہ کہنا کہ ارواح اللہ کے نزدیک سزا وثواب پاتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ بدنوں سے کبھی کبھار موت کے بعد تعلق نہ رکھیں جس کی بناء پر جسم کو انعام یا عذاب ہو سکے، اور کبھی اکیلی روح نعمت اور عذاب سے مستقل تعلق رکھتی ہے اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جب وہ گلنے سڑنے کی وجہ سے ختم ہو چکا ہوتا ہے۔

ایک اور گروہِ علماء ہے جس نے لکھا ہے کہ آرام و تکلیف صرف جسم ہی کو ہوتی ہے اور روح کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ قول ہمارے ساتھی ابنِ عقیل کا ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب الارشاد میں ذکر کیا ہے اور یہی قول ابن الزاغونی کا بھی ہے نیز ابنِ

Marfat.com

جریر طبری سے بھی یہی منقول ہے بلکہ قاضی ابو یعلیٰ کے مطابق ظاہراً امامِ احمد کا قول بھی یہی ہے کیونکہ قاضی ابو یعلیٰ نے امام احمد بن حنبل کی روایت سے لکھا ہے کہ:
مومنین کی ارواح جنت میں اور کفار کی دوزخ میں ہوتی ہیں البتہ بدن دنیا میں ہوتے ہیں، اللہ جنہیں چاہے عذاب دے اور جن پر چاہے رحم فرمادے۔

قاضی ابویعلیٰ کہتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ ارواح کو عذاب و آرام انفرادی طور پر ہوتا ہے، یونہی بدن جب باقی ہوتے ہیں تو ان کو وہی شکل دے دی جاتی ہے جو پہلے تھی، قاضی صاحب کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بعد الموت میت میں ایسی حس پیدا فرمادے جس سے اس کا بدن تکلیف و آرام پالے، جیسے اللہ تعالیٰ نے پہاڑ میں اپنی تجلی کے وقت پیدا فرمادی تھی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔

قاضی ابوالحسین فرماتے ہیں، یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ زہریلا گوشت بولا تھا اور بوسیدہ جسم کو عذاب ہوتا ہے اور یہ سب قدرت الٰہی سے ممکن ہے۔

اسی نظریہ کیلئے کبھی یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ قلیب (بدر) سے خطاب کے وقت عرض کی تھی کہ:
آپ ایسے اجسام سے کیسے خطاب فرماتے ہیں جن میں روح موجود نہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ فاروق اعظم کے سوال کو برا نہیں جانا تھا۔ صرف یہ فرمایا تھا کہ اے عمر! تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ اس سے پتہ چل رہا ہے کہ سماع ایسے جسموں کو حاصل ہے جن میں روح نہیں ہے، یہ اس بات کی تائید ہے کہ جسم میں کوئی حس ضرور ہوتی ہے، جس سے وہ ثواب و عذاب پاتا ہے بلکہ قرآنِ کریم نے جمادات کے وجود، اللہ کی تسبیح اور ان کے اللہ سے ڈرنے کا بیان کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان

Marfat.com

جمادات میں بھی زندگی (حس) ہے جو انہیں زندہ رکھتی اور ادراک دیتی ہے لہٰذا یہ یوں ممکن نہیں کہ ابنِ آدم سے روح جدا ہونے کی صورت میں جسمِ انسانی میں زندگی موجود رہے۔ واللہ اعلم

اور اس پر مزید دلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ یومِ قیامت انسانیج لد اور اعضاء شہادت دیں گے۔ جیسے حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہیں قیامت کے دن روح اور جسم کے جھگڑے کا ذکر ملتا ہے، تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکیلا جسم، روح سے جھگڑے گا، کلام کرے گا اور روح جسم سے کلام کرے گی۔

اور پھر کثیر احادیث سے میت پر قبر کی تنگی کا آنا حتی کہ اس کی پسلیوں کا باہم پیوست ہو جانا، صاف بتاتا ہے کہ عذاب جسموں کو ہوگا اور پھر یہ کہ اگر روح ہی کو خاص طور پر عذاب ہونا ہے تو پھر عذاب، قبر کا کیا معنیٰ؟ (وہاں روح تو ہوتی نہیں)

فصل

اہلِ قبور زائرین اور سلام کرنے والے کو پہچانتے ہیں

اس سلسلہ میں حضرت ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت بتائی ہے کہ حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا قبرستان سے گذر ہوتا رہتا ہے تو ایسا کلام بتایئے کہ میں گذرتے وقت ان کیلئے پڑھا کروں، آپ نے فرمایا، یوں کہا کرو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ، اَنْتُمْ لَنَا سَلَف "وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَع" وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ

Marfat.com

لاحِقُوْنَ (مسلمانو اور مومنو! قبروں میں رہنے والو تم ہم سے پہلے آ گئے ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں، انشاء اللہ ہم تمہیں ملیں گے)۔ حضرت ابورزین نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ سن رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ''سنتے تو ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے'' پھر فرمایا اے ابورزین! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ فرشتے سلام کا جواب دیں؟

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دنیا میں جانے پہچانے بھائی کی قبر کے قریب سے گذرتا ہے تو اس کے سلام کرنے پر وہ پہچانتا اور اسے جواب دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپسی پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبور پر رُکے اور فرمایا ''میں گواہ ہوں کہ یہ سب لوگ عنداللہ زندہ ہیں، تم ان کی زیارت کیا کرو اور انہیں سلام کہا کرو، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت تک انہیں جو بھی سلام کہتے رہیں گے، یہ ان کو جواب دیتے رہیں گے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی شخص کسی ایسے مسلمان کی قبر کے نزدیک سے گذرے، جسے وہ دنیا میں جانتا تھا اور اسے سلام کہے تو وہ پہچان لیتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور حدیث میں ہے جس میں الفاظ کی زیادتی ہے کہ جب کوئی ایسی قبر سے گذرے جسے وہ نہیں جانتا، تو سلام کہنے کی صورت میں مردہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

بروایت حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا: جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت کر کے وہاں بیٹھ جاتا ہے تو مردہ کو اس سے انس ہو جاتا ہے اور وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس میں یہ صلاحیت قیامِ قیامت تک باقی رہے گی۔

کتاب من عاش بعد الموت میں عطّاف بن خالد اپنی خالہ سے راوی ہیں، انہوں نے کہا میں ایک دن سوار ہو کر شہداءِ احد کے مزارات پر گئی اور حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب اتری، سناٹا چھایا ہوا تھا اور میرے ساتھ میرا غلام تھا جس نے میری سواری تھامی ہوئی تھی، میں نماز سے فارغ ہوئی تو ہاتھ کے اشارے سے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کہا، میں نے سنا کہ زمین کے نیچے سے میرے سلام کا جواب آیا، میں جواب سلام ایسے پہچانا جیسے میں اللہ کے پیدا کرنے کا یقین رکھتی ہوں اور جیسے رات اور دن کو پہچاننے میں مجھے کوئی شبہ نہیں۔ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بوقتِ وصال اپنی وصیت میں فرمایا: جب مجھے دفن کر دو اور مٹی برابر کر لو تو میرے ارد گرد اتنی دیر تک ٹھہرنا جتنی دیر میں جانور ذبح کر کے تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہیں دیکھ کر دل بہلائے رکھوں اور میں دیکھ لوں کہ اللہ کے فرشتے میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔[1]

ابن ابی الدنیا مسمع بن عاصم سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں نے عاصم جحدری کو ان کی وفات کے دو سال بعد خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ ہم تمہاری زیارت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم

---

(1) مسلم شریف، کتاب الایمان

Marfat.com

جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو طلوعِ سورج تک جانتے ہیں۔ میں نے کہا دوسرے دنوں میں کیوں نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ جمعہ کی عظمت اور فضیلت ہے۔

حسن قصاب کہتے ہیں کہ میں محمد بن واسع کے ساتھ ہر ہفتہ کے دن قبرستان کی طرف نکلتا تو محمد بن واسع اہلِ قبور کو سلام کرتے، ان کیلئے دعا کرتے اور واپس آجاتے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ یہ کام منگل کو کرلیا کریں تو کیسا رہے گا؟ انہوں نے کہا کہ فوت شدہ لوگ جمعہ کے دن، اس سے ایک دن قبل (جمعرات کو) اور ایک دن بعد (ہفتہ کو) اپنے زائرین کی پہچان کرلیتے ہیں۔

ضحاک سے ایک روایت ہے کہ جو شخص ہفتہ کے دن طلوعِ شمس سے قبل کسی قبر کی زیارت کرتا ہے تو میت زیارت کرنیوالے کو جانتی ہے۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ یومِ جمعہ کے مرتبہ کی وجہ سے۔

حضرت ابو التیاح کہتے ہیں کہ حضرت مطرف باہر نکلنے کے عادی تھے، وہ شب جمعہ نکلتے اور قبروں کے پاس پہنچتے تو اپنے گھوڑے پر اونگھتے اور پھر دیکھتے کہ ہر قبر والا نکل کر اپنی قبر پر بیٹھا ہوتا، مطرف کو دیکھ کر وہ یہ کہتے کہ یہ مطرف ہیں جو یوم جمعہ ہمارے پاس آتے ہیں۔ میں نے پوچھا تم جمعہ کے دن ان کو پہچانتے ہو؟ تو انہوں نے کہا ہاں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جانور اس دن کیا کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں؟ تو بتایا وہ کہتے ہیں ''سلام ہو سلام ہو نیک دن طلوع ہوا ہے''

فضل بن موفق کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کی قبر پر اکثر حاضری دیتا تھا، اس دوران مجھے ایک جنازہ میں شرکت کا موقع ملا۔ جب قبر تیار ہوگئی تو مجھے کسی ضرورت سے جانا پڑا اور میں اپنے والد کی قبر پر بھی حاضری نہ دے سکا چنانچہ خواب میں میں نے اپنے

Marfat.com

والد کو دیکھا تو انہوں نے کہا بیٹے! تم میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے حیرانی سے پوچھا، آپ کو میرے آنے کا علم ہے؟ انہوں نے کہا بالکل ہے، تم آتے رہتے ہو تو میں تمہاری راہ دیکھا کرتا ہوں تم پل سے گذر کر آتے ہو اور میرے پاس بیٹھ جاتے ہو اور فارغ ہو کر چلے جاتے ہو۔ میں پل سے گذرنے تک تمہاری طرف دیکھتا رہتا ہوں۔

ابو المشید کہتے ہیں کہ ایوب بن عبید کی بیوی تماضر بنت سہل نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے پاس سفیان بن عیینہ کی بیٹی آئی اور پوچھا کہ میرے چچا ایوب کہاں ہیں؟ میں نے کہا مسجد میں ہیں، باتیں کر رہے تھے کہ وہ آگئے۔ چنانچہ اس نے پوچھا چچا جان! میں نے ابو سفیان کو خواب میں دیکھا ہے۔ یہ سنکر انہوں نے کہا اللہ میرے بھائی ایوب کو میری طرف سے جزاء دے کیونکہ وہ اکثر میری زیارت کرنے آیا کرتا ہے اور گذشتہ رات بھی وہ میرے پاس تھا۔ ایوب نے سنکر تصدیق کی اور کہا میں ایک جنازہ میں شامل ہوا تو ان کی قبر پر بھی گیا تھا۔

سفیان بن عیینہ کے خالہ زاد بھائی فضل بن موفق نے بتایا کہ جب میرے والد فوت ہوئے تو میں نے بہت غم کیا، اور روزانہ اپنے والد کی قبر پر حاضری دینے لگا۔ پھر کچھ دن ناغہ ہو گیا چنانچہ ایک دن پھر گیا۔ قبر کے پاس بیٹھا تھا کہ مجھے نیند آ گئی۔ دیکھا کہ میرے والد کی قبر کھل گئی اور وہ مجھے قبر میں بیٹھے نظر آئے، کفن پہنا ہوا تھا اور موت کے آثار واضح تھے۔ میں انہیں دیکھ کر رونے لگا تو انہوں نے کہا بیٹے تم نے اتنے دن ناغہ کیوں کیا؟ میں نے حیرانی سے دریافت کیا کہ آپ میرا آنا جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا تم جب میرے پاس آتے ہو، میں جانتا ہوں، تم آتے ہو تو مجھے خوشی ہوتی ہے اور تمہاری دعا سے میرے اردگرد والوں پر بھی آسانی ہو جاتی ہے چنانچہ اس

Marfat.com

دن سے میں والدِ گرامی کی قبر پر کثرت سے حاضری دیتا ہوں۔

عثمان بن سودہ کی والدہ نہایت عبادت گذار تھیں، اس وجہ سے انہیں راہبہ کہا جاتا تھا، وہ فوت ہوگئیں تو میں ان کی قبر پر روزانہ حاضری دیتا رہا عادت یہ تھی کہ میں اس کیلئے دعا کرتا اور اس کے علاوہ تمام اہلِ قبور کیلئے بھی بخشش مانگتا چنانچہ ایک رات میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور عرض کی امی جان آپ کیسی ہیں؟ کہا بیٹے! موت کی شدت بہت ہوتی ہے لیکن میں بحمد اللہ یہاں ستھرے ماحول میں ہوں میرے نیچے ریحان کا فرش ہے اور سندس واستبرق کا تکیہ ہوتا ہے۔ قیامت تک یہ نعمت مجھے میسر رہے گی۔ میں نے کہا کوئی خواہش ہو تو بتاؤ، اس نے کہا ہاں، ہے۔ میں نے پوچھا کیا؟ اس نے کہا ہمارے لئے زیارت اور دعا کا عمل نہ چھوڑنا، کیونکہ میں بہت خوش ہوتی ہوں جب تم جمعہ کے دن گھر سے میرے پاس آتے ہو، مجھے آواز آتی ہے اے راھبہ! تیرا بیٹا آیا ہے لہٰذا میں بھی یہ سنکر خوش ہوتی ہوں اور میرے اردگرد کے فوت شدہ لوگ بھی خوش ہوتے ہیں۔

ابو الطاہر السلفی کہتے ہیں، میں نے اسکندریہ میں ابوالبرکات عبدالواحد سے سنا، کہتے تھے (میں نے اپنی والدہ کو کہتے سنا کہ بعد وفات میری والدہ کہتی تھیں) اے بیٹی! جب تو میری زیارت کو آیا کرے تو میری قبر کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا کر کہ میں تجھے نظر بھر کر دیکھا کروں، پھر براہ مہربانی میرے لئے دعا کیا کر۔ جب تم مجھ پر رحم کروگی تو رحمتِ الٰہی میرے اور تیرے درمیان پردہ بن جایا کریگا پھر تم رخصت ہو جایا کرو۔

اسد بن موسےٰ کہتے ہیں میرا ایک دوست تھا، فوت ہوگیا، میں نے خواب میں

Marfat.com

دیکھا تو وہ مجھے کہہ رہا تھا، سبحان اللہ! تو فلاں شخص کی قبر پر آیا جو تیرا دوست ہے، تو نے تلاوت کی اور اس کیلئے دعائے رحمت کی، لیکن تو میرے قریب بھی نہ آیا۔ میں نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا جب تم اپنے دوست کی قبر پر آئے تو میں نے تمہیں دیکھا تھا۔ میں نے کہا تم نے کیسے دیکھ لیا جبکہ تمہارے اوپر کئی من مٹی موجود ہے؟ کہنے لگا جیسے پانی شیشے میں نظر آتا ہے۔ یونہی ہم بھی زائرین کو دیکھتے ہیں۔

فصل

دفن سے پہلے اموات، دنیا میں اپنے احوال سے واقف ہوتی ہیں

اسی سلسلہ کی یہ روایت ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ میت اپنے نہلانے والے، کفن دینے والے، اٹھا کر لے جانے والے اور قبر میں اتارنے والے کو جانتی ہے''۔ مجلس میں بیٹھے حضرت ابن عمر نے معاویہ سے کہا، یہ آپ نے کس سے سنا؟ معاویہ (راوی) نے کہا حضرت ابو سعید خدری سے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما ابو سعید خدری کے پاس پہنچے اور ان سے دریافت کیا کہ یہ روایت آپ نے کس سے سنی؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے[1]

کتاب المنامات میں ہے، حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب جسم میت کو غسل دیا جا رہا ہوتا ہے، روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور پھر وہ فرشتہ قبر تک ساتھ جاتا ہے۔

---

(۱) مسند امام احمد ج ۳ ص ۳

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں، روح ایک ایسے فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو جنازہ کے ساتھ ساتھ چل رہا ہوتا ہے اور میت سے کہتا ہے، اپنے بارے میں لوگوں کا تبصرہ سن لو، پھر جب قبر پر پہنچتا ہے تو میت کے ساتھ ہی قبر میں چلا جاتا ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی روح لے لیتا ہے پھر اسے غسل، اٹھائے جانے اور قبر میں پہنچنے کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

بکر مزنی کہتے ہیں، مجھے پتہ چلا ہے کہ جب کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ لوگ اسے غسل دیتے اور کفن پہناتے ہیں اور وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس کے گھر والے کیا کر رہے ہیں اگر اسے بات کرنے کی قدرت ہو تو وہ رونے دھونے سے روک دے۔

ابن سماک کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے سنا، فرماتے تھے کہ میت ہر شے کو جان رہی ہوتی ہے اور وہ غسل دینے والے کو قسم دیتی ہے کہ میرے غسل میں جلدی کرو۔

ابن سماک نے بتایا کہ حضرت ابوسفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے میرے والد کو غسل دیا اور پھر بتایا کہ یہ اپنے ساتھ ہونے والے ہر کام کو جان رہے ہیں۔

یہی راوی بتاتے ہیں کہ جب ابواسحاق اودی کا بیٹا فوت ہوا جو عبادت گذار تھا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا، تم نے دیکھا تھا کہ تمہارا کفن کتنا خوبصورت ہے اور لوگ تمہارے متعلق کیسی کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ کہنے لگا میں نے سب کچھ سنا اور جانتا ہوں اور کہا مجھ سے کوئی بھی شے غائب نہیں تھی۔

کتاب القبور میں بکر مزنی سے ہے انہوں نے کہا مجھے بتایا گیا کہ میت اس بات پر خوش ہوتی ہے کہ اسے جلد قبرستان پہنچایا جائے، میت کے گھر والے اسے غسل

Marfat.com

دیتے اور کفن پہناتے ہیں اور اس کی روح وہ سب کچھ دیکھ رہی ہوتی ہے جو اس کے ساتھ ہوتا ہے اور پھر یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے بکر کے آنسو بہنے لگے۔

ابن ابی نجیح سے ہے کہ جب بھی کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اسکی روح فرشتہ لے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ دیکھ رہی ہوتی ہے کہ اسے کیسے نہلایا اور کفن دیا جارہا ہے اور اسے قبر کی طرف کس حالت میں لے جایا جارہا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میت ابھی اپنے بستر پر ہوتی ہے تو اسے کہا جاتا ہے، لوگ جو تمہارے بارے میں کہہ رہے ہیں، سن لو۔

عمرو بن دینار کہتے ہیں، ہر مرگ یہ جانتی ہے کہ اس کے فوت ہونے کے بعد اس کے اہل خانہ کیا کررہے ہیں۔ وہ اسے غسل دیتے اور کفن دیتے ہیں تو مرگ انہیں دیکھ رہی ہوتی ہے۔[1]

فصل

میت اپنے دنیا میں رشتہ داروں کے حالات جانتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، آپ نے فرمایا: اپنی بداعمالیوں سے اپنے رشتہ دار میتوں کو ذلیل نہ کرو، کیونکہ انہیں آپس میں مل بیٹھنا ہوتا ہے۔ (اہل قبور تمہاری بداعمالیوں کا انہیں طعنہ دیتے ہیں)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

(۱) ابونعیم فی الحلیہ

Marfat.com

تمہارے اعمال تمہارے رشتہ داروں کے پیشِ نظر ہوتے ہیں، اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور برے ہونے کی صورت میں کہتے ہیں اے اللہ! انہیں اس وقت تک موت نہ دے جب تک ہماری طرح سدھر نہیں جاتے۔[1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی، آپ نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے رشتہ داروں کے پیشِ نظر ہوتے ہیں، اعمال نیک ہوں تو وہ خوش رہتے ہیں اور برے ہونے کی صورت میں کہتے ہیں اے اللہ! ان کے دل میں اپنی عبادت کا شوق پیدا فرما۔

مالک بن انس فرماتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ دنیا صرف مکھی جتنی رہ گئی ہے جو اپنے چھتے میں پریشان ہے، میں تمہیں تمہارے اہلِ قبور بھائیوں کے بارے میں اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں کیونکہ تمہارے اعمال ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے اعمال میت کے سامنے لائے جاتے ہیں، اگر وہ اچھا دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ یہ تیرا اپنے بندے پر انعام ہے اسے اور زیادہ کردے اور اگر برائی دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں اے اللہ! اس کو برائی سے بچالے۔

حضرتِ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے اعمال تمہارے اموات پر پیش ہوتے ہیں پھر دیکھ کر یا تو وہ خوش ہوتے ہیں یا انہیں برے معلوم ہوتے ہیں۔

---

[1] مسند امام احمد ۳/ ۱۶۵

Marfat.com

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ یہ سنکر فرمایا کرتے تھے اے اللہ مجھے اس عمل سے پناہ دے جس سے میں اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے نزدیک ذلیل ہو جاؤں۔

حضرت بلال بن ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ابوالدرداء سجدہ میں عرض کرتے۔ ''اے اللہ میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے ماموں ابنِ رواحہ کو ملوں تو وہ مجھ سے ناراض ہوں۔''

کتاب القبور میں ہے کہ عباد بن عباد امیرِ فلسطین، ابراھیم بن صالح کے پاس جا کر کہنے لگے:۔ اللہ تمہیں درست راستے پر رکھے، میں کیا نصیحت کروں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ زندوں کے احوال ان کے فوت شدہ رشتہ داروں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، تم دیکھو، تیرا چچا زاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا پیش کرتا ہے، یہ سنکر ابراھیم اتنے روئے کہ ان کے آنسو داڑھی پر بہنے لگے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا اموات، اَحیاء کی خبر رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں رکھتے ہیں۔ ہر ایک کا کوئی نہ کوئی دوست ضرور ہوتا ہے تو دوست دوستوں کی اور رشتہ دار، رشتہ داروں کی خبریں رکھتے ہیں۔ اگر اچھی ہوں تو خوش ہوتے ہیں اور بری ہوں تو غمگین حتی کہ وہ تازہ مرنے والے کے متعلق پوچھتے ہیں تو کہا جاتا ہے کیا وہ نہیں پہنچا؟ تو وہ کہتے ہیں شاید وہ جہنم میں چلا گیا۔

کتاب الاولیاء میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم ایک جنگ لڑتے لڑتے قسطنطنیہ تک پہنچے تو اچانک ایک قصہ گو نے آواز دی: جو شخص دن کے اول حصہ میں کوئی نیک کام کرے گا تو اہلِ آخرت میں وہ عمل اس کے واقف کار

Marfat.com

کے پاس پیش کیا جائیگا اور جو شام کو کریگا تو صبح کے وقت پیش کر دیا جائے گا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قصہ گو! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے عرض کی، میں نے درست کہا ہے۔ یہ سنکر آپ نے کہا اے اللہ! تو مجھے حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرتِ سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کاموں میں ذلیل نہ کرنا جو میں نے ان کے بعد کئے ہیں۔

حضرت عدی بن ارطاۃ اپنے والد کے بارے میں بتاتے ہیں جنہیں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ جب وہ قریب المرگ ہوئے تو مجھے فرمایا اے بیٹے! اللہ کو یاد رکھنا اور کوئی ایسا کام نہ کرنا جو میری ناراضگی کا سبب بنے کیونکہ بیٹوں کے اعمال باپ کے انتقال کے بعد اس کے ہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت زاذان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ، بلاشبہ اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو امت کا سلام مجھ تک پہنچایا کرتے ہیں۔

حضرت زاذان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ عایہ وسلم نے فرمایا، میری حیاتی تمہارے فائدے میں ہے کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو اسے حل کر دیتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ میں تمہارا بہتر کام دیکھ کر خوش ہوتا ہوں اور اگر نامناسب کام دیکھتا ہوں تو اللہ سے تمہارے لئے بخشش مانگتا ہوں۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہر روز جمعہ آپ پر امت کی طرف

---

(1) مجمع الزوائد وایضا رواہ البزار

Marfat.com

سے درود پاک پیش کیا جاتا ہے۔

صدقہ بن سلیمان جعفری نے بتایا کہ مجھ میں ایک خامی تھی، میرے والد فوت ہو گئے، میں نے توبہ کی اور اپنی خامی پر پشیمان ہوا، میں بہت پھسل گیا تھا چنانچہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے کہا بیٹے! میں تم پر خوش نہ تھا، تیرے اعمال مجھ پر پیش ہوتے رہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ ہم کو چاہئے کہ نیک لوگوں جیسے کام کیا کریں۔ اس مرتبہ (اہلِ قبور کے سامنے) میں بہت شرمسار ہوا لہٰذا میں تمہیں کہتا ہوں کہ مجھے اپنے اردگرد کے اموات میں ذلیل نہ کرو۔ خالد کہتے ہیں کہ اس کے بعد صدقہ بن سلیمان جعفری خوفزدہ ہو کر نیک کام کرنے لگے اور زاھد بن گئے۔ میں سنتا کہ وہ سحری کے وقت دعا کیا کرتے (وہ کوفہ میں میرے ہمسائے تھے)، اے صالحین کی اصلاح کرنے والے، اے گمراہوں کو ھدایت دینے والے اور گناہگاروں پر رحم فرمانے والے۔ یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں اس توبہ کے بعد گمراہی کی طرف نہ جاؤں۔

صعب بن جثامہ اور عوف بن مالک کا بھائی چارہ تھا۔ ایک دن حضرت صعب نے عوف سے کہا اے بھائی ہم میں سے پہلے کوئی بھی فوت ہو جائے، موت کے بعد ہمیں آپس میں ملنا چاہئے انہوں نے کہا، کیا یہ ممکن ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ممکن ہے چنانچہ حضرتِ صعب رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں نیم خوابی میں آئے ہوئے دیکھا۔ حضرت عوف کہتے ہیں میں نے صعب سے کہا اے بھائی! تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کچھ پریشانی ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ میں نے ان کے گلے میں سیاہ رنگ کی چیز

Marfat.com

دیکھ کر کہا اے بھائی یہ کیا ہے؟ صعب نے کہا میرے پاس ایک یہودی کے دس دینار تھے جو میں نے اسے واپس نہیں کیے تھے، وہ فلاں تھیلی میں ہیں، تم اسے دیدو اور اے بھائی سن لو، میرے گھر میں کوئی بھی واقعہ ہوتا ہے تو مجھے اسکی خبر ہوتی ہے حتیٰ کہ کچھ دن ہوئے ہمارے گھر میں بلی مرگئی تھی، مجھے اس کا بھی پتہ ہے اور یہ بھی سنو کہ میری بیٹی چھ دن بعد فوت ہو رہی ہے، تم اسے بھلائی کی نصیحت کرو۔

صبح ہوئی تو میں نے کہا دیکھئے کیا ہوتا ہے چنانچہ میں ان کے گھر پہنچا تو اہلِ خانہ نے مجھے مرحبا کہتے ہوئے استقبال کیا اور یہ گلہ بھی دیا کہ بھائیوں کو ایسے چھوڑ دیا جاتا ہے؟ صعب جب سے فوت ہوئے ہیں تم ہمارے گھر ہی نہیں آئے۔ میں نے لوگوں کی طرح بہانے بنائے اور پھر میں نے وہ تھیلی دیکھی، اسے کھولا تو اس میں سے دینار نکلے۔ میں نے یہودی کو پیغام بھیجا، وہ آیا تو میں نے پوچھا، کیا صعب کے ذمہ تمہاری کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا صعب پر اللہ رحم کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں بہت اچھے تھے۔ میں نے کہا بتاؤ گے؟ اس نے کہا دس دینار ان کے ذمہ تھے چنانچہ میں نے اسے دیدئے تو اس نے دیکھتے ہی کہا یہ تو وہی دینار ہیں۔ میں نے دل میں کہا ایک بات تو پوری ہوگئی۔

پھر میں نے اہل خانہ سے پوچھا کہ صعب کے وصال کے بعد کوئی واقعہ تو نہیں ہوا؟ انہوں نے کہا ہوا ہے، کچھ دن ہوئے ہماری بلی مرگئی تھی۔ میں نے کہا دوسری بات بھی پوری ہوگئی۔ پھر میں نے کہا میری بھتیجی کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کھیل رہی ہے، میں اس کے پاس پہنچا، اس کی نبض دیکھی تو اسے بخار تھا۔ میں نے کہا اسے نیکی کی ہدایت کرتے رہنا چنانچہ ٹھیک چھ دن بعد وہ فوت ہوگئی۔

Marfat.com

یہی قصہ ایک اور طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ عوف بن مالک اشجعی کا بنو قیس کے ایک آدمی سے بھائی چارہ تھا جسے محکم کہتے تھے۔ محکم قریب المرگ ہوا تو عوف اس کے پاس آئے اور کہا: اے محکم! جب تم قبر میں چلے جاؤ تو واپس آ کر ہمیں اپنے حالات کی خبر دینا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ محکم نے کہا اگر میں فوت ہو گیا تو ایسا ہی کرونگا چنانچہ محکم فوت ہو گیا اور عوف وہاں مقیم رہے۔ عوف نے ایک دن محکم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تم نے کیا کیا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ محکم نے کہا ہمیں پورا پورا اجر مل گیا، عوف نے کہا سارے کا سارا؟ محکم نے سارے کا سارا صرف خواص والے واقعہ کا رہتا ہے حتے کہ اہلِ خانہ کی اس بلی کا بھی جو میرے مرنے سے ایک رات پہلے گم ہو گئی تھی۔ اس کا حساب بھی چکا دیا گیا ہے۔

عوف یہ خواب دیکھنے کے بعد صبح سویرے محکم کے گھر گئے، گھر میں داخل ہوئے تو اہلِ خانہ نے کہا: صعب کے بعد محکم سے ملاقات کرنے والے کو ہم مرحبا کہتے ہیں۔ میں نے کہا جب سے محکم فوت ہوئے ہیں، تم نے انہیں دیکھا ہے؟ اس کی بیوی نے کہا ہاں میں نے آج صبح ہی دیکھا ہے اور میری بیٹی نے ان کے پاس جانے کیلئے میرے ساتھ جھگڑا کیا ہے، چنانچہ عوف نے اپنا واقعہ بیان کر دیا اور یہ بھی بتایا کہ تمہارے بلی گم ہو گئی ہے۔ محکم کی بیوی نے کہا مجھے تو اس کی خبر نہیں، میرے خادم جانتے ہوں گے چنانچہ خادم کو آواز دی اور پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ محکم کی وفات سے ایک رات قبل بلی گم ہو گئی تھی۔

یہ محکم' ابنِ جثامہ کے نام سے جانے جاتے ہیں اور صعب کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

جابر بن قیس بن شماس کی بیٹی نے بتایا کہ ثابت جنگِ یمامہ میں مر گیا اور اس کے اوپر ایک نفیس زرہ تھی۔ اس کے قریب سے ایک مسلمان گذرا تو اس نے اتار لی، ثابت، ایک مسلمان کو خواب میں ملا۔ اس نے مسلمان سے کہا میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں اور یاد رکھو کہ اسے خواب سمجھ کر ضائع نہ کرنا۔ میں جب کل قتل ہوا تو میرے پاس ایک مسلمان آیا اور میری زرہ اتار لی، اس کا گھر لوگوں سے دور ہے، اس کے پاس ادھیڑ عمر کا ایک گھوڑا ہے، زرہ پر برمہ ہے اور برمہ کے اوپر رحل ہے لہٰذا تم خالد کے پاس جاؤ اور کہو کہ میری زرہ واپس کر دے اور جب تو مدینہ جائے اور خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں پہنچے تو انہیں بتانا کہ میرے ذمہ اتنا قرضہ ہے اور میرا فلاں غلام آزاد کر دیا جائے۔ وہ آدمی خالد کے پاس پہنچا تو اس نے زرہ واپس کر دی اور وہ لیکر حضرتِ ابوبکر کی خدمت میں پہنچا، سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے وصیت قابلِ عمل قرار دے دی۔

میں (ابن رجب) کہتا ہوں کہ سچا خواب ظن قوی پیدا کرتا ہے اور وہ ایک یا دو آدمیوں کی گواہی سے طاقتور ہوتا ہے لہٰذا جسے وصیت کی جائے اسے چاہئے کہ در پردہ اس پر بھروسہ کرے جیسے وہ شخص جسے وصیت کی گئی یہ جانتا ہے کہ جس نے وصیت کی ہے اس کے ذمہ قرض ہے جس کا بظاہر کسی کو علم نہیں تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ قرضہ ادا کر دے اور اگر قاضی ظاہراً وہ وصیت لاگو کر سکتا ہے تو وہ سنتِ ابوبکر صدیق پر عمل پیرا ہوگا۔

ابوالفرج ابنِ جوزی علیہ الرحمہ کی روایت کہ کسی عادل شخص نے بتایا کہ ایک شخص نے قاضی القضاۃ ابوالحسن الزینبی کو خواب میں دیکھا تو کہا تیرے ساتھ کیا معاملہ

Marfat.com

ہوا؟ اس نے کہا اللہ نے مجھے بخش دیا اور پھر یہ شعر پڑھا:

''بلاشبہ آدمی جب اپنا زادِ راہ تیار کر لیتا ہے تو وہ نجات پا جاتا ہے اور نیک بخت ہو جاتا ہے'' پھر قاضی نے کہا فلاں فلاں شخص سے کہہ دو (ان دونوں کو قاضی نے کسی بات کی وصیت کر رکھی تھی) تم اس اس نام کی عورتوں کا دل کیوں جلاتے ہو؟ (ان کا کوئی معاملہ ہوگا) قاضی نے تین نام لئے جنہیں میں نہ جانتا تھا۔ میں نے انہیں خواب سنائی کی، وہ دونوں بولے: سبحان اللہ! آج صبح ہی ہم مسجد میں ان تینوں کی قبر کی تنگی بیان کر رہے تھے۔

فصل

میت کلام کرتی اور سلام کا جواب دیتی ہے

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ میتیں کلام کرتی اور سلام کا جواب دیتی ہیں اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان کے مخالف نہیں کہ ''وہ جواب نہیں دے سکتے'' کیونکہ مقصد یہ ہے کہ اہلِ قبور اس طرح کا جواب نہیں دیتے کہ اسے زندہ لوگ بھی سن لیں حالانکہ میت کا کلام کرنا یقیناً ثابت ہے، جیسے کہ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ کو اٹھانے والے اپنے مونڈھوں پر اٹھاتے ہیں تو نیک ہونے کی صورت میں وہ کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو، اور اگر نیک نہیں ہوتا تو وہ کہتا ہے، تم مجھے کہاں لئے جا رہے ہو؟ یہ آواز انسان کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے، اسے اگر انسان سن لے تو چیخیں مارنا

Marfat.com

شروع کردے۔اور بیہوش ہوجائے۔ ؁

قبل ازیں حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث گزر چکی ہے کہ ''جب میت کو دو ہتھوڑوں سے مارا جاتا ہے تو وہ خوب چیخیں مارتا ہے جسے انسانوں اور جنوں کے علاوہ سب سنتے ہیں۔

ایک حدیثِ مرفوع میں ہے جو بغیر وصیت کے فوت ہو گیا وہ قیامت کے دن کلام نہیں کر سکے گا۔

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے'' جو شخص بغیر وصیت کئے فوت ہوتا ہے اسے قیامت تک کلام کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔عرض کی گئی یارسول اللہ! کیا ایسے لوگ قیامت سے قبل کلام کریں گے؟ تو فرمایا ہاں اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے بھی۔

بصرہ کا ایک شخص جو گورکنوں میں سے تھا، کہنے لگا کہ ایک دن میں نے قبر کھودی اور اس کے قریب ہی سو گیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ دو عورتیں آئیں، ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ کے بندے! میں تجھے قسم دیتی ہوں کہ فلاں عورت کو ہمارے قریب دفن نہ ہونے دینا اور نہ ہمیں اس کا ہمسایہ بنانا۔ میں جاگا تو خوف طاری تھا، اچانک ایک عورت کا جنازہ آیا تو میں نے کہا اس کی قبر تو وہاں ہے۔ یہ کہہ کر میں نے اس کے اہلِ خانہ کو دوسری قبر کی طرف بھیج دیا۔ رات ہوئی تو میں نے ان عورتوں کو پھر دیکھا، ان میں سے ایک نے کہا، اللہ تمہیں جزاء دے، تو نے ہم کو طویل عذاب سے بچالیا۔ میں نے اس عورت سے کہا تیرے ساتھ والی کلام کیوں نہیں کرتی؟ اس نے کہ یہ عورت بغیر وصیت کئے فوت ہوئی ہے اور یہ خدائی قانون ہے کہ وصیت کے بغیر فوت ہونے والا قیامت تک بول نہیں سکے گا۔

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الجنائز

Marfat.com

نواں باب

برزخ میں ارواحِ میت کس مقام پر ہوتے ہیں

یہ طے شدہ ہے کہ ارواحِ انبیاء کرام' اللہ کے ہاں اعلیٰ علّیین کے مقام پر ہوتے ہیں اور یہ بات بخاری شریف میں ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقتِ وصال یہ ارشاد فرمایا تھا، اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی [1] (اے اللہ مجھے اعلیٰ علّیین میں ٹھکانہ عطاء فرما) اور آپ یہ تکرار کرتے ہوئے وصال فرما گئے تھے۔

ایک آدمی نے حضرتِ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو آپ کہاں تشریف لے گئے؟ آپ نے بتایا جنت میں۔

شہداء کہاں رہتے ہیں؟

اکثر علماء نے بیان کیا ہے کہ شہداء جنت میں ہوتے ہیں اور اس بارے میں احادیث کثرت سے ملتی ہیں۔

صحیح مسلم شریف میں حضرتِ مسروق سے ہے کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ امواتا بَلْ احیاء" عندَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ○ [2] تو آپ نے فرمایا کہ ان کے ارواح سبز پرندوں کے سینوں میں ہوتے ہیں۔ ان کیلئے عرش کے ساتھ قندیلیں

---

(۱) بخاری شریف، کتاب فضائل الصحابہ (۲) سورہ آل عمران، آیت ۱۶۹

Marfat.com

لٹک رہی ہیں۔ وہ جہاں چاہتے ہیں، سیر کرتے ہیں اور پھر واپس قندیلوں میں آجاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کی خبر گیری کرتا ہے اور فرماتا ہے کسی چیز کی خواہش ہے تو بتاؤ؟ عرض کرتے ہیں کہ ہم کیا طلب کریں، ہم تو جنت میں جہاں چاہتے ہیں، کھلے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تین مرتبہ فرمائے گا۔ پھر جب وہ دیکھیں گے کہ انہیں سوال کا جواب ضرور دینا ہے تو عرض کریں گے۔ اے اللہ! تو ہماری روحیں جسموں میں داخل کردے تاکہ ہم تیری راہ میں دوبارہ لڑسکیں اور جب اللہ دیکھے گا کہ وہ کچھ طلب نہیں کرتے تو انہیں اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا [1]

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنگِ احد میں تمہارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے سینوں (پیٹوں) میں رکھ دیں، وہ جنت کی نہروں پر جاتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ جب وہ بہترین کھانے کھاتے پیتے ہیں تو کہتے ہیں، ہمارے بھائیوں میں سے ہم تک رسائی کون حاصل کرسکتا ہے ہم تو جنت میں زندہ اور کھاتے پیتے ہیں۔

شہیدوں کی طرف سے یہ باتیں مسلمانوں کو تقویت دینے کیلئے ہوتی ہیں کہ کہیں ان میں کمزوری نہ آئے اور وہ جہاد ہی سے منہ نہ پھیرلیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ [2] (سورہ آل عمران آیت ۱۶۹)

---

(۱) مسلم شریف، کتاب الامارۃ (۲) ابوداود شریف، کتاب الجہاد

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بروایت حضرت ابوسعید، فرماتے ہیں: شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں میں ہوتی ہیں، جنت کے باغوں میں جہاں چاہتی ہیں کھاتی پیتی ہیں اور پھر عرش سے لٹکی قندیلوں میں آجاتی ہیں اللہ کو ان کا پتہ چل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے یہ عزت جو تمہیں دی گئی ہے اس سے زیادہ کی خواہش بھی رکھتے ہو؟ کریں گے نہیں۔ اے اللہ! ہماری خواہش تو صرف یہ ہے کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں ڈال دے تا کہ ہم دوبارہ جہاد میں حصہ لے سکیں اور تیری راہ میں قتل ہو سکیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ شہیدوں کو سفید رنگ کے پرندوں کے سینوں میں اٹھائے گا جو عرش سے معلق قندیلوں میں ہوں گے۔

حضرت کعب سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: شہداء کی ارواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں جو جنت کے درختوں سے کھاتی ہیں [1]

سعید بن سوید نے ابن شہاب سے ارواحِ مومنین کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ ارواح سبز رنگ کے پرندوں کی طرح ہیں اور عرش سے لٹکی ہوئی ہیں، صبح وشام ریاض الجنۃ میں جاتی اور ہر دن اپنے رب کو سلام پیش کرتی ہیں۔

حبان بن ابی جبلہ کا بیان ہے کہ مجھے یہ روایت ملی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شہید، مرتبہ شہادت حاصل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کیلئے خوبصورت جسم بھیجتا ہے اور اس کی روح کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ

---

(۱) ترمذی شریف، کتاب فضائل الجہاد

Marfat.com

اپنے پہلے جسم کو دیکھتا ہے تو سوچتا ہے کہ اَب اس کا کیا ہوگا اور اس سے کلام کرتا ہے، اس کا خیال ہوتا ہے کہ فرشتے سن رہے ہیں، اس کے دل میں آتا ہے کہ فرشتے اسے دیکھتے ہیں، اتنے میں اسکی بیویاں یعنی حوریں آجاتی ہیں جو اسے جنت کی طرف لیجاتی ہیں۔

اِن واضح دلائل کی تصدیق صحیحین میں حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے، فرمایا جنگِ احد کے دن ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ! شہادت ملنے کی صورت میں میں کہاں ہونگا؟ آپ نے فرمایا جنت میں، اس پر اس نے ہاتھ میں پکڑی کھجوریں رکھ دیں اور جنگ میں شریک ہو گیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا [1]

مسلم شریف میں حضرتِ انس کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ بدر پر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اس جنت کی تیاری کر لو جو عرض میں آسمانوں اور زمینوں جتنی ہے [2]

بخاری شریف میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ہے، فرمایا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ جو بھی قتل کیا جائے گا، جنت میں جائیگا [3]

بخاری شریف ہی میں ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، ''یا رسول اللہ! کیا ہمارے مقتول جنت میں اور کفار کے مقتول دوزخ میں نہیں ہونگے؟'' [4]

مسلم شریف میں حضرت ابوموسےٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا: بلاشبہ جنت کے دروازے، تلواروں کے سایہ تلے ہوں گے [5]

---

(۱) بخاری شریف، کتاب المغازی (۲) مسلم شریف، کتاب الامارۃ (۳) بخاری شریف، کتاب الجزیہ
(۴) بخاری شریف، کتاب الجہاد (۵) مسلم شریف، کتاب الامارہ

Marfat.com

صحیح بخاری شریف میں حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ یومِ بدر پر حارثہ شہید ہو گئے حالانکہ وہ ابھی بچے ہی تھے۔ ان کی والدہ میت لیکر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ مجھے حارثہ سے کتنا پیار ہے، اگر اس کا مقام جنت ہے تو میں صبر کروں اور اسے نیکی سمجھوں اور اگر ایسے نہیں تو بتایئے میں کیسے کروں؟ ارشاد ہوا، تم نے اچھی بات نہیں کی، جنتیں تو بہت سی ہیں لیکن وہ اعلیٰ جنت میں ہے جسے جنۃ الفردوس کہتے ہیں [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جعفر کو دیکھا وہ پرندوں کے ساتھ اڑ رہے تھے [2]

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے خواب بہت پسند تھے. آپ اکثر فرماتے ''کیا تم نے کوئی خواب دیکھی ہے؟'' اور جب کسی نے خواب دیکھی ہوتی تو آپ سنتے، اگر خواب اچھی ہوتی تو اظہارِ مسرت کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ایک عورت آپکی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھی کہ ''میں نکلی اور جنت میں داخل ہوگئی، اچانک میں نے فلاں فلاں کو دیکھا اور پھر بارہ افراد کے نام لے دیے، (حضور علیہ السلام اس سے قبل ایک سَریّہ (چھوٹا سا لشکر) بھیج چکے تھے) ان سریہ والوں کو واپس لایا گیا تو ان کے کپڑے میلے اور گردنوں کی رگیں کٹی ہوئی تھیں۔ انہیں نہر برزخ میں لے جانے کا حکم ہوا چنانچہ انہیں وہاں ڈبویا گیا اور صاف کیا گیا، دیکھا تو ان کے چہرے ایسے تھے جیسے چودھویں کا چاند پھر ان کے لیے سونے کی کرسیاں لائی گئیں اور ان پر

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الجہاد (۲) ترمذی شریف، کتاب المناقب

Marfat.com

بٹھا دیا گیا، پھر سونے کے برتن میں کھجوریں دی گئیں تو انہوں نے حسبِ ضرورت استعمال کیں اور یارسول اللہ ﷺ، میں نے بھی کھائیں"۔

وہ خواب سنا کر چلی گئی تو اس سریہ والوں میں سے ایک شخص بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ، ایسے ایسے ہوا ہے اور فلاں فلاں شہید ہو گئے ہیں اور پھر بارہ افراد گن گئے۔ آپ نے فرمایا، اس عورت کو بلاؤ وہ آئی تو فرمایا، اس آدمی کے پاس اپنی خواب بیان کرو، اس نے بیان کر دی تو اس آدمی نے عرض کی، بالکل ایسے ہی ہے جیسے اس عورت نے بیان کیا ہے اور واقعی وہی آدمی شہید ہوئے ہیں جن کا اس نے نام بتایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابوزید کے مطابق حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ارواحِ شہداء سبز پرندوں کے پیٹوں میں پھرتی ہیں اور جنت کے پھلوں سے کھاتی ہیں۔

حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ارواحِ شہداء سفید پرندوں کی صورت میں ہوتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں۔

حضرتِ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ ارواحِ شہداء زرزیر (چڑیا سے ذرا بڑے جانور) کے پیٹ میں ہوتی ہیں وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور انہیں جنت کے پھل دئے جاتے ہیں۔

حضرتِ کعب رضی اللہ عنہ سے ہے فرمایا جنۃ الماوٰی ایسی جنت ہے جس میں سبز پرندے ہیں اور شہداء کی روحیں وہاں کھاتی پیتی ہیں، یونہی عطیہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے کعب سے کہا، میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں، اگر کتاب اللہ سے جواب مل سکے تو بتانا ورنہ نہ بتانا، چنانچہ کعب سے کچھ سوال پوچھے تو کعب نے کہا آپ نے جتنے بھی سوال کیے سب کا جواب قرآنِ کریم میں ہے۔ پھر بتایا کہ جنت الماوٰی ارواحِ شہداء کیلئے بنائی گئی ہے، شہید سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتے ہیں اور جنت کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء سے ارواحِ شہداء کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا یہ سبز پرندوں میں ہوتے ہیں اور عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتے ہیں اور سیر کر کے ان قندیلوں میں آجاتے ہیں۔

ایک نظریہ

حضرت مجاہد فرماتے ہیں شہداء جنت میں نہیں ہوتے لیکن انہیں جنت سے رزق ملتا ہے۔

حضرتِ مجاہد سے آیہ کریمہ وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتاً (1) کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا ''شہید اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں جنت کے پھل ملتے ہیں، جنت کی خوشبو لیتے ہیں حالانکہ وہ جنت میں نہیں ہوتے۔

حضرتِ مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شہداء جنت میں نہیں ہوتے البتہ جنت کے پھل کھاتے اور وہاں کی خوشبو لیتے ہیں۔

---

(۱) سورہ آل عمران، آیت ۱۶۹

Marfat.com

اور اس پر (کہ ارواح کا مقام جنت نہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث بطورِ دلیل پیش کی جاتی ہے آپ فرماتے ہیں "شہداء جنت میں وہاں ہوتے ہیں جہاں چمکتا راستہ ہے، ان کے مقام پر سبز رنگ کا قبہ ہے جہاں ان کو صبح وشام رزق دیا جاتا ہے" [1]

یہ حوالہ بتاتا ہے کہ نہر جنت سے باہر ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ شاید ان سے مراد عام شہید ہوں اور جن کیلئے عرش کے نیچے قندیلیں ہیں وہ خاص شہید ہوں اور شاید یہاں شہداء سے مراد وہ شہداء ہیں جو اللہ کے راستے میں قتل نہیں ہوئے، بلکہ طاعون اور پیٹ کے مرض کی وجہ سے فوت ہو گئے اور وہ بھی تو شہید ہی ہوتے ہیں۔

واضح ہو گیا کہ پہلے ذکر کردہ سب احادیث ان شہداء سے تعلق رکھتی ہیں جو اللہ کے راستے میں قتل ہوئے اور پھر بعض احادیث تو بالکل واضح طور پر یہی مطلب بتاتی ہیں اور بعض کے نزدیک یہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ الآیہ انہی کے بارے میں نازل شدہ ہے بلکہ یہ آیت مقتول فی سبیل اللہ کے بارے میں نص (واضح دلیل) ہے۔

کبھی شہید کا لفظ ان پر بھی بولا جاتا ہے جنہوں نے ایمان قائم رکھا اور صحتِ ایمان کے بارے گواہی دی جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ. [2]

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "کہ یہ لوگ اپنے آپ پر گواہی دیتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں"۔

حضرتِ مجاہد فرماتے ہیں کہ ہر مومن ہی صدیق اور شہید ہوتا ہے، پھر آپ نے

---

(۱) مجمع الزوائد ۲۹۴/۵ (۲) سورہ الحدید، آیت ۱۹

Marfat.com

بطورِ دلیل یہ آیت پڑھی: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۱؎

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم میں سے ہر ایک صدیق اور شہید ہے۔ آپ سے پوچھا گیا، دلیل کیا ہے؟ تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: والذین امنوا الآیۃ

حضرت براء بن عازب سے ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: میری امت کے سب مومن شہید ہیں اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی والذین امنوا باللہ الآیۃ

اور اسی مقصد کی تائید اس آیت کی تفسیر سے بھی ہوتی ہے: لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ۲؎ کیونکہ اس امت نے اس بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام کی رسالت کی تبلیغ پر شہادت دی ہے۔

بہر حال سابق تمام احادیث اسی شہید کے بارے میں ہیں جو مقتول فی سبیل اللہ ہے، اس کے سوا احادیث میں کسی دوسرے معنٰے کا احتمال نہیں ہے، صرف گذشتہ حدیثِ ابن اسحاق قابلِ نظر ہے۔ واللہ اعلم

فصل

شہداء کے علاوہ عام مومنین کے ارواح کہاں ہیں؟

شہداء کے علاوہ دوسرے مومنین دو قسموں میں بٹتے ہیں:

۱۔ اہلِ تکلیف (جن پر شرعی احکام نافذ ہوتے ہیں)

۲۔ غیر اہلِ تکلیف (جن پر شرعی احکام نافذ نہیں ہوتے)

---

(۱) سورہ الحدید، آیت ۱۹ (۲) سورہ البقرہ، ۱۴۳

Marfat.com

قسم اول

مومنین کے نابالغ بچے غیر اہلِ تکلیف کہلاتے ہیں۔(جن پر شرعی احکام لاگو نہیں ہوتے)

اس سلسلہ میں جمہور علماء کا یہ نظریہ ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے اور امامِ احمد نے اس پر اجماع بیان فرمایا ہے نیز جعفر بن محمد کی روایت میں ہے کہ "انکے بارے میں کوئی اختلاف نہیں، وہ جنت ہی میں ہونگے" اور بروایت میمونی آپ نے فرمایا اس میں کسی کو بھی شک نہیں کہ وہ جنت میں ہیں۔

حضرت امامِ احمد فرماتے ہیں کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جنت پیدا کردی گئی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ جنت اور دوزخ دونوں مخلوق ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا.[1] یہ فرمان آلِ فرعون کے بارے میں ہے۔حضرت احمد فرماتے ہیں۔"مسلمانوں کے بچے سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں ہوتے ہیں، جنت میں سیر کرتے ہیں، ان کی ذمہ داری حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام پر ہے"......اس سے پتہ چلتا ہے کہ جنت اور دوزخ پیدا کئے گئے ہیں۔

یونہی حضرت امامِ شافعی علیہ الرحمہ وضاحت سے فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں ہوتے ہیں۔

ابنِ ابی حاتم نے بیان کیا کہ علماء کی اس سلسلہ میں صراحت ہے کہ ان کے

---

(۱) سورہ غافر، آیت ۴۶

Marfat.com

ارواح جنت میں ہیں، حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہداء کے ارواح سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتے ہیں، وہ پرندے انہیں جہاں وہ چاہیں، سیر کراتے ہیں اور مسلمانوں کے بچوں کے ارواح چڑیوں کے پیٹ میں ہوتے ہیں، وہ جہاں چاہیں انہیں لئے پھرتی ہیں اور پھر وہ عرش سے لٹکتی قنادیل میں ٹھہرتے ہیں۔

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے ہے، فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے گائے جیسے تھن ہیں جن سے جنت کے بچوں کو غذا دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں گے۔

حضرت خالد بن معدان کا بیان ہے کہ جنت میں ایک درخت کا نام طوبیٰ ہے، سارے میں دودھ ہے وہ اہلِ جنت کے بچوں کو دودھ پلاتا ہے، اور عورت کا خام بچہ (جو حمل میں ضائع ہو جاتا ہے) جنت کی نہر میں ہوتا ہے، نہر میں قیامت تک کھیلتا رہے گا اور جب اسے اٹھایا جائے گا۔ تو چالیس سال کا ہوگا۔

اس دلیل کی صحت پر وہ روایت ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ جب شہزادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا بیٹا ابراہیم دودھ پیتے فوت ہوا ہے، اس کیلئے جنت میں دو دایہ ہیں جو جنت میں اس کی مدتِ رضاعت (دودھ پلانے کی مدت) پوری کریں گی [1]

حضرتِ مکحول رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومنین کی اولادوں کے ارواح جنت کے درخت پر رہنے والی چڑیوں میں ہونگے، ان کا دھیان سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کرینگے [2]

---

(۱) مسلم شریف، کتاب الفضائل (۲) جامع صغیر سیوطی، ۵۶۰/۳

Marfat.com

ایک اور طریقہ پر یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جنت میں مومنوں کی اولادوں کی حفاظت حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے [1]

اس کے ساتھ ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنت میں مومنوں کے بچوں کی نگہداشت فرمائیں گے [2]

انہی سے ایک اور طریقہ پر روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کی اولادیں جنت کے ایک پہاڑ پر ہوں گی، ان کی نگہداشت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں۔ جب قیامت ہوگی تو انہیں ان کے والدین کے سپرد کر دیا جائے گا۔

اسی کی تائید کیلئے ایک حدیث بخاری حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کو دیکھا، وہ میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے گئے (لمبی حدیث ہے) اسی میں یہ بھی ہے: ہم چلتے گئے اور سبز باغ میں پہنچے، اس میں ایک بڑا درخت تھا، اس کیلئے بچے اور بوڑھے تھے، اچانک ایک شخص نظر آیا۔ جو درخت کے قریب تھا، اس کے سامنے آگ تھی جسے وہ جلا رہا تھا۔ فرشتے مجھے لیکر اس درخت پر چڑھے اور مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جس جیسا خوبصورت گھر میں نے نہ دیکھا تھا، گھر میں بندے تھے، بوڑھے تھے، جوان تھے، عورتیں اور بچے تھے۔ پھر وہ مجھے اور اوپر

---

(۱) ابن حبان، کتاب القدر (۲) ابن حبان، کتاب القدر

Marfat.com

لے گئے جہاں پہلے سے زیادہ خوبصورت گھر میں لے پہنچے، اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ (حدیث میں آگے آتا ہے) فرشتوں نے کہا درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے ارد گرد والے بچے لوگوں کی نابالغ اولادیں تھیں اور پہلا گھر عام مسلمانوں کیلئے تھا اور دوسرا گھر شہداء کا تھا (1)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا، وہ سبز باغ کونسا تھا؟ تو بتایا کہ اس باغ والے بچے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگرانی میں پرورش پاتے ہیں اور وہ قیامت تک تربیت فرمائیں گے (2)

طبرانی اور حاکم حدیثِ نبوی بروایت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نیند کی کیفیت میں تھا کہ فرشتہ مجھے جبل وَعر کی طرف سے چلا'' حدیثِ پاک میں آتا ہے ''میں فرشتہ کے ساتھ چلا جارہا تھا کہ ایسے مقام پر پہنچا جہاں دو نہروں کے درمیان لڑکے کھیل رہے تھے، میں نے پوچھا، یہ کون ہیں؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ مسلمانوں کے بچے ہیں جن کی نگرانی حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السّلام فرماتے ہیں، فرشتہ مجھے اور آگے لے گیا جہاں تین شخص دیکھے تو میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی، یہ حضرتِ ابراہیم، حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ عیسیٰ علیہم السلام ہیں جو آپ کی انتظار میں ہیں (3)

علماء کا ایک گروہ اس سے یہ دلیل لیتا ہے کہ عمومی طور پر مومنین کے بچے جنت میں ہیں مگر ایک آدھ کے بارے میں ان کی شہادت یہ نہیں ہے اور یہ قولِ ابن راھویہ ہے۔ لگتا ہے کہ ابنِ راھویہ کا مقصد معین لڑکے کے بارے میں ہوگا جس کے

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الجنائز (۲) بخاری شریف، کتاب التعبیر (۳) طبرانی شریف، جامع کبیر ۱۸۴/۸

Marfat.com

باپ کا ایمان ثابت نہیں تھا لہذا ایسے موقع پر یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مومن بچوں میں سے ہے لہٰذا ا کیلے بچوں کے بارے میں سکوت ایسے ہی ہے جیسے اُن کے والد کے ایمان کے بارے میں یعنی چونکہ باپ کا ایمان ثابت نہیں لہذا بچے کے جنت جانے کے متعلق بھی سکوت ہوگا۔

بچوں کے جنت میں داخلہ کے سلسلہ میں سکوت کرنے والے علماء نے مسلم شریف کی اس حدیث کا سہارا لیا اور اسے دلیل بنایا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک بچہ فوت ہوگیا میں نے کہا اس کیلئے طوبیٰ ہے اور یہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک ہے۔ یہ سنکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں الگ الگ پیدا فرمائیں ہیں، ایک جنت اور دوسری دوزخ اور اس نے ان دونوں میں جانے والے بھی الگ بنائے ہیں؟ [1]

مسلم شریف نے حضرتِ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا بیان کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے ایک بچے کے جنازہ میں شمولیت کی درخواست کی گئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس بچے کیلئے طوبیٰ ہے یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک ہے، اس نے نہ کوئی برائی کا عمل کیا اور نہ برائی پائی۔ آپ نے فرمایا سیدہ! کچھ اور کہنا چاہتی ہو؟ سنو! اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے الگ لوگ بنائے ہیں، انہیں اسی کیلئے پیدا فرمایا ہے اور وہ اپنے آباء کی پیٹھوں میں ہیں [2]

امامِ مسلم علیہ الرحمہ نے اس مضمون کے مخالف ایک حدیث لکھی ہے، حضرتِ

---

(۱) مسلم شریف، کتاب القدر (۲) مسلم شریف، کتاب القدر

Marfat.com

ابوحسان فرماتے ہیں میں نے حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا، میرے دو بچے فوت ہوئے ہیں، ان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان ہو تو بتایئے جس سے ہمیں اپنے فوت شدگان بچوں کے بارے میں تسلی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا ہاں! یہ اھلِ جنت گویا چھوٹے جانور ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک اپنے والد سے (یا والدین سے) ملے گا تو اس کا دامن تھام لے گا (اپنے ہاتھ سے) جیسے میں تمہارا دامن پکڑ رہا ہوں اور پھر وہ بچہ رکے گا نہیں حتی کہ اپنے والد کو جنت میں لے جائیگا [1]

صحیحین میں حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بھی مسلمان کے تین بچے ذی عقل ہونے سے قبل فوت ہو جائیں تو اللہ اسے اپنی رحمت سے ان کے سبب سے جنت میں داخل فرمائیگا۔ [2]

امامِ احمد علیہ الرحمہ نے اسی لئے فرمایا کہ وہ بچہ اپنے والدین کیلئے پر اُمید ہوتا ہے تو اس میں شک کیسا؟ مطلب یہ کہ وہ پر امید ہوتا ہے کہ میری وجہ سے میرے والدین جنت میں چلے جائیں گے۔

اور یہ کہ شائد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے بچوں کے جنت میں جانے کے بارے میں اولا روکا تھا کہ ان کے جنت میں جانے کی گواہی نہ دو جب تک ان کے وہاں جانے کی اطلاع نہ ہو جائے کیونکہ ان کے جنت میں جانے کی شہادت، علم پر مبنی ہے اور پھر جب آپ کو ان کے بارے میں اطلاع کر دی گئی تو آپ نے ان کے جنت میں جانے کی شہادت دیدی۔ واللہ اعلم

---

(۱) مسلم شریف، کتاب البر والصدقۃ (۲) بخاری شریف، کتاب الجنائز

Marfat.com

دوسری قسم

شہداء کے علاوہ اہلِ تکلیف مومنین، کون ہیں؟

قدیم وجدید علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے لیکن امام احمد سے صراحت کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ مومنوں کی روحیں جنت میں ہیں، یہ روایت خلال نے کتاب السنہ میں کئی لوگوں سے بیان کی ہے اوران علما نے حنبل سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: میں نے ابوعبداللہ کو فرماتے سنا ہے کہ ''ارواحِ مومنین جنت میں ہیں'' اور حنبل نے دوسرے مقام پر بیان کیا ہے کہ: مومنین کی روحیں جنت میں اور کفار کی دوزخ میں ہیں اور سب کے بدن دنیا میں ہیں، اللہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے رحم وکرم سے نوازے۔

ابوعبداللہ کا بیان ہے کہ ہمارا یہ قول نہیں کہ جنت ودوزخ فانی ہوجائیں گے بلکہ وہ علمِ الٰہی میں باقی ہوں گے، اللہ ان کے اندر اپنا عمل جاری رکھتا ہے۔ اللہ ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشے اور ہمارے دلوں کو ہدایت ملنے کے بعد ٹیڑھا ہونے سے بچائے (آمین)

ابوعبداللہ کا یہ قول کہ ''ہم نہیں کہتے کہ یہ دونوں فنا ہوجائیں گے'' ان دونوں سے وہ جنت ودوزخ مراد لیتے ہیں کیونکہ حنبل سے اول کلام میں یہ مذکور ہے کہ ابو عبداللہ نے قصۂ ضرار ذکر کیا اور اس میں انہوں نے جنت ودوزخ کے خلق کے بارے میں اختلاف علماء کو بیان کیا اور پھر یہ بیان کیا کہ قاضی نے ضرار کا خون صاف

Marfat.com

کر دیا اور اسی لئے اس واقعہ کو ان کے وصال تک چھپائے رکھا اور یہ بھی بتایا کہ ابو عبداللہ نے کہا ہے "یہ کفر ہے" یعنی یہ قول کرنا کہ وہ (جنت و دوزخ) بعد میں پیدا ہوں گے۔

حنبل کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ قول کس سے سن کر کہا کہ "اگر وہ دونوں پیدا کئے گئے ہیں تو فنا ہوں گے اور پھر احمد کی طرف سے یہ جواب ذکر کیا۔

یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ احمد نے جنت و دوزخ دونوں کے اکٹھے فناء ہونے کی نفی کی ہے اور پھر مطلب یہ نکالا جائے کہ اکیلی جنت فناء نہ ہوگی کیونکہ احمد کا آئندہ قول اس تاویل کی نفی کر رہا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے "وہ دونوں اللہ کے علم میں باقی ہیں" تو ان کا یہ قول احتمال اور توہم اٹھا رہا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ دونوں اکٹھے ثابت ہیں۔ اسے مزید وضاحت سے یوں سمجھئے مثلاً آپ کہتے ہیں " زید اور عمرو نہیں جانتے" تو یہ قول احتمال رکھتا ہے کہ کسی ایک کی بجائے اکٹھے دونوں سے علم کی نفی مراد ہو اور بعد ازیں آپ نے یہ کہہ دیا کہ " بلکہ دونوں جاہل ہیں" تو پہلا احتمال زائل ہو گیا اور دونوں کیلئے جہالت ثابت ہو گئی۔ یہ بھی خیال رہے کہ دو چیزوں سے نفی کا استعمال واقع نہیں ہوتا جب یہ مراد ہو تو دونوں کی خاص طور پر اکٹھی نفی مراد ہوتی ہے مگر صرف اس صورت میں کہ پہلے سیاقِ کلام میں اسکی وضاحت ہو چکی ہو، بہر حال اطلاق کی صورت میں دونوں کی اکٹھے نفی واقع نہیں ہوتی بلکہ اس کا استعمال وہم کے ساتھ جائز نہیں جیسے یہ نہیں کہا جا سکتا الآلۃ والنار لا یبقیان (آلہ اور آگ باقی نہیں رہیں گے) اور جیسے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا الخالق اللہ، المخلوق وحدہ یفنی (خالق اللہ ہے اور مخلوق

Marfat.com

اکیلی فناء ہو جائے گی) اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ الدنیا والآخرۃ لایفنیان، اُس صورت میں کہ اکیلی دنیا فناء ہو جانی مراد ہو، اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ محمد اور مسیلمہ کی نہ تصدیق کی جائے اور نہ ہی تکذیب" اور پھر اس سے مراد لیا جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہو اور اکیلے مسیلمہ کی تکذیب کیونکہ اس قسم کے سب استعمال قبیح اور برے ہیں اور کسی نمایاں شخصیت کے کلام میں نہیں پائے جاتے۔

اور بعد ازاں احمد کا یہ قول "ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ ھدایت کے بعد ہمارے دلوں میں ٹیڑھ پیدا نہ فرمائے" بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک اس کے خلاف قول کرنا گمراہی اور ٹیڑھ پن ہے اور اس قول سے وہ احتمال ختم ہو گیا جسے حرب نے اُن سے بیان کیا ہے۔ حرب نے اپنے "مسائل" میں کہا ہے کہ "یہ اہلِ علم، اہلِ اثر ائمہ اور معروف اہل سنت کا مذہب ہے جو قابل اقتداء ہیں، اور یہ سب علماء وہ ہیں جن سے میں نے عراق، حجاز اور شام میں جا کر علم حاصل کیا ہے۔ اب جو شخص ان مذاہب کی مخالفت کرے ان پر طعنہ زنی کرے یا ان کے قائل پر عیب لگائے وہ بدعتی اور جماعت اہل سنت سے خارج ہے سنت کے طریقہ اور راستہ سے دور ہے حالانکہ یہی تو احمد، اسحاق اور سعید بن منصور کا مذہب ہے جن کے قریب ہم بیٹھے اور جن سے علم حاصل کیا۔ ان کا قول یہ تھا کہ ایمان، قول اور عمل دونوں کا نام ہے پھر آپ نے ان کا عقیدہ بیان کر کے لکھا کہ بلا شبہ جنت دوزخ بمع ساز و سامان پیدا کی گئیں اللہ نے جنت و دوزخ کو پیدا فرمایا اور پھر دوسری مخلوق پیدا کی جو ان میں جائیگی اور یہ دونوں فناء نہیں ہونگے اور نہ ہی ان میں کا سامان فناء ہوگا۔

اگر کوئی بدعتی یا زندیق اللہ کے اس فرمان سے استدلال کرے "کُلُّ شَیْءٍ

Marfat.com

هَالِكٌ " اِلَّاوَجْهَهٗ [1] اس جیسی روایت کودلیل بنائے حالانکہ یہ تو قرآن کے متشابہ الفاظ سے ہے تو اسے کہہ دو "ہر وہ شے جس کیلئے اللہ تعالیٰ فناء اور ہلاک ہونا لکھ چکا ہے وہ تو ہلاک ہونیوالی ہے لیکن جنت اور دوزخ تو بقاء کیلئے پیدا کی گئی ہیں فناء کیلئے نہیں اور یہ دونوں ہی آخرت کی چیزیں ہیں دنیا کی نہیں ہیں، بعدازاں عقیدہ کا بیان کیا۔

اور وہ جو احمد نے اپنی گفتگو کے آخر میں کہا ہے کہ "جنت ودوزخ باقی رہنے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں نہ کہ فنا ہونے کیلئے" یہ شروع ہی سے باطل ہے علاوہ ازیں مراد یہ ہے کہ ان دونوں کا مجموعہ فنا نہیں ہوگا۔

اور نقل کردہ سارا کلام وہ ہے جسے حرب نے احمد سے صریحاً نقل کیا ہے اور ان سے ابوالعباس احمد بن جعفر الاصطخری نے نقل کیا ہے اور کہا ہے: یہ اہلِ علم واثر اور اہل سنت کا مذہب ہے جو سنت پر مضبوطی سے قائم اور عامل بر سنت کی شہرت رکھتے ہیں، سنت پر عمل کیلئے ان کی اقتداء کی جاتی ہے اور یہ سلسلہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر اس دن تک جاری ہے۔ علاوہ ازیں میں نے علماءِ حجاز وشام وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اب جو شخص اِن مذاہب کی مخالفت کرے، طعنہ کرے یا ان کے قائلین کی عیب جوئی کرے وہ مخالف، بدعتی اور جماعت سے خارج ہے، سنت کے طریقے اور راہِ حق سے دور ہے، پھر یوں اپنا پورا یہ عقیدہ بیان کر دیا، جنت بمع ساز و سامان مخلوق ہے اور دوزخ بمع ساز وسامان پیدا کی گئی ہے۔ اللہ نے ان کو بھی پیدا فرمایا اور جو ان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، انہیں بھی پیدا کیا ہے لہٰذا یہ دونوں فنا نہیں ہونگے اور نہ وہ فنا ہوں گے جو ان میں رہیں گے۔

---

(۱) سورہ القصص، آیت ۸۸

Marfat.com

اب اگر کوئی بدعتی یا زندیق آیت کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ " اِلَّا وَجْهَهُ سے استدلال کرے اور ایسے ہی کسی متشابہ آیت سے دلیل پکڑے تو اسے یوں کہہ دو" ہر وہ چیز ہلاک ہوگی جس کے بارے میں اللہ فنا اور ہلاک ہونا لکھ چکا ہے جبکہ جنت اور دوزخ تو بقاء کیلئے ہیں، فناء وہلاک کیلئے نہیں ہیں اور پھر یہ دونوں آخرت سے تعلق رکھتی ہیں، دنیا سے نہیں"۔ بعدازاں بقیہ عقیدہ ذکر کیا۔

یہ عقیدہ امام احمد سے ایک اور طریقہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ارواحِ مومنین جنت میں ہیں اور ارواحِ کفار دوزخ میں۔

قاضی ابویعلیٰ نے کتاب "المعتمد" میں یہ کلام عبداللہ بن احمد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے البتہ عبداللہ نے نقل نہیں کیا، بلکہ امامِ حنبل نے کیا ہے۔

اور جو عبداللہ نے اپنے باپ سے نقل کیا تو الخلال نے اس کے بارے میں کہا ہمیں عبداللہ بن احمد بن حنبل نے بتایا، میں نے اپنے باپ (احمد) سے پوچھا کہ ارواح موتٰی قبروں میں فناء ہونگی یا پرندوں کے سینوں میں ہونگی یا پھر ایسے ہی مرجائیں گی جیسے جسم مرتے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، آپ نے فرمایا جب مومن فوت ہوتا ہے تو اس کی خوشبو جنت سے درخت کے لٹکنے والے پرندے میں ہوتی ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے جسم میں لوٹائے گا اور پھر یوم حشر کو اٹھائے گا [1]

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے، فرمایا: مومنین کے ارواح سبز پرندوں کے سینوں میں ہونگے جیسے چڑیاں، پھر وہ آپس میں متعارف ہونگے اور جنت کے پھل کھائیں گے۔

---

(۱) موطا امام مالک، کتاب الجنائز

Marfat.com

بعض نے یہ لکھا ہے کہ ''ارواحِ شہداء سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں ہونگی اور عرش سے معلق جنت کی قندیلوں میں ٹھکانہ کریں گی۔

یہ کلام بھی وضاحت کرتا ہے کہ ارواحِ مومنین عنداللہ جنت میں ہونگی مگر یہ ہے کہ اس نے اس کے جواب میں ایسی احادیث نقل کی ہیں جو مرفوع وموقوف ہیں اور وہ اس مفہوم پر دلالت کرتی ہیں اور اس کے سوا اور کچھ بیان نہیں کیا تو یاد رکھو کہ حنبل کی روایت میں جزم ویقین ہے کہ ارواحِ مومنین جنت میں ہیں اور عبداللہ کی روایت میں صرف اس پر دلائل کا ذکر ہے (اظہارِ یقین نہیں)

اور جو انہوں نے مرفوع حدیث ذکر کی ہے وہ بذریعہ مالک ابن شہاب منقول ہے، وہ فرماتے ہیں مجھے عبدالرحمٰن بن کعب نے بتایا کہ میرے والد کعب بن مالک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی، آپ نے ارشاد فرمایا۔ ''بلاشبہ مومن کی روح ایک پرندہ میں ہے جو جنت کے درخت سے لٹکا ہوا ہے، وقت مقرر پر اللہ اسے اس کے بدن میں لوٹا دے گا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں، آپ نے مومن کے بارے میں حدیث قبر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا جسم پہلے کی طرح کر دیا جائیگا اور اسکی روح ایک پرندہ میں ڈالی جائیگی جو جنتی درخت سے لٹکتا ہوگا۔

ابن حبان میں محمد بن عمرو سے یہ حدیث مروی ہے، الفاظ یہ ہیں: کہ اسکی روح خوشبو میں بند کردی جائیگی جو جنت میں لٹکنے والے پرندہ میں ہوگی۔

پہلے حدیث گزر چکی ہے، راویہ حضرتِ ام ھانی الانصار یہ ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں روح پرندہ ہوگی جو شجر سے معلق ہوگا حتٰی کہ جب قیامت کا

Marfat.com

دن ہوگا تو ہر روح اپنے جسم میں چلی جائے گی [1]

حضرتِ ام کبشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بلاشبہ مومنین کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں کے سینوں میں ہونگی، جنت کے پھل کھائیں گی، اس کا پانی پئیں گی اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں ٹھہریں گی اور کہیں گی اے ہمارے رب! ہمارے بھائیوں کو ہمارے ساتھ ملا دے، اپنا وعدہ پورا فرما دے اور کفار کی ارواح سیاہ رنگ کے پرندوں کے سینوں میں ہونگی، آگ کھائیں گی، گرم پئیں گی اور دوزخ کے پتھر پر ٹھکانہ ہوگا، دوزخی کہیں گے، اے ہمارے رب! ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نہ ملا اور ہمیں وہ نہ دے جس کا تو نے وعدہ کیا تھا۔

ضمرہ بن حبیب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارواحِ مومنین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: سبز پرندوں میں ہونگی، جنت میں، جہاں چاہیں گی، سیر کریں گی۔ عرض کی گئی اور ارواحِ کفار؟ تو فرمایا سجین دوزخ میں قید ہونگی۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومنین کی ارواح چڑیا کی طرح ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں۔

یونہی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہے کہ مومنین کی روحیں چڑیا جیسے سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں، آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی اور جنت کے پھل کھاتی ہیں۔

ابنِ مندہ نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے مومن پر جانکنی کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اسکی روح قبر میں سوال کے وقت جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، پھر اٹھالی جاتی ہے

---

(۱) مسند امام احمد، ۶/۴۲۵

Marfat.com

اوراعلیٰ علیین میں بھیج دی جاتی ہےاور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ○ وَمَآ اَدْرٰکَ مَاعِلِّیُّوْنَ ○ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ○ [1] اور بتایا کہ یہ مقام ساتویں آسمان پر ہے اور کفار کے بارے میں بتاتے ہوئے یہ آیت پڑھی: اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ○ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا سِجِّیْنٌ ○ [2] اور بتایا کہ ان کا ٹھکانہ زمین پر ہے۔

حضرتِ سعید نے حضرت قتادہ سے روایت کی، قتادہ نے کہا ہمیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن عمرو کہا کرتے تھے کہ سجین نیچے والی زمین ہے اور کفار کی ارواح اسی میں ہوتی ہیں۔

منصور بن ابی منصور نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو سے پوچھا کہ ارواحِ مومنین موت کے بعد کہاں ہوتی ہیں؟ تو کہا اے اہلِ عراق تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا، مجھے علم نہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ عرش کے سایہ میں سفید پرندوں کی صورت میں ہیں اور کافروں کی روحیں ساتویں زمین میں ہیں۔

ھلال بن یساف کہتے ہیں، ہم کعب کے پاس بیٹھے تھے تو ان کے پاس ابنِ عباس رضی اللہ عنہما آئے۔ فرمایا اے کعب! قرآنِ کریم میں چار چیزوں کے علاوہ تم جو بھی جانتے ہو مجھے بتاؤ چنانچہ ان سے سجین اور علیین کے متعلق دریافت کیا تو کعب نے کہا علّیین ساتویں آسمان میں ہے اور اس میں ارواحِ مومنین ہیں اور سجین ساتویں زمین کو کہتے ہیں اس میں کفار کی ارواح ابلیس کے جبڑے کے نیچے ہیں۔

''گذشتہ دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ جنت ساتویں آسمان پر ہے اور ہم

---

(۱) سورہ المطففین، آیت ۱۸ تا ۲۹ (۲) سورہ المطففین، آیت ۷، ۸

Marfat.com

نے کتاب "صِفَۃُ النَّار" میں اسے مکمل طور پر لکھا ہے۔

حکم بن ابان فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس صنعاء سے ایک مہمان آیا، کہنے لگا میں نے وہب بن منبہ سے سنا ہے کہ ساتویں آسمان میں اللہ تعالیٰ نے گھر بنایا ہوا ہے جسے البیضاء کہا جاتا ہے، اس کے اندر مومنوں کی روحیں رہتی ہیں۔ جب کوئی دنیا میں فوت ہوتا ہے تو ارواح اس کا استقبال کرتی ہیں اور اہلِ دنیا کے حالات دریافت کرتی ہیں جیسے مسافر اپنے گھر آ کر اہل خانہ سے پوچھا کرتا ہے۔

حضرتِ سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما ایک دوسرے سے ملے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اگر پہلے تم فوت ہو جاؤ تو مجھے بتانا کہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ ہوا ہے اور اگر میں پہلے فوت ہو گیا تو تمہیں ہونیوالے برتاؤ سے آگاہ کرونگا۔ پہلے نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ تو اس نے کہا جنت میں ارواح جہاں چاہیں جا سکتی ہیں۔

منصور بن ابی منصور نے عبداللہ بن عمرو سے پوچھا کہ ارواحِ مومنین موت کے بعد کہاں ہوتی ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سفید پرندوں کی صورت میں، عرش کے سائے میں رہتی ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ آلِ فرعون کی روحیں سیاہ رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں۔ صبح و شام انہیں جہنم پر لایا جاتا ہے۔ "عرض کرنے کا" یہی مطلب ہے۔

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۝ [1] کے متعلق فرمایا کہ آج وہ دوزخ میں ہیں اور وہ صبح و شام دوزخ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

---

(1) سورہ غافر: آیت ۴۶

Marfat.com

حضرتِ ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بتایا، روحِ مومن نکلتے وقت کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے، فرشتے اسے اوپر لے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوتی ہے، اس کی چمک سورج جیسی ہوتی ہے اور کافر کی روح مردار سے زیادہ بدبودار ہوتی ہے، ساتوں زمینوں کے نیچے ثریٰ میں حضرموت کے مقام پر ہوتی ہے۔

اس مسئلہ کے بارے میں کہ مومنوں کی روحیں جنت میں اور کافروں کی دوزخ میں ہوتی ہیں، کبھی ان آیات سے استدلال کیا جاتا ہے: فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ [1] "(پس تم کیوں لوٹا نہیں دیتے جب روح حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت (پاس بیٹھے دیکھ رہے ہوتے ہو")۔)

اور پھر یہ آیات: فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ [2] (پس وہ (مرنیوالا) اگر اللہ کے مقرب بندوں سے ہوگا تو اس کیلئے راحت، خوشبودار غذائیں اور سرور والی جنت ہوگی اور اگر وہ اصحابِ یمین (کے گروہ) سے ہوگا تو (اسے کہا جائیگا) تمہیں سلام ہو اصحابِ یمین کی طرف سے اور اگر جھٹلانیوالوں کے گروہ سے ہوگا تو اس کی مہمانی کھولتے پانی سے ہوگی اور داخل ہونا پڑے گا اسے بھڑکتے دوزخ میں)

ان آیات میں موت کے فوراً بعد ہونے والی صورتِ حال کا بیان ہو رہا ہے کہ

(۱) سورہ الواقعہ، آیت ۸۳، ۸۴ (۲) سورہ الواقعہ، آیت ۸۸ تا ۹۴

Marfat.com

انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا اور جلا دیا جائیگا اور وہ گل جائیں گے۔

یونہیں سورہ یٰسین میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ○ [1] (حکم ہوگا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ، بولا کاش میری امت کو خبر ہو جائے کہ خدا نے مجھے بخش دیا اور عزت والوں میں کیا)

یہ اللہ کے نبی نے اس وقت کہا جب انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس نے اللہ کے پاس اپنے انعامات دیکھ لئے اور پھر فرمانِ الٰہی ہے: يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ [2] (اے اطمینان والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جا، تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی)

یونہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ○ [3] (تو اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اسکی آیتوں کو جھٹلائے، انکھوان کے نصیب کا لکھا ملتا رہے گا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) جان نکالنے آئیں گے تو کہیں گے کہ جنکو تم خدا کے سوا پکارتے تھے وہ (اب) کہاں ہیں؟ وہ کہیں

---

(۱) سورہ یٰسین، آیت ۲۶، ۲۷ (۲) سورہ الفجر، آیت ۲۷، ۲۸ (۳) سورہ الاعراف، آیت ۳۷، ۳۸

Marfat.com

گے (معلوم نہیں) کہ وہ کہاں غائب ہو گئے اور اقرار کریں گے کہ بیشک وہ کافر تھے تو خدا فرمائیگا کہ جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں تم سے پہلے ہو گذری ہیں، انہی کے ساتھ تم بھی جہنم میں چلے جاؤ)

اور اسی سے ملتی جلتی یہ آیت ہے: اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ [1] (ان کا حال یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں (اور یہ) اپنے ہی حق میں ظلم کرنیوالے (ہوتے ہیں) تو تابع ہو جاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم کوئی برا کام نہیں کرتے تھے، اللہ ان کے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہے)

اسی مسئلہ پر بطورِ استدلال وہ حدیث بھی ہے جسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا "وہ مجھے جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں دکھائی گئیں، گھر قصب کا ہے، نہ وہاں کوئی لغو بات ہے اور نہ ہی تکان محسوس ہوتی ہے [2]

طبرانی شریف میں حضرتِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، میری امی سیدہ خدیجہ کہاں ہیں؟ فرمایا قصب کے گھر میں، مریم اور فرعون کی بیوی آسیہ کے درمیان، عرض کی، قصب کس سے بنا ہے؟ فرمایا یہ موتیوں اور یاقوت سے پرویا ہوا ہے۔"

---

(۱) سورہ النحل، آیت ۲۸ (۲) مجمع الزوائد ۹/۲۲۳

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اقرار زنا کرنے پر اسلمی کو سنگسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا "مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اب وہ جنت کی نہروں میں نہا رہا ہے"۔ (1)

فصل

مومنین اور شہداء کی روحوں کو دخولِ جنت سے کیا چیز روکتی ہے۔

(یاد رکھئے) مومنوں اور شہداء کی روحیں تب جنت میں داخل ہوتی ہیں جب کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو اور گناہ کبیرہ یا تو وہ گناہ بنتے ہیں جن پر شرعی سزا لاگو ہوتی ہے۔ یا ایسے حقوق العباد ہوتے ہیں جنہیں ادا نہ کیا گیا؟

بخاری و مسلم شریف میں ہے، راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہ حضرت مدعم رضی اللہ عنہ جنگ خیبر میں شہید ہو گئے تو لوگوں نے کہا مبارک ہو، اسے جنت ملے گی۔ یہ سنکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ چادر جو انہوں نے خیبر کے دن لی تھی، اتنی نہ تھی کہ اس سے آگ جل سکے" (2)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی تو پوچھا، فلاں خاندان کا کوئی فرد یہاں ہے؟ تین مرتبہ پوچھا مگر کسی نے جواب نہ دیا، تھوڑی دیر بعد ایک شخص بولا تو آپ نے فرمایا، فلاں شخص جو فوت

---

(1) ابوداؤد شریف، کتاب الحدود (2) بخاری شریف، کتاب المغازی

Marfat.com

ہو گیا تھا قرض کی وجہ سے جنت سے دور ہو گیا ہے، یا تو اس کیلئے گریہ زاری کرو یا پھر اس کیلئے فدیہ دو (خیرات کرو) تم چاہو تو اسے عذاب الٰہی سے بچا سکتے ہو [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا ساتھی جنت کے دروازے پر قید ہے"۔ راوی کہتے ہیں کہ شائد آپ نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ قرض کی وجہ سے قید ہے۔ [2]

حدیث ثوبان میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبر، چوری اور قرض، تینوں عیبوں سے بچنے والا، فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا [3]

حدیثِ انس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نماز جنازہ کیلئے میت لائی گئی تو آپ نے وارثوں سے فرمایا کیا اس پر قرض ہے؟ انہوں نے عرض کی ہاں۔ آپ نے فرمایا میرے جنازہ پڑھانے سے کیا فائدہ ہوگا؟ یہ تو قبر میں ہے گروی رکھا جا چکا ہے، اسکی روح آسمان کی طرف نہیں جائیگی۔ اگر کوئی ضامن بن جائے تو میں جنازہ پڑھا دوں گا تا کہ میری نماز اسے فائدہ دیدے گی [4]

کتاب ''من عاش بعد الموت'' میں سیار بن حسن سے ہے، میرے والد اور عبدالواحد بن زید غزوہ کیلئے روانہ ہوئے اور ایک وسیع گہرے کنوئیں کے پاس پہنچ گئے۔ پیاس بجھانے کیلئے ہنڈیا سے رسی باندھ کر کنوئیں میں ڈالی لیکن وہ کنوئیں میں گر گئی۔ انہوں نے ساتھیوں کی رسیاں باہم باندھ دیں اور انہیں پکڑ کر ایک شخص کنوئیں میں گیا، تھوڑا سا نیچے اترا تو کنوئیں سے گائے جیسی آواز آ رہی

---

(۱) مسند امام احمد ۵/۱۱ (۲) مجمع الزوائد ۴/۱۲۸
(۳) ترمذی شریف، کتاب السیر (۴) مجمع الزوائد ۳/۴۰

Marfat.com

تھی۔ یہ سنکر باہر نکل آیا، ساتھی سے کہا، تم نے کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا جیسے تم نے سنا میں نے بھی سنا ہے۔

اس نے مجھے لوہے کا ایک ڈنڈا دیا اور میں پھر کنوئیں میں اتر گیا، اچانک دیکھا تو ایک ایسا آدمی نظر آیا جو پانی کے اوپر تختے پر بیٹھا تھا۔ پوچھا تم جن ہو؟ کہا نہیں، میں انسان ہوں۔ پوچھا آخر کون ہو؟ کہنے لگا میں اہل انطاکیہ سے ہوں جب میں مرا تو میرے رب نے قرض کی وجہ سے مجھے یہاں قید کر دیا تھا میری اولاد انطاکیہ میں ہے، نہ وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور نہ ہی قرض اتارتے ہیں۔

وہ کنوئیں سے باہر آیا اور اپنے ساتھی سے کہا، غزوہ کے بعد غزوہ ہے۔ یہ سلسلہ تو چلنا ہی ہے چنانچہ ساتھیوں کو جانے دو اور خود انطاکیہ روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے اس آدمی کا پتہ پوچھا اور اسکی اولاد کی تلاش کرنے لگے، ایک جگہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم اس کے لڑکے ہیں۔ ہم نے اپنا سامان بیچ دیا ہے، چلو تم بھی ہمارے ساتھ چلو تاکہ قرض اتار آئیں۔ یہ دونوں ان کے ساتھ گئے اور قرض اتارا۔ پھر انطاکیہ سے واپس اسی کنوئیں پر آ گئے اور وہ کسی شک میں پڑنے بغیر اس کنوئیں پر پہنچ گئے لیکن حیران تھے کہ نہ وہاں وہ کنواں تھا اور نہ ہی کوئی اور شے۔ انہوں نے رات وہاں گزاری۔ چنانچہ خواب میں وہی آدمی ملا اور کہنے لگا اللہ تمہیں بہتر جزا دے کیونکہ جب سے قرض اتر گیا ہے اللہ نے میرا مقام وہاں کی بجائے جنت میں کر دیا ہے۔

کتاب المنامات میں ہے زکریا بن حارث کہتے ہیں کہ کسی کو خواب میں محمد بن عباد ملے۔ ان سے پوچھا گیا، قبر میں کیا کچھ ہوا اور اب کہاں ہو؟ تو اس نے کہا مجھ پر

Marfat.com

قرض نہ ہوتا تو میں سیدھا جنت میں جاتا۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ روحیں زمین پر رہتی ہیں لیکن ان قائلین کے بھی کئی اقوال ہیں، چنانچہ ایک فرقہ کہتا ہے کہ ارواح قبروں میں ہوتی ہیں اور یہی وہ قول ہے جو عبداللہ بن الامام احمد نے اپنے گذشتہ سوال میں کیا ہے اور ابنِ حزم نے یہی قول عام اصحابِ حدیث سے نقل کیا ہے۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں، ابن وضاح رحمہ اللہ کا یہی نظریہ تھا، وہ اس حدیثِ نبوی کو دلیل بناتے ہیں جس میں آپ نے قبرستان میں جا کر فرمایا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وہ کہتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان بتاتا ہے کہ ارواح قبروں میں ہوتی ہیں۔

ابن عبدالبر نے اسی نظریہ کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا: شہداء کی ارواح جنت میں اور عام لوگوں کی قبروں میں ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں، سیر کرتی پھرتی ہیں۔

حضرتِ مالک رضی اللہ عنہ سے ہے: فرمایا مجھے پتہ چلا ہے کہ ارواح آزاد ہوتی ہیں جہاں چاہیں جاسکتی ہیں۔

حضرتِ مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دفنِ میت کے بعد ارواح سات دن تک قبروں میں ہوتی ہیں اجسام سے جدا نہیں ہوتیں۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ''جب تم میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو صبح وشام اسے اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اور جہنمی ہے تو جہنم میں اور پھر اسے کہا جاتا ہے قیامت تک تمہارا یہی ٹھکانہ رہے گا۔''

Marfat.com

یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ ارواح جنت میں نہیں ہوتیں بلکہ صبح وشام جنت کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔

لیکن دو وجوہ سے ان کی یہ دلیل قوی نہیں:

ایک یہ کہ اس بات کا احتمال ہے کہ صبح وشام جنت ودوزخ جس روح پر پیش ہوتے ہیں وہ متصل بالبدن ہو اور جنت میں صرف اکیلی روح ہوتی ہو اور جو بشارت اور خوف بدن سے تعلق رکھتا ہے وہ ایسے ہی دو وقتوں میں ہوتا ہو جب روح اس سے متصل ہوتی ہے ہاں جب روح اکیلی ہو تو ہمیشہ نعمت یا عذاب میں رہتی ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے: روح پر پیش ہونے والے جنت ودوزخ تو ابنِ آدم کے مستقل ٹھکانے ہوتے ہیں جن میں انہیں مستقل طور پر ٹھہرنا ہے اور برزخ میں یہ قیام مستقل نہیں ہوتا لہٰذا یہ کیسے ثابت ہوا کہ ارواح مستقل زمین پر ہوتی ہیں اور یہی کچھ حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے واضح ہوتا ہے، ارشاد ہوتا ہے: جب قبر میں مومن کیلئے جنت کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تمہاری منزل ہے تو وہ کہتا ہے، الٰہی قیامت قائم کردے کہ میں اپنے اہلِ ومال کی طرف جا سکوں۔ اب اگر وہ جانتا کہ یہ اس کا مستقل ٹھکانہ ہے تو وہاں سے جانے کی درخواست کیوں کرتا؟

اور رہا سلام براہلِ قبور تو یہ بھی ارواح کے قبروں میں مستقل قیام کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ سلام تو قبورِ انبیاء وشہداء سے بھی کہا جاتا ہے حالانکہ ان کی ارواح تو یقیناً اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود ان روحوں کا تیز ترین رابطے کی بناء پر جسموں سے تعلق ہوتا ہے، اگرچہ اس رابطہ کا اللہ کے سوا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اور اس پر احادیثِ مرفوعہ وموقوفہ بطور گواہ موجود ہیں جیسے عبداللہ بن عمرو بن عاص بتاتے ہیں کہ کہ سونے والا اپنی روح سے عرش پر چڑھ جاتا ہے حالانکہ روح کا بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور پھر وہ روح جاگنے پر فوراً جسم میں عود کر آتی ہے تو پھر بدنوں سے الگ ہوکر روحیں اولیٰ طور پر آسمان کی طرف جاسکتی ہیں اور اسی جلدی سے جسم میں واپس بھی آسکتی ہیں۔ واللہ اعلم

حضرتِ سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے کہا: مومنین کی ارواح زمین کے برزخ میں ہوتی ہیں، جہاں چاہیں جاسکتی ہیں اور کافروں کی روحیں سجین میں ہوتی ہیں۔

حضرتِ سعید بن مسیب سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: مومنین کی ارواح جنت میں جہاں چاہیں جاتی ہیں اور قبل ازیں حضرتِ مالک رضی اللہ عنہ کی روایت آچکی ہے کہ ارواح آزاد ہوتی ہیں، جہاں چاہیں جاسکتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر ورضی اللہ عنہما نے، فرمایا روحِ مومن، جب نکل جاتی ہے تو ایسے شخص کی طرح ہوتی ہے جو قید خانہ میں تھا، پھر نکال لیا گیا پھر ساری زمین اس کیلئے وسیع ہوتی ہے، جہاں چاہے، جائے۔

اب ان حضرات کے دلائل سنئے جو یہ کہتے ہیں کہ ارواح زمین میں ہوتی ہیں۔ وہ حضرتِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں، جو پہلے گذر چکی ہے اور جس میں روحِ مومن کے قبض کرنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ: جب وہ عرش تک پہنچے تو اس کا نام اعلیٰ علیین میں لکھ دیا جاتا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کو اس کے ٹھکانے پر پہنچا دو کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا تھا

Marfat.com

میں نے انہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی میں داخل کرونگا اور اسی سے دوبارہ اٹھاؤنگا، لہٰذا اسے قبر میں بھیج دیا جائے گا۔ پھر باقی حدیث بیان کی۔

اور روحِ کافر کے بارے میں فرمایا'' پھر اسے آسمان کی طرف لیجا کر بند کر دیا جاتا ہے وقت آنے پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے اس بندے کو اس کے مقام پر پہنچا دو کیونکہ میں نے وعدہ کر رکھا ہے کہ میں نے انہیں اسی سے پیدا کیا ہے، اسی میں لے جاؤنگا اور وہیں سے دوبارہ اٹھاؤنگا۔ ایک اور روایت میں یوں ہے: اللہ تعالیٰ فرمائے گا'' میرے بندے کو زمین میں لوٹا دو کیونکہ میں نے اس سے زمین میں لوٹانے کا وعدہ کر رکھا ہے، اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۔[1] یہ آیت بتاتی ہے کہ ارواحِ مومنین زمین میں ہوتی ہیں اور جب ان کے سامنے جنت پیش کی جاتی ہے تو پھر وہ جنت کے سامنے پیش ہونے اور زمین پر اترنے کے بعد آسمان کی طرف نہیں جاتیں۔

صحیح مسلم شریف میں روحِ مومن کے قبض کرنے کی کیفیت کے بیان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ہے: پھر اسے اپنے رب کی طرف اوپر لے جایا جائے گا پھر وہ فرمائے گا'' اسے دو اَجلوں میں سے آخر کی طرف لوٹا دو۔ اور یونہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا کافر کیلئے بھی، حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کافر کی بدبو کا ذکر آیا، تو اپنی ناک مبارک پر کپڑا ڈال لیا۔

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں، فرمایا: بے شک مومن جب قریب المرگ ہوتا ہے تو فرشتے اس کے پاس ایک تھیلی لے کر

---

(۱) سورہ طٰہٰ، آیت ۵۵

Marfat.com

آتے ہیں جس میں کستوری اور ریحان کے پھول ہوتے ہیں۔ پھر روح ایسے نکل جاتی ہے جیسے آٹے سے بال، پھر اسے ملائکہ کہتے ہیں اے اطمینان والے نفس (جان) اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ تم اس سے راضی، وہ تم سے راضی اور جب روح نکل جاتی ہے تو وہ کستوری اس پر ڈال دی جاتی ہے، اس پر چادر لپیٹ دی جاتی ہے اور اسے اعلیٰ علیین کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔

اور کافر جب قریب المرگ ہوتا ہے، اس کے پاس فرشتے بالوں کی چادر لیکر آتے ہیں اور اس کی روح نہایت تکلیف سے نکلتی ہے، اس وقت اسے کہا جاتا ہے اے خبیث جان! نکل جا، اس حال میں کہ تو اللہ تعالیٰ سے مایوس ہے اور اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہے اور تو اللہ کی طرف سے ذلت وعذاب کی سزاوار ہے۔ جب روح نکل جاتی ہے تو اس کی روح انگارے پر رکھ دی جاتی ہے، وہ جل رہی ہوتی ہے اور اس پر بالوں سے تیار شدہ چادر ڈالی جاتی ہے (تاکہ اسے مزید تکلیف دے) اور اسے سجین (دوزخ) کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ ارواح زمین کے ایک خاص مقام پر جمع ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مومنین کی ارواح جابیہ میں اور کفار کی حضر موت کی شور زمین میں جمع ہوتی ہیں، اسے برھوت بھی کہتے ہیں۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمین میں سب سے بُری وادی، حضر موت میں ہے جہاں کفار کی ارواح جاتی ہیں۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، زمین میں وادیٔ حضر موت والا علاقہ اللہ کی ناراضگی کا مقام ہے جسے برھوت کہا جاتا ہے، وہاں کفار کی ارواح ہوتی ہیں، اسی میں

Marfat.com

ایک کنواں ہے جس کا رنگ سیاہ، پانی پیپ جیسا اور وہ جہنم سے نکلتا ہے، کفار کی ارواح اسی میں رہتی ہیں۔

حضرتِ کعب رضی اللہ عنہ نے حضرتِ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو دیکھا، ان کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا، لوگ ان سے سوال پر سوال کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا، ان سے پوچھے کہ ارواحِ مومنین کہاں ہونگی؟ حضرتِ عبداللہ نے فرمایا جابیہ میں اور ارواحِ کفار، برھوت میں۔

حضرتِ ابان بن تغلب کے مطابق ایک آدمی نے بتایا کہ میں نے وادیٔ برھوت میں ایک رات گذاری، ارواحِ کفار جمع تھیں، وہ کہتے تھے اے دومہ! اِس لفظ کی تشریح ایک اہلِ کتاب نے یہ کی کہ دومہ وہ فرشتہ ہے جو کفار پر مقرر ہے۔ (یعنی ارواحِ کفار اس کا نام لیکر چیختی تھیں)

حضرتِ سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضرمیوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا اس میں کوئی شخص ایک رات نہیں کاٹ سکتا۔

حضرت قتادہ نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں لکھا ہے کہ اہلِ برھوت میں سے ایک آدمی نے بتایا، ہم نے تیز بدبو سونگھی ہم کچھ دیر ٹھہرے تو پتہ چلا کہ کفار کا ایک عظیم شخص مر گیا ہے یہ اس کی روح کی بدبو ہے۔

حضرتِ ابنِ عیینہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے ایک آدمی نے بتایا کہ اس نے رات برھوت میں گزاری اور وہاں نئے نئے آنے والوں کی آوازیں سنتا رہا پھر میں نے اھلِ حضرموت کے سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہاں ایک رات گذارنا کسی کی ہمت میں نہیں۔

Marfat.com

حضرت عمرو بن سلیمان بتاتے ہیں، ایک یہودی مر گیا، اس کے پاس کسی مسلمان کی امانت تھی اور اس یہودی کا ایک لڑکا مسلمان تھا، اسے معلوم نہ تھا کہ امانت کہاں پڑی ہے۔ اس نے شعیب جُبائی سے بات کی تو انہوں نے کہا، برھوت کی طرف آؤ، اس کے نیچے تسقیب میں ایک چشمہ ہے جب تم ہفتہ کو جاؤ تو پھرتے پھراتے وہاں ایک چشمہ نظر آئے گا، وہاں اپنے باپ کو آواز دینا، وہ جواب دے گا، تو اپنا مقصد بیان کر دینا۔ مسلم لڑکے نے یونہی کیا، چشمے پر پہنچا اور اپنے باپ کو دو یا تین مرتبہ آواز دی اور پوچھا، وہ امانت کہاں رکھی ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا، دروازے کی دہلیز کے نیچے ہے، لیجا کر یہودی کو دیدو۔

کتاب الحکایات میں حامد بن یحییٰ سے ہے، ہمارے پاس مکہ مکرمہ میں ایک خراسانی آدمی رہتا تھا، لوگ اس کے پاس امانتیں رکھتے اور وہ واپس دے دیا کرتا تھا۔ ایک آدمی نے اس کے ہاں دس ہزار دینار رکھے اور غائب ہو گیا اور پھر مر گیا۔ خراسانی نے ابھی اپنی اولاد کو وہ امانت سپرد نہ کی تھی کہ مر گیا، مرنے سے قبل اس نے وہ امانت ایک مکان میں دفن کر دی تھی۔ چنانچہ امانت لینے کیلئے وہ آدمی واپس آیا اور خراسانی کے لڑکوں سے مطالبہ کیا۔ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس نے علماءِ مکہ کی طرف رجوع کیا، علماء بکثرت تھے، انہوں نے کہا ہمیں تو وہ خراسانی جنتی معلوم ہوتا ہے (کیونکہ امانت دار تھا) اور ہم جانتے ہیں کہ ارواحِ اہلِ جنت زمزم میں ہیں۔ جب رات کا تہائی حصہ گذر جائے تو تم زمزم کے پاس جانا اور ایک کنارے پر بیٹھ جانا، پھر اسے آواز دینا، ہمیں امید ہے، وہ جواب دے گا۔ اگر وہ جواب دے تو اپنا مقصد بتانا۔

چنانچہ آدمی نے ویسے ہی کیا مگر تین مسلسل راتیں آواز دینے کے باوجود،

Marfat.com

جواب نہ آیا وہ پھر ان علماء کے پاس گیا اور بتایا کہ میں تین مرتبہ آواز دے چکا ہوں مگر جواب نہیں آرہا، علماء نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا لگتا ہے وہ جہنمی ہے۔ اب تم یمن چلے جاؤ، وہاں ایک وادی ہے جسے برہوت کہتے ہیں، برہوت میں ارواحِ کفار ہیں، رات ایک طرف بیٹھ جانا اور عین اسی وقت پر آواز دینا جب زمزم پر دی تھی۔

وہ شخص برہوت پہنچا اور رات کے وقت اسے آواز دی اے فلاں بن فلاں! خراسانی نے پہلی ہی آواز پر جواب دیا۔ اس آدمی نے کہا، تباہ ہو جاؤ، تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟ تم تو بھلائی کے کام کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا خراسان میں میرے اہلِ خانہ تھے، میں نے انہیں چھوڑ دیا، اسی پر اللہ نے میری گرفت کی اور مجھے یہاں پہنچا دیا۔ رہا تیرا مال، تو چونکہ مجھے اپنی اولاد پر اعتماد نہ تھا اس لئے میں نے فلاں جگہ پر دفن کر دیا تھا۔

یہ سنکر صاحبِ مال مکہ پہنچا اور عین اسی جگہ سے اسے اپنا مال حاصل کر لیا جہاں اس نے بتایا تھا۔

علماء کے ایک گروہ نے ارواحِ کفار کے برہوت میں ہونے کو ترجیح دی ہے، ان میں ہمارے قاضی ابو یعلیٰ حنبلی بھی ہیں لیکن یہ امام احمد کی نص کے مخالف ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ کفار کی ارواح جہنم میں ہیں۔

اور شاید گہرائی میں برہوت کا کنواں جہنم سے اتصال رکھتا ہو، جیسے بحر میں ہے کہ اس کے نیچے جہنم ہے واللہ اعلم اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کافر کی روح وادئ حضر موت میں ہوتی ہے جو سات زمینوں کے نیچے ثریٰ میں ہے۔

Marfat.com

صفوان بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے عامر بن عبداللہ یمانی سے پوچھا کہ کیا مومنوں کی روحیں کہیں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا اِنَّ الْاَرْضَ الَّتِیْ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ [1] میں جس زمین کا ذکر ہے، یہ وہی زمین ہے جہاں ارواحِ مومنین جمع ہو کر رہتی ہیں، اور محشر کی طرف اٹھائے جانے تک وہیں رہیں گی۔

کتاب من عاش بعد الموت میں عبداللہ نامی ایک شخص نے بتایا کہ وہ اور اس کی قوم کے چند افراد دریا میں سوار ہوئے۔ کئی دنوں تک اندھیرے ہی میں سفر کرتے رہے، آخر کار تاریکی چھٹ گئی، دیکھا تو ایک بستی کے قریب پہنچ چکے تھے۔ عبداللہ نے کہا میں کشتی سے اترا اور پانی تلاش کرنے لگا۔ جس دروازے پر جاتا، بند ہوتا، سبھی دروازے بند تھے، ہوا تیز تھی، میں آوازیں دے رہا تھا لیکن جواب نہیں آ رہا تھا، اچانک دیکھا کہ دو گھوڑ سوار ہمارے پاس آ گئے، جن کے نیچے سفید چادریں تھیں۔ انہوں نے رک کر مجھ سے پوچھا، کیا بات ہے؟ میں نے دریا کا سارا واقعہ سنایا اور بتایا کہ شدتِ پیاس کی بناء پر پانی تلاش کر رہا ہوں، دونوں مجھے کہنے لگے، اے اللہ کے بندے! اس گلی میں چلے جاؤ۔ اندر جا کر تم ایک حوض دیکھو گے جس میں پانی ہوگا، وہاں سے پی لینا اور یاد رکھو، خوف نہیں کھانا۔

میں نے ان دونوں سے پوچھا، یہ مکان کیوں بند ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ ان میں مردوں کی روحیں ہیں۔

میں چل پڑا اور اس چشمہ پر پہنچ گیا، اچانک دیکھا تو اس میں ایک آدمی نظر آیا، اس کے گلے میں پھندا تھا، وہ ہاتھ سے پانی لینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پانی تک اس

---

(1) سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۵

Marfat.com

کا ہاتھ نہیں پہنچ رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی بولا، اے اللہ کے بندے! مجھے پانی پلا دو۔ میں نے اسے پلانے کیلئے پانی کا پیالہ بھرا، اسے دینے لگا تو کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر مجھے کہا اپنا عمامہ بھگو کر میری طرف پھینک دو۔ میں نے عمامہ بھگویا اور جب اسکی طرف پھینکنے لگا تو پھر کسی نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ میں نے اس آدمی سے کہا اے اللہ کے بندے! میں نے دو مرتبہ کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوا۔ تم کون ہو؟ کہنے لگا، میں آدم کا بیٹا ہوں۔ سب سے پہلے قتل میں نے ہی کیا تھا۔

ابو نعیم کی روایت کے مطابق عبدالرحمٰن بن زید نے بتایا۔ ایک آدمی کشتی پر سوار کہیں جا رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی۔ اس نے ایک لکڑی کا سہارا لیا اور ایک جزیرے میں پہنچ گیا۔ دریا سے نکل کر چلنے لگا۔ اچانک ایک آدمی دیکھا، اس کے ساتھ ساتھ جاتے ہوئے وہ ایک وادی میں پہنچا، اس نے دیکھا تو زنجیروں میں جکڑا ایک آدمی نظر آیا۔ اُس کے اور پانی کے درمیان بالشت بھر فاصلہ تھا۔

مجھے دیکھا تو کہنے لگا، اللہ تجھ پر رحم فرمائے، مجھے پانی پلاؤ۔ میں نے ہتھیلی بھر پانی لیا تو اس نے زنجیر اٹھائی، پانی چلا گیا، میں نے تین چار مرتبہ یوں کیا مگر ہر بار ایسے ہی ہوا، ناچار میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ تو اس نے کہا میں آدم کا وہ بیٹا ہوں جس نے قتل کیا تھا۔ اللہ کی قسم اُس وقت سے لیکر آج تک ظلم کی بناء پر جو بھی قتل ہوتا ہے، مجھے اس کا عذاب ہوتا ہے کیونکہ قتل کی بنیاد میں نے ہی رکھی تھی۔

کتاب الرھبان میں عصمت العبادانی نے کہا میں جنگل میں پھر رہا تھا۔ کہ ویرانے میں ایک گرجا دیکھا، جس میں راہب بیٹھا تھا، میں نے اسے آواز دی تو وہ میری طرف لپکا۔ میں نے پوچھا تجھے کھانے کو کہاں سے ملتا ہے؟ اس نے کہا، ایک ماہ

Marfat.com

کی مسافت سے۔ میں نے کہا مجھے یہاں کی کوئی تعجب خیز بات بتاؤ، اس نے کہا ایک دن میں عظمتِ خداوندی اور اسکی قدرت میں سوچ بچار کررہا تھا کہ میں نے ایک بڑا سفید پرندہ دیکھا جو شترمرغ جیسا تھا، وہ اُس پتھر پر گرا (ہاتھ کے اشارے سے مجھے وہ پتھر دکھایا) وہاں اس نے قے کرتے ہوئے سر نکال کر پھینکا، پھر پاؤں نکالا، پھر پنڈلی نکالی اور جیسے جیسے وہ اپنے پیٹ سے نکالتا جاتا فوراً اعضا جڑتے جاتے اور یہ کام بجلی جیسی تیزی سے ہورہا تھا، (جب مکمل ایک انسان بن گیا تو اس نے دیکھا) وہ اٹھنے لگتا تو وہ پرندہ اسے چونچ مارتا جس سے وہ پھر بکھر جاتا اور یہ جانور اسے کھانے لگتا۔ اسی حالت پر اسے کئی دن گذر گئے۔ میں اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت تعجب کرنے لگا اور مجھے اللہ کی عظمت پر پختہ یقین ہوگیا۔ میں نے جان لیا کہ ان جسموں میں بھی زندگی ہے (کیونکہ وہ اعضا کو جڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا) حالانکہ وہ بے جان نظر آتے تھے۔

میں نے اس سے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کی تو اس نے کہا میں عبداللہ بن ملجم، قاتلِ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہوں۔ اللہ نے اس فرشتے کو حکم دے رکھا ہے کہ مجھے قیامت تک عذاب دیتا رہے۔ میرے (راہب) دریافت کرنے پر جانور نے بتایا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حکم فرمایا کہ میں اسکے جسم کو وہاں لیجاؤں جہاں سیاہ سمندر کا جزیرہ ہے اور جس میں دوزخیوں کی کھوپڑیاں ڈالی گئی ہیں اور تب سے میں اسے عذاب دے رہا ہوں۔

تاریخ ابن النجار میں ہے کہ اسمٰعیل ۳۱۰ھ میں یوسف بن ابوالتیاح کے ساتھ سنباط کے شہروں کی طرف گئے جبکہ اس نے انہیں فتح کرلیا تھا، سنباط نے ان کی محفل میں شرکت کی اور ایک راہب کا نام لیکر اس سے روایت کی، یوسف نے راہب

Marfat.com

کو بلایا تو جھکتے ہوئے راہب نے بتایا کہ ایک بادشاہ نے اسے سمندر کے ایک الگ تھلگ جزیرے میں بھیج دیا تو میں نے ایک دن پرندہ دیکھا اور پھر اسی سے ملتی جلتی حکایت بیان کی۔

یہ واقعہ ایک اور طرح سے بھی بیان کیا گیا ہے، ''السد امیات'' میں ابو محمد عبدالرحمٰن بن عمر البزّاز کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر محمد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس ایک پردیسی بوڑھا آیا اور بتایا کہ میں کئی سال تک نصرانی مذہب میں رہا اور اپنے گرجا میں عبادت کرتا رہا، ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سامنے گدھ کی طرح کا ایک پرندہ آیا، اور پھر حکایت بیان کر دی۔

یہ اور ایسی حکایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ارواح ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتی رہتی ہیں، ان سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ زمین کے کس مقام پر ٹھہرتی ہیں۔ واللہ اعلم

اسی کی تائید میں وہ واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے حضرت ابی بن کعب کی طرف لکھا اور دریافت کیا کہ اہلِ جنت و دوزخ کی روحیں کہاں ملاقات کرتی ہیں؟ تو انہوں نے بتلا بھیجا کہ ارواحِ اہلِ جنت تو جنگل میں ہوتی ہیں اور ارواحِ کفار حضر موت میں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ ارواح کے عند اللہ ہونے کا قائل ہے

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ارواح اللہ کے پاس اپنے وعدے کا انتظار کر رہی ہیں کہ کب قیامت برپا ہو (اور انہیں اٹھایا جائے)

Marfat.com

ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ ارواح حضرت آدم علیہ السلام کے اردگرد ہوتی ہیں

اس کیلئے بخاری اور مسلم نے حضرتِ ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھل گئی۔ آگے آتا ہے "جب چھت کھلی تو ہم آسمانِ دنیا پر جا پہنچے۔ اچانک ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا، اس کے دائیں بائیں تکیے لگے ہوئے ہیں، وہ دائیں دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور بائیں دیکھ کر روتا ہے۔ اس نے مرحبا کہتے ہوئے ہمارا استقبال کیا۔ میں نے جبریل سے پوچھا، یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف والے جنتی اور بائیں والے جہنمی ہیں لہٰذا جب دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں...... [1]

اس روایت کا ظاہر یہ بتاتا ہے کہ ارواحِ کفار بھی آسمان میں ہیں حالانکہ اس میں اِس آیت مبارکہ کی مخالفت پائی جاتی ہے اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ [2] (جن لوگوں نے ہماری آیات جھٹلائیں اور کبر کی بناء پر ان سے منہ پھیرا، ان کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے)

یونہی حدیث براء اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما وغیرہ میں بھی اسکی مخالفت پائی جاتی ہے، روایت یہ ہے: "آسمان روحِ کافر کیلئے نہیں کھولے جائیں گے اور کافر کو پچھاڑ دیا جائے گا"

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الصلوٰۃ (۲) سورہ الاعراف، آیت ۴۰

Marfat.com

حالانکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ہے

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ [1] (جو اللہ سے شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گرا ہے، اسے پرندے اچک لیں گے یا ہوا اُسے دور کسی مکان میں جا گرائے گی)

اِسی بناء پر بعض علماء نے اس کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ وہ ارواح جو حضرتِ آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں تھیں وہ ان کے ایسے بچوں کی ارواح تھیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے تھے اور یہ دلیل نہایت کمزور ہے اور پھر مزید یہ کہ بعض علماء کا قول یہ بھی ہے کہ ارواح، اجسام سے قبل پیدا نہیں ہوئیں۔

ہاں حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ اشکال پورے کا پورا زائل ہو جاتا ہے، حدیث (کا بقیہ حصہ) یوں ہے: پھر فرشتہ مجھے پہلے آسمان پر لے گیا، دروازہ کھولا گیا اور پوچھا گیا کون ہو؟ کہا میں جبریل ہوں، پھر پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' فرشتوں نے کہا انہیں منگوایا گیا ہے؟ تو کہا ''ہاں'' فرشتے نے کہا بھائی اور خلیفہ کو مرحبا بھائی اور خلیفہ دونوں کتنے اچھے اور خوب ہیں۔ آقا اندر تشریف لے گئے، دیکھا کہ اندر ایک مکمل انسان بیٹھا ہے، عام لوگوں کی طرح اس کا جسم کسی طرح بھی ناقص نہیں، اس کی دائیں طرف ایک دروازہ ہے جس سے خوشبو نکل رہی ہے اور اس کی بائیں طرف دروازے سے گندی ہوا نکل رہی ہے، جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا اور غمگین ہوتا ہے۔ اس کی داہنی طرف والا جنت کا دروازہ ہے، جب وہ اپنی اولاد کو جنت میں

---

(۱) سورہ الحج، آیت ۳۱

Marfat.com

جاتا دیکھتا ہے تو بہت خوش ہوتا ہے۔ بائیں طرف جہنم کا دروازہ ہے، جب اولاد کو جہنم میں جاتا دیکھتا ہے تو روتا اور غمگین ہوتا ہے............ آگے حدیث جاری ہے۔

اس پوری حدیث کو بزاز نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔ اس میں واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ حضرتِ آدم کی ذریت کی ارواح جنت اور دوزخ میں ہیں، اور یہ کہ وہ اہلِ جنت کو اپنے دائیں جانب والے دروازے سے دیکھتے ہیں اور اہلِ نار کو اپنی بائیں جانب والے دروازے سے دیکھتے ہیں.......... روایت یہ نہیں بتاتی کہ جنت اور دوزخ آسمان دنیا پر ہیں بلکہ اس سے تو پتہ چلتا ہے کہ حضرتِ آدم علیہ السلام آسمانِ دنیا پر ہیں اور ان کیلئے جنت و دوزخ کے دروازے کھلتے ہیں جن سے وہ اپنی اولاد کی ارواح دیکھتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ کو نماز کسوف میں دیکھا تھا اور وہ زمین میں ہیں حالانکہ جنت زمین میں نہیں۔ روایت یہ بھی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت و دوزخ کو معراج کی رات آسمان پر دیکھا حالانکہ دوزخ آسمان پر نہیں۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث سے بھی اسی کی شہادت ملتی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی، حدیثِ اسراء میں آسمانِ دنیا کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے: ''میں نے ایک آدمی دیکھا جسے جب سے پیدا کیا گیا، اسی حالت پر ہے، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ اچانک اس کے سامنے اس کی اولاد کی ارواح پیش کی گئیں۔ جب کوئی پاکیزہ اور خوشبودار روح آتی تو فرماتے (اسے اعلیٰ علیین میں لکھ دو اور اگر کافر کی روح دیکھتے تو کہتے خبیث روح ہے) اسے سجین میں لکھ لو۔ پھر میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ جواب دیا آپکے باپ آدم ہیں۔ (پھر مزید حدیث بیان کی)

Marfat.com

تو اس حدیث میں بتایا جا رہا ہے کہ حضرتِ آدم علیہ السلام کے سامنے ان کی اولاد کی روحیں آسمان دنیا پر پیش کی گئیں اور پھر وہ حکم دے رہے ہیں کہ انہیں علیین یا سجین میں لکھ دو تو پتہ چلا کہ ارواح کا مستقل ٹھکانہ آسمان دنیا نہیں ہے۔

ابنِ حزم کا تبصرہ

ابنِ حزم کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کی تمام ارواح، جسموں سے قبل پیدا کر دیں اور انہیں برزخ میں رکھا اور برزخ اس مقام پر ہے جہاں عناصر موجود نہیں یعنی جہاں نہ پانی ہے، نہ ہوا ہے اور نہ آگ اور جب اللہ نے جسم بنادیئے تو وہ روحیں اس میں ڈال دیں پھر جب انہیں موت دیتا ہے تو برزخ میں بھیج دیتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ المعراج کو پہلے آسمان پر دیکھا، نیک بختوں کی روحیں حضرتِ آدم علیہ السلام کی دائیں طرف تھیں اور بدبختوں کی بائیں طرف اور یہ بھی ایسے مقام پر جہاں عناصر کا وجود نہیں اور انبیاء شہداء کی روحیں جنت میں ہیں۔

ابنِ حزم نے مزید کہا: محمد بن نصر مروزی نے، اسحاق بن راھویہ سے نقل کیا اسحاق وہی بات کہتے ہیں جو ہم نے کہی، وہ کہتے ہیں کہ اس پر اہلِ علم کا اجماع ہے۔ اور یہ جمیع اہلِ اسلام کا قول ہے حالانکہ جمیع اہلِ اسلام کا قول کیسے ہوسکتا ہے۔ ان کے کلام سے تو پتہ چلتا ہے کہ ارواح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات آسمانِ دنیا کے نیچے دیکھا حالانکہ حدیث یہ بتاتی ہے کہ آپ نے آسمان کے اوپر دیکھا اور ابنِ حزم محمد بن نصر کی اسحاق بن راھویہ سے مروی روایت سے اس پر روشنی نہیں پڑتی جو ابنِ حزم کہہ رہے ہیں اور اس کی ایک وجہ ہے، محمد بن نصر نے اسحاق بن راھویہ

Marfat.com

سے اہلِ علم کا اجماع روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم کو انکی پشت مبارک سے اس وقت نکالا تھا جب ان کے جسم پیدا نہیں کئے گئے تھے، پھر انہیں قوتِ گویائی دی اور اپنی ذات پر گواہ بنایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا ، (1) اور اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا اور اس سے ابنِ حزم کی اس بات پر روشنی نہیں پڑتی جو انہوں نے استقرارِ ارواح کے بارے میں بتائی ہے بلکہ اس سے تو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ ارواح اپنے حال پر باقی ہیں بلکہ بعض احادیث میں تو یہ ہے کہ اس نے روحوں کو پشتِ آدم میں واپس کر دیا۔ پھر اسحاق وغیرہ نے کہا کہ ارواح کا ٹھکانہ وہاں ہے جہاں عناصر کا وجود نہیں، بلکہ یہ مسلمانوں کی کلام ہی نہیں ہوسکتی، یہ تو فلاسفہ کی کلام معلوم ہوتی ہے۔

ابنِ جریر طبری کتاب الادب میں بتاتے ہیں کہ سلمان نے عبداللہ بن سلام سے کہا اگر تو پہلے فوت ہو جائے تو مجھے بتانا کس سے ملاقات ہوئی اور کیا کچھ ہوا اور اگر میں پہلے فوت ہو گیا تو تجھے سب کچھ میں بتاؤں گا۔ لوگوں نے عبداللہ سے کہا: اے عبداللہ! تم کیسے اطلاع دو گے حالانکہ تم فوت ہو گئے ہو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ایسی کوئی روح نہیں جو جسم سے نکالی جائے اور وہ زمین وآسمان کے درمیان نہ ہو حتٰے کہ ایک دن اسے اسی جسم میں لوٹا دیا جائے گا جس سے وہ نکلی تھی۔ یہ بھی مدعا ثابت نہیں کرتی۔

متکلمین کے ایک گروہ سے حکایت ہے اور اسی طرف قدیم فقہاءِ اندلس کا رجحان ہے، جن میں عبدالاعلیٰ ابن وہب بن محمد بن عمر بن لبابہ ہیں اور متاخرین میں

(1) سورہ الاعراف، آیت ۱۷۲

Marfat.com

سہیلی اور ابو بکر بن العربی جیسے علماء ہیں۔ ابو الولید بن الفرضی نے تاریخ اندلس میں لکھا کہ مجھے سلیمان بن ایوب نے بتایا، انہوں نے محمد بن عبد الملک بن ایمن سے ارواح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ محمد بن عمر بن لبابہ اس طرف گئے ہیں کہ وہ مرجاتی ہیں، میں نے کہا آپ نے ان سے پوچھا تھا؟ کہنے لگے عبد الاعلیٰ بن وہب اسی طرف گئے ہیں جیسے ابن ایمن نے کہا ہے، میں نے کہا کہ عبد الاعلیٰ نے معتزلہ کی کتابیں پڑھی ہیں اور متکلمین کے کلام میں نظر دوڑائی ہے کہنے لگے میں تو عبد الاعلیٰ کی تقلید کرتا ہوں۔

روح وبدن کے مرنے پر ان کے قائلین نے آیت **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** [1] سے استدلال کیا ہے اور یہ بالکل درست ہے جیسے اللہ نے خبر دیدی ہے، اس میں کوئی بھی شک نہیں صرف اس کا مفہوم سمجھنے میں توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ آیت میں "نفس" سے مراد روح اور بدن کا مجموعہ ہے ان آیات میں دیکھئے کہ نفس سے مراد "مجموعہ روح وبدن ہے"

۱. **وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا، فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا.** [2]
ارشادِ الٰہی میں ہے: "اور نفس کی قسم اور جسے اس نے برابر بنایا۔"

۲. **فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ.** [3]
اور تم اپنے آپ کو پاک صاف نہ بناؤ۔

۳. **وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ.** [4]
اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔

---

(۱) سورہ آل عمران، آیت ۱۸۵ (۲) سورہ الشمس، آیت ۷، ۸
(۳) سورہ النجم، آیت ۳۲ (۴) سورہ النساء، آیت ۲۹

Marfat.com

۴. كُلُّ نَفْسٍ م بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ'' [1]

ہر شخص اپنے کئے میں گروی رکھا ہوا ہے۔

۵. يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا . [2]

اس دن ہر نفس (انسان) آئے گا، اپنے نفس کی طرف سے جھگڑے گا۔

اور اسی سلسلہ میں حدیث پاک ہے کوئی ایسا نفس (روح و جسم کا مجموعہ) نہیں جسے اللہ نے پیدا نہیں فرمایا [3] اور حضور علیہ السلام کا دوسرا فرمان: آج ایسا کوئی نفس (شخص) نہیں جو سو سال گذرنے پر زندہ رہے [4] (دونوں مقام پر نفس سے مراد روح و جسم کا مجموعہ ہے)

مزید ایک روایت ہے ''نہیں آئے گا زمین پر سو سال کہ اس دن آج کا کوئی نفس زندہ رہ جائے'' [5] اس سے مراد زندہ لوگوں کی موت ہے جو اس دن موجود ہیں اور بدن سے روحوں کے الگ ہو جانے کا ذکر ہے، سو سال قبل سے، یہ مراد نہیں کہ ان کی روحیں نہیں ہونگی، نیست و نابود ہو جائیں گی، یونہی فرمانِ الٰہی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سے مراد یہ ہے ہر مخلوق جس میں زندگی ہے، وہ موت کا ذائقہ چکھے گی اور اس کی روح جسم سے الگ ہو جائے گی اگر اس سے وہ یہ دلیل قائم کریں کہ وہ معدوم ہو جائے گی تو یہ درست نہیں۔

اس ساری بحث کے متعلق علماء نے بیزاری کا اظہار کیا ہے حتیٰ کہ سحنون بن سعید وغیرہ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ یہ اہلِ بدعت کا قول ہے حالانکہ روحوں کے

---

(۱) سورہ المدثر، آیت ۳۸ (۲) سورہ النحل، آیت ۱۱۱

(۳) بخاری شریف، کتاب التوحید (۴) مسلم شریف، کتاب فضائل الصحابہ (۵) مسلم شریف، کتاب فضائل الصحابہ

Marfat.com

بدنوں سے الگ ہونے کے بعد باقی رہنے کے متعلق بہت سی نصوص ہیں جو روح کے معدوم ہونے کا نظریہ باطل قرار دیتی ہیں۔ البتہ بعض متاخرین علماء نے بتایا کہ ارواح پہلی صورِ اسرافیل کے وقت فوت ہو جائیں گی اور انہوں نے یہ دلیل دی ہے: وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ [1] (صور میں پھونکا جائیگا تو آسمانوں اور زمین میں رہنے والے بیہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے۔"

اور دوسرے علماء نے اسے رد کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو پہلے نہیں مرے تھے، وہ مریں گے۔ لیکن سلف صالحین علماء سے وارد ہے کہ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ کے ذریعے شہداء کو الگ کیا جا رہا ہے (یعنی وہ نہیں مریں گے) یہ روایت حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے جسے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور یہ طویل حدیثِ طور میں ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے شہداء کی وہ حیات ہے جس میں زندہ لوگ شریک ہیں اور یونہی انبیاءِ کرام کے متعلق بتایا گیا ہے۔

اور اسی پر علماء کے ایک گروہ (جس میں البیہقی اور قرطبی بھی ہیں) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ والی آیت کے بارے میں فرمان کو محمول کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے: میں سب سے پہلے اٹھایا جاؤں گا، میں دیکھوں گا کہ موسٰے علیہ السلام عرش کو تھامے ہوئے ہیں،: میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس

---

(۱) سورہ الزمر، آیت ۶۸

Marfat.com

وقت یہ عظمت کس وجہ سے ملی، یا تو طور میں آپ کے تجلی الٰہی دیکھ کر گرنے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ آپ مجھ سے قبل مبعوث ہوئے تھے اور ایک روایت میں ہے "یا وہ ان لوگوں سے ہونگے جنہیں اللہ نے موت سے مستثنیٰ کر دیا ہے" اور یہ وجہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی شہداء کی زندگی سے بلا شبہ اکمل ہے لہٰذا اُنہیں بھی زندوں کے حکم میں شامل کیا اور وہ اس وقت (صور کے وقت) زندہ لوگوں کے ساتھ یہ مرحلہ گزاریں گے، انہیں صرف غشی سی ہوگی، موت کے صعقہ (بیہوش ہو کر گرنے) کے مرحلہ سے نہ گزریں گے مگر آپ نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام سے اظہارِ تردد فرمایا کہ وہ گرے یا ان لوگوں میں تھے جنہیں اللہ نے مستثنیٰ کر دیا اور وہ نہیں گرے کہ طور پر گرنے کا مرحلہ گذار چکے تھے لیکن اس دلیل کی بناء پر لازماً ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اٹھائے گئے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سارے واقعہ میں "تردد" کا کیا معنیٰ ؟

حیاتِ شہداء کا دوسروں سے فرق

شہداء اور اہلِ جنت مومنین کی حیات کا فرق دو وجہ سے ہے:۔

ا۔ایک فرق یہ ہے کہ ارواحِ شہداء کیلئے جسم پیدا کئے جائیں گے یا وہ جسم وہی پرندے ہونگے جن کے سینوں میں انہیں رکھا جائے گا تا کہ ان کے ساتھ ان کی نعمتیں مکمل ہوسکیں اور وہ ان روحوں کی نعمتوں کے لحاظ سے کامل ہو جائیں جو جسم سے الگ ہونے کی بنا پر جسم کا خلاء پر سکیں کیونکہ انہوں نے اپنے بدن تو فی سبیل اللہ قتل ہو کر ختم

Marfat.com

کروائے لہٰذا ان جسموں کی جگہ برزخ میں انہیں نئے پیدا شدہ جسم دیدیے جائیں گے۔

۲۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ شہداء کو جنت سے رزق ملتا ہے جبکہ دوسرے مومنین کیلئے اس کا ثبوت نہیں ملتا ان کے متعلق تو یہ آتا ہے کہ وہ جنت کے درخت سے لٹکائے جائیں گے یا یہ آتا ہے کہ وہ درخت سے پھل کھائیں گے۔

متکلمین کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ روح عرض ہے اور یہ موت کے بعد باقی نہیں رہتی (اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نعمت و عذاب کیسے ہوگا) تو انہوں نے بعد الموت روحوں کے نعمت و عذاب ملنے کی دو ممکن صورتیں بتاتی ہیں:۔

ا۔ ایک یہ کہ عرض (جسے زندگی کہتے ہیں) بدن کی کسی ایک جزو میں لوٹائی جاتی ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ وہ روح کسی اور بدن میں پیدا کی جاتی ہے۔

اور یہ دوسرا امر باطل ہے کیونکہ اس صورت میں یہ لازم آئیگا کہ بدنِ میت کے علاوہ کسی اور بدن کو عذاب ہو اور پھر یہ روح بھی تو اس اصل میت کی روح نہیں کہلائے گی۔ اس صورت میں نہ وہ بدن ہوگا جسے عذاب ہونا تھا اور نہ ہی وہ روح ہوگی جس کے ساتھ بدن کو عذاب ہونا تھا اور نہ ہی اصلی روح و بدن کو ممکن انعام مل سکے گا اور یہ سب باطل ہے۔

یونہی پہلا امر بھی باطل ہے کیونکہ ایسی نصوص ملتی ہیں جو بتاتی ہیں کہ بدن سے جدا ہو کر روح باقی رہتی ہے۔ یہ نصوص بکثرت ہیں اور کچھ پہلے گذر بھی چکی ہیں۔

بعض علماءِ کرام نے روح کے فنا ہونے اور اس پر موت طاری ہونے کی دلیل

Marfat.com

وہ حدیث بتائی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپ قبرستان تشریف لیجاتے تو فرماتے ''تم پر سلام ہو اے فانی روحو! اور بوسید جسم والو، اور گلی ہڈیوں والو! تم دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلی ہو، اے اللہ! ان پر اپنی طرف سے سکون وآرام اور ہماری طرف سے سلام نازل فرما۔''

میں کہتا ہوں یہ ایسی حدیث ہے جس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہوا، راوی عبدالوہاب غیر معروف ہے، اور دوسرا راوی حبّان ضعیف ہے اور اگر اس حدیث کو (شرائط کے ساتھ) صحیح بھی مان لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ روحیں نظر آنیوالے جسموں سے چلی گئی ہیں (یعنی فانی ہوگئی ہیں) جیسے فرمانِ الٰہی ہے ''زمین پر موجود ہر شے فنا ہونیوالی ہے''......اور بعض بدن باقی ہوتے ہیں جیسے انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بدن اور یہ بات طے ہے ان کی روحیں جسموں سے الگ ہو جاتی ہیں۔

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ ارواح جسموں سے الگ ہوکر کہاں ہوتی ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا۔ بتاؤ جب چراغ بجھ جاتا ہے تو کہاں جاتا ہے؟ یونہی جب نظر ختم ہوتی ہے تو آنکھ کہاں جاتی ہے، یونہی مریض کا گوشت حالت مرض میں کہاں جاتا ہے؟ اس پر حاضرین نے کہا ہمیں معلوم نہیں کہ یہ سب کچھ کہاں جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا یونہی ارواح کا معاملہ ہے۔

یہ روایت ابنِ عباس سے ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

دسواں باب

اہلِ قبور پر قبر کی تنگی اور ظلمت کا ذکر، زندہ لوگوں کی دعا سے اہلِ قبور کو روشنی ملنے کا ذکر، میت کو زندہ لوگوں کی دعاؤں کی حاجت کا ذکر اور میت کے دعاؤں کی انتظار کا ذکر

بابِ دوم میں گذر چکا ہے کہ قبر کہتی ہے میں اندھیروں کا گھر ہوں، میں تنگی کا گھر ہوں، ہاں ان تکالیف سے وہ بچتا ہے جسے اللہ اپنے کرم سے نواز دے۔

سلیم بن عامر نے کہا کہ بابِ دمشق پر ہم ایک جنازہ کیلئے پڑھنے گئے، ہمارے ساتھ ابوامامہ باہلی بھی تھے۔ جب نماز جنازہ پڑھی گئی اور لوگوں نے دفن کرنا شروع کیا تو ابوامامہ نے کہا تم صبح وشام ایسے مقام پر آتے ہو جہاں تمہیں نیکیاں یا بدیاں ملتی ہیں اور (قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا) ایک دن آپکو بھی یہاں آنا ہے، یہ مقام تنہائی ہے، تاریکی کا گھر ہے اور تنگی کا مقام ہے ہاں اللہ کرم فرمائے تو اور بات ہے، پھر یہاں سے بروزِ قیامت تمہیں منتقل کیا جائیگا۔

سلمہ بن سعید کہتے ہیں کہ ہشام الدستوائی موت کو یاد کر کے کہتے، اللہ تعالیٰ قبر، ظلمت قبر اور وحشت قبر کی تکلیف سے بچائے (جب وہ فوت ہو گئے تو) ایک دن ان کا ایک ساتھی ان کی قبر کے قریب سے گذرا اور کہا اے ابوبکر! اللہ کی قسم میں ایک بھیانک مقام پر آ گیا ہوں۔

ھشام دستوائی کی بیوی سے روایت ہے کہ چراغ بجھ جانے پر ہشام پر غیر معمولی کیفیت طاری ہو جاتی ایک دن میں نے کہا، آپکی یہ حالت کیوں ہو جاتی ہے؟

Marfat.com

کہا، مجھے قبر کا اندھیرا یاد آتا ہے اور پھر کہا اگر مجھ سے پہلے والے کسی شخص کی یہ حالت ہوتی تو میں اسے وصیت کرتا کہ میرے مرنے پر مجھے میرے گھر کی ایک جانب دفن کر دیا جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ تھوڑی ہی دیر میں وہ فوت ہو گئے۔ پھر ان کا دوست قبر کے قریب سے گذرا تو اسے کہا اے ابوبکر! میں ایک بھیانک مقام پر آ گیا ہوں۔

ہشام فردوسی کی لونڈی جمعہ نے کہا، جب ہشام کسی کے جنازہ سے واپس آتے تو رات کا کھانا نہ کھاتے اور ایسے گھر میں سوتے جہاں چراغ جل رہا ہوتا۔ ایک دن ان کا چراغ بجھا دیا گیا تو آپ مارے ڈر کے بھاگ کر باہر نکل آئے۔ کہا گیا کیا ہوا تو کہا مجھے قبر کی تاریکی یاد آ گئی۔

خالد بن خِداش کہتے ہیں میں اشیم بلخی کے پاس بیٹھتا، وہ قتیبہ کے چچا اور آنکھوں سے نابینا تھے، قبر کی باتیں سناتے اور کہتے ہائے قبر میں تنگی اور تاریکی کا کیا بنے گا، اس وقت میں کیا کرونگا اور پھر ان پر غشی طاری ہو جاتی پھر سنبھلتے تو پھر باتیں سنانے لگتے، حالت پھر وہی ہو جاتی، ایسے کئی بار ہوتا حتے کہ کھڑا ہو جاتے۔

وہیب بن ورد بتاتے ہیں کہ ایک دن ابنِ مطیع نے اپنے گھر کی طرف دیکھا، بڑا خوبصورت لگا تو دیکھ کر رونے لگے، پھر کہا، اللہ کی قسم اگر موت نہ ہوتی تو میں تجھے دیکھ کر خوش ہوتا رہتا، موت نہ ہوتی تو دنیا کے نظاروں سے آنکھیں ٹھنڈی رکھتا اور پھر خوب بلند آواز سے روئے۔

فضیل بن عیاض نے فیض بن اسحاق سے کہا، اگر دنیا میں تمہیں عیش و عزت ملے اور پھر قبر کے وسیع کرنے کے وعدے پر تمہیں دنیا چھوڑنے کو کہا جاتا تو تم کیا کرتے؟ فضیل نے کہا، کیا تم فوت ہو کر اپنے گھر اور مال سے نہیں نکلو گے اور اکیلے قبر

Marfat.com

اور اس کی تنگی نہیں دیکھو گے (یعنی فوت ہونے کے بعد جیسے تم کرتے ہو، میں بھی وہی کرونگا)؟ پھر یہ آیت پڑھی "فَمَالَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّ لَا نَاصِرٍ" تب نہ قوت ہوگی اور نہ کوئی مددگار" پھر فضیل نے کہا، اگر تم میری بات نہیں سمجھ سکے تو زمین پر چلنے والا تیرے جیسا احمق کوئی نہیں ہے۔

محمد بن حرب مکی کہتے ہیں ہمارے پاس ابوعبدالرحمٰن عمری آئے، ہم ان کے پاس بیٹھے، اہلِ مکہ کے نامور لوگ بھی آئے تو اس نے کعبہ کے گرد اونچے مکان دیکھ کر بلند آواز سے کہا "اے مضبوط محلوں والو! قبر کی اس تاریکی کا خیال کرو جو وحشتناک ہے، اے نعمتیں رکھنے والو اور لذت حاصل کرنیوالو! ان کیڑوں، پیپ اور جسموں کے گلنے کو یاد کرو جو قبر میں ہونگے، اور پھر یونہی کہتے ہوئے نیند کے غلبہ کی وجہ سے سو گئے۔

کتاب العزلہ میں ہے، ایک آدمی نے کہا، میں مصیصہ میں ایک آدمی کے پاس گیا، اس کے گھر پیالے میں کچھ سامان تھا، میں نے کہا، کیا اس سے تمہارا دل تنگ نہیں ہوتا اور رونے لگا پھر کہا جب قبر اور اسکی تنگی پیشِ نظر ہو تو میرے لئے یہی بہت دکھائی دیتا ہے اور میں ہر شے سے غافل ہو جاتا ہوں۔

سعید بن عبدالعزیز، سلیمان خواص کے پاس گئے جو اندھیرے میں بیٹھے ہوئے تھے، انہیں دیکھ کر کہا اندھیرے میں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا، قبر کی ظلمت اس سے بھی زیادہ ہوگی۔

ابوالمضرجی کہتے ہیں، میں جنگ کے لئے نکلا اور رات کے وقت شام کے قلعہ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ قلعہ کا دروازہ بند ہے اور اس کے دروازے پر ایک قبر ہے۔ میں نے قبر کے پاس رات گذاری اس کے پاس کھودی ہوئی ایک قبر تھی،

Marfat.com

میں جب سو گیا تو قبر سے یہ شعر پڑھنے کی آواز آئی (۱)

''اے امیمہ! اللہ نے مجھ پر انعام کیا، قوت دی، مجھے مٹی کے بوجھ اور قبر کی ظلمت سے تعجب ہو رہا ہے''

میں بیدار ہوا تو قلعے کا دروازہ کھل چکا تھا، ایک جنازہ آیا جس کے آگے آگے ایک بوڑھا شخص تھا، میں نے پوچھا، کس کا جنازہ ہے؟ کہنے لگا، میری بیٹی کا، میں نے نام پوچھا تو کہا امیمہ، میں نے پوچھا یہ ساتھ والی قبر کس کی ہے؟ اُس نے کہا میرے بھتیجے کی قبر ہے جو امیمہ کا شوہر ہے، فوت ہوا تو میں نے اسے دفن کر دیا، اب میری بیٹی بھی فوت ہوگئی ہے تو اسے دفن کرنے آیا ہوں چنانچہ میں نے قبر سے سنی ہوئی بات اسے بتائی۔

صفوان بن امیہ کسی قبرستان میں گئے، اچانک دیکھا تو آگ کے شعلے تھے اور ساتھ جنازہ تھا جب وہ قبر کے قریب ہوئے تو صفوان نے کہا، اس قبر کو دیکھو اور پھر ایک شخص نے قبر سے غمناک اور دردناک آواز سنی۔ (شعر)

اللہ نے ھودج میں بٹھا کر جنتی حور جیسی دلہن ہمارے پاس بھیجی ہے، منینہ کی قبر کی خوشبو پر افسوس ہوگا میں جب تک قبر کی ظلمت پر غمگین رہونگی۔''

اس نے جنازے میں شامل لوگوں کو بتایا تو رو رو کر ان کی داڑھیاں بھیگ گئیں، پھر کہنے لگے کیا تم جانتے ہو منینہ کون ہے؟ اس نے کہا نہیں، انہوں نے بتایا کہ یہ میت منینہ کی ہے اور یہ قبر والی اس کی بہن ہے جو پچھلے سال فوت ہوگئی تھی۔

کتاب العجائب میں ہے، ابوحمزہ یمانی نے بتایا کہ ایک آدمی دورِ جاہلیت میں

---

(۱) سورہ الطارق، آیت ۱۰

Marfat.com

طلحہ کے پاس آیا اور کہا میں نے عجیب بات دیکھی ہے، میں قبروں کے پاس گیا، سو گیا تو میں نے سنا قبر سے آواز آرہی تھی (شعر)

"ہمارے پاس ایک حور ھودج میں آئی، جب تک میں ظلمتِ قبر پر آہیں بھرونگی تب تک منینہ کی قبر پر بھی آہیں بھرتی رہوں گی۔"

میں جاگ اٹھا اور اہلِ جنازہ کے پاس گیا اور اپنی خواب سنائی تو انہوں نے کہا یہ منینہ ہے اور یہ اس کی بہن کی قبر ہے اور میرے کہنے پر انہوں نے منینہ کو ساتھ والی قبر میں دفن کر دیا۔

کتاب العجائز ہی میں اسماعیل بن راشد نے بتایا کہ ایک عورت نے حج کی اور کسی مقام پر راستے میں فوت ہوگئی، اگلا سال آیا تو اسکی بہن نے بھی حج کی اور اسی مقام پر آکر فوت ہوگئی، لوگوں نے اسے کفن وغیرہ دیکر دفن کرنے کا ارادہ کیا تو اسکی بہن کی قبر تلاش کرنے لگے، اتنے میں دیکھا تو وہاں ایک آدمی نظر آیا جو رات سفر کرتے تھک کر وہاں سویا ہوا تھا، ان کی آہٹ سن کر وہ بیدار ہوا اور پوچھا کیا تلاش کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ایک قبر کی تلاش ہے، اس آدمی نے کہا وہ قبر یہی ہے جہاں میں لیٹا تھا، لوگوں نے پوچھا، تمہیں کیسے معلوم ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہاں سے مجھے رات بھر منینہ منینہ کی آواز آتی رہی ہے، چنانچہ لوگوں نے اسے اس کی بہن کے پہلو میں دفن کر دیا۔

امینہ بنت عمران بن یزید نے کہا میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو کہا، اے باپ، جب سے آپ ہم سے جدا ہوئے کوئی بات نہ ہوسکی۔ باپ نے کہا، اس سے بات کیا ہو جو زندگی ہار کر قبر کی تنگی اور ظلمتِ قبر سے دوچار ہوگیا اس نے پوچھا

Marfat.com

آپ کا حال کیسا ہے؟ کہا بیٹی بہت اچھی گذر رہی ہے اچھا ٹھکانہ ہے، بستر لگے ہوئے ہیں اور صبح وشام جنت سے رزق ملتا ہے۔ میں نے پوچھا، کس چیز کا صلہ ملا؟ والد نے کہا صبر اور کثرتِ تلاوۃ کی وجہ سے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اہلِ قبور کے بارے نصیحت کرتے ہوئے ایک طویل خطبہ دیا اور فرمایا۔

''دیکھو، اہل قبور گھپ اندھیرے میں ہیں اور ان کیلئے رات اور دن یکساں ہیں۔ اسماعیل بن ادریس نے ابوالعتاہیہ شاعر کا وہ مرثیہ سنایا جو اس نے اپنے بارے میں لکھا تھا، اس نے کہا تھا میں اپنے آپ پر روؤں گا اور یہ میرا حق ہے، اے میری آنکھ! تو آنسو ٹپکانے میں بخل سے کام نہ لے، میں اپنی جوانی چلے جانے پر روؤں گا کیوں کہ میرے دنیا سے چلے جانے کے ساتھ ہی وہ ختم ہو گئی ہے، میرا مال وہی کام آیا ہے جو میں نے آخرت کیلئے خرچ کیا تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ کبھی کبھار ظلمت قبر اور تنگی قبر کے بارے میں بتا دیا کریں تو ہمیں قبر کا خوف رہے گا۔؟ آپ نے فرمایا: بندہ جیسی حالت میں فوت ہوتا ہے، اسی حالت میں اٹھایا جاتا ہے [1]

وہب بن منبہ بتاتے ہیں، حضرتِ عیسےٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس کھڑے تھے، آپ کے حواری ساتھ تھے، ایک ساتھی قبر میں جھانک رہا تھا، سب نے قبر کی

(۱) مسلم شریف

Marfat.com

وحشت، تنگی اور ظلمت کی بات کی تو حضرتِ عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا، اس سے قبل بھی تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں اس سے زیادہ ظلمت اور تنگی میں تھے، جب اللہ تعالیٰ وسعت چاہتا ہے تو عطا فرما دیتا ہے۔ (نیک کام کرو گے تو یہاں بھی فراخی ہو جائیگی)

جعفر بن سلیمان بتاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو قبر میں اترتے دیکھا تو فرمایا: وہ اللہ جو ماں کے پیٹ میں بچے کو سہولت دیتا ہے، اسے یہ بھی قدرت حاصل ہے کہ تمہیں قبر میں سہولت دیدے۔

حضرت اسود، جو مسجد کی صفائی کرتے تھے، فوت ہو گئے اور رات کے وقت دفن کر دئے گئے۔ ایک آدمی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اطلاع دی، آپ نے فرمایا آؤ اس کی قبر کی طرف چلیں، وہاں پہنچ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ قبریں اندھیرے میں ڈوبی ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ میرے جنازہ پڑھنے کی وجہ سے ان کو منور فرما دیتا ہے چنانچہ آپ نے قبر پر جنازہ پڑھا [1] (ایسے صرف حنبلی مسلک میں جائز ہے)

بریدہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نئی قبر پر تشریف لیگئے، حضرت ابو بکر اور حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہما ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا، کس کی قبر ہے؟ حضرت ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ اِمِ محجن کی ہے جو مسجد کی صفائی کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا تم نیتایا کیوں نہیں (کہ جنازہ نہ پڑھ سکا) عرض کی آپ آرام فرماتے تھے، ہم نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ فرمایا ایسے نہ کیا کرو کیونکہ میں تم میں سے کسی کی میت کا جنازہ پڑھا دوں تو قبر روشن ہو جائے گی چنانچہ آپ نے صف بندی کر کے نماز جنازہ پڑھائی۔

---

(۱) مسند امام احمد ۳/۱۵۰

Marfat.com

پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں ایک میت کو دیکھا تو میت نے ابو قلابہ سے کہا اللہ اہلِ دنیا کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے، ہماری طرف سے ان کو سلام کہہ دینا کیونکہ ان کی دعا سے ہماری قبروں میں پہاڑ جتنا نور داخل ہو جاتا ہے۔

ابنِ ابی الدنیا نے بیان کیا ہے ایک آدمی نے کہا، میں نے بھائی کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا، کیا زندہ لوگوں کی دعا تم تک پہنچتی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں واللہ! وہ دعاء نور کی چادر بن کر آتی ہے جسے ہم اسے پہن لیتے ہیں۔

ایصالِ ثواب کا فائدہ

بشار بن غالب البحرانی کہتے ہیں میں نے حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا، میں ان کے لئے بڑی دعائیں کیا کرتا تھا تو انہوں نے فرمایا: تیرے تحفے ہمارے پاس تھال میں رکھے ہوئے آتے ہیں جن پر ریشم کے رومال ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا، کس بنا پر؟ فرمایا میت کیلئے زندہ مومنوں کی دعا قبول کی جاتی ہے اور تھال میں ریشمی رومال سے ڈھک کر میت کو دی جاتی ہے پھر میت سے کہا جاتا ہے کہ تجھے یہ تحفہ فلاں کی طرف سے آیا ہے۔

عمرو بن جریر سے ہے کہ جب کوئی میت کیلئے دعا کرتا ہے تو قبر میں فرشتہ آ کر کہتا ہے، اے قبر والے تیرے! فلاں مہربان بھائی نے تجھے ھدیہ بھیجا ہے۔

بشر بن منصور نے کہا، ایک آدمی زمانۂ طاعون میں کبھی کبھی قبرستان کی طرف جاتا اور جنازہ میں شریک ہوتا، جب رات ہو جاتی تو قبرستان کے دروازہ پر کھڑا ہو

Marfat.com

جاتا اور دعا کرتا کہ اللہ اس وحشت میں تمہارے دل کو چین دے تمہاری غربت (تنہائی) پر رحم کرے، تمہارے گناہوں سے درگذر فرمائے اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے، بس یہی کچھ کہا کرتا، اس سے زیادہ نہ کہتا۔

اس آدمی نے کہا ایک دن میں واپس گھر آ گیا اور قبروں پر نہ جا سکا اور میں نے گھر آ کر ان کیلئے دعا کی، چنانچہ میں سو رہا تھا اچانک دیکھا کہ میرے پاس بہت سی مخلوق آ گئی، میں نے کہا تمہیں کون لایا؟ انہوں نے کہا ہم اہلِ قبور ہیں۔ میں نے کہا ارادہ کیا ہے؟ تم قبروں سے واپسی کے وقت ہمیں تحفہ دیا کرتے تھے۔ میں نے کہا کونسا؟ تو انہوں نے کہا وہی دعائیں جو تم ہمارے لئے کیا کرتے تھے۔ میں نے دل میں کہا، اب مزید دعائیں کرتا رہونگا چنانچہ بعد ازاں اس نے وہ عمل جاری رکھا۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ پہلے لوگ کہا کرتے تھے کہ میتوں کو دعاؤں کی ضرورت اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے جتنا زندہ لوگوں کو کھانا کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

متقدمین میں سے کسی نے بتایا، میں قبروں کے پاس گیا اور ان کے لئے دعاءِ رحمت کی، کسی نے غائبانہ آواز دی، ہاں، ان کیلئے پھر دعا کرو کیونکہ ان میں غم کے مارے بھی ہیں اور پریشان بھی۔

یعقوب نے بتایا کہ ایک آدمی نے خواب میں اپنے باپ کو دیکھا اور کہا، بیٹے! تم نے ہم سے اپنا ھدیہ کیوں روکا ہوا ہے؟ اس نے کا اے باپ! میتیں زندہ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والے ہدیہ کو جانتی ہیں؟ کہا اے بیٹے! اگر زندہ لوگ نہ ہوتے تو میتیں تباہ ہو جاتیں۔ اللہ پناہ دے (کیونکہ وہ اموات کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں تو ان کو فائدہ ہو جاتا ہے۔)

Marfat.com

گیارھواں باب

زیارتِ اموات اور ان سے نصیحت حاصل کرنا

صحیح مسلم شریف میں حضرت بریدہ سے ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں زیارتِ قبور سے روکتا تھا، اب زیارت کیا کرو" [1]

امامِ احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "زیارت کیا کرو کیونکہ ان کی زیارت کرنے سے عبرت اور نصیحت حاصل ہوتی ہے [2]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں دنیاوی امور سے الگ رہنے کا درس دیتی ہیں اور آخرت یاد دلاتی ہیں [3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بتایا: میں تمہیں زیارتِ قبور سے روکتا تھا، پھر مجھ پر ظاہر ہوا کہ قبریں دل کو نرم کرتی ہیں، آنکھوں میں (غم کے) آنسو لاتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں، اب تم زیارت کیا کرو اور کوئی بری بات منہ سے نہ نکالا کرو [4]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر دیکھنے کی اجازت مانگی تو اللہ نے اجازت دیدی لہٰذا تم بھی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت یاد دلاتی ہے [5]

---

(۱) مسلم شریف، کتاب الجنائز (۲) مسند امام احمد ۳۵۶/۵
(۳) مسند امام احمد، ۳۸/۳ (۴) مسند امام احمد ۶۳/۳ (۵) مسلم شریف، کتاب الجنائز

Marfat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قبور کی زیارت کرے گا، اسے آخرت یاد آئیگی، میت کو غسل دو، کیونکہ میت کو غسل دینے سے بڑی نصیحت حاصل ہوتی ہے، جنازہ پر نماز پڑھو، کیونکہ شاید تم غمگین ہوسکو کیونکہ کسی کا غم کھانے والا اللہ کے سایہ (جیسا اس کے لائق ہے) میں ہر بھلائی حاصل کرتا ہے [1]

ثابت بنانی سے ہے: کہا میں قبروں میں پھر رہا تھا اچانک وادی میں کسی آواز دینے والے نے آواز دی، اے ثابت! اہلِ قبور کا سکوت دیکھ کر غرور نہ کرنا کیونکہ ان میں بہت سے غمزدہ لیٹے ہیں، میں نے ادھر ادھر دیکھا تو کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

بشر بن منصور کہتے ہیں مجھے عطاء الازرق نے کہا جب تم قبرستان جاؤ تو خیالات اہلِ قبور کی طرف رکھو عطاء نے کہا میں ایک رات قبرستان میں سویا ہوا تھا، سوچ بچار کر رہا تھا، اچانک غیب سے ایک آواز آئی، کوئی کہہ رہا تھا: اے غافل! دور ہو جاؤ کیونکہ اس وقت ایسے لوگوں میں ہو جن میں سے بعض تو انعامات ملنے پر عاجزی میں ہیں اور بعض عذاب میں گرفتار ہیں۔

صالح مری کہتے ہیں میں شدید گرمی میں ایک دن قبرستان گیا۔ میں نے دیکھا ہے، وہاں سناٹا ہے اور وہ شہر خموشاں ہے، میں نے کہا سبحان اللہ! تمہارے ارواح واجسام کو جدا جدا ہونے کے بعد کون جمع کرتا ہے؟ اور پھر تمہیں زندہ کر کے کون اٹھائے گا؟ تو قبروں سے آواز آئی اے نیک مرد" وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○ [2]

---

(۱) مستدرک حاکم ۱/۳۷۵ (۲) سورہ الروم، آیت ۲۵

Marfat.com

یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ آسمان اور زمین اسکے حکم سے ٹھہرے ہوئے ہیں، پھر جب وہ تمہیں زمین سے آواز دیکر بلائے گا اچانک تم نکل آؤ گے" صالح مری کہتے ہیں بخدا میں یہ سنکر مارے خوف کے میں منہ کے بل گر پڑا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک جنازہ میں شامل ہوئے۔ جنازہ دفن کر دیا گیا اور آپ دوستوں کی قبروں کی طرف چلے گئے اور دعائیں کر کے رونے لگے۔ مٹی سے آواز آئی۔ اے عمر! یہ نہ پوچھو کہ میں دوستوں سے کیا سلوک کرتی ہوں، آپ نے فرمایا کیا کرتی ہو؟ مٹی نے عرض کی: میں کفن کے چیتھڑے بنا دیتی ہوں، گوشت کھا جاتی ہوں، آنکھیں نوچ لیتی ہوں، آنکھوں کا پانی خشک کر دیتی ہون کلائیوں کو بازو سے دور کرتی ہوں، بازوؤں کو مونڈھے سے دور کرتی ہوں، مونڈھوں کو پیٹھ سے الگ کرتی ہوں، دونوں قدموں سے پنڈلیوں کو دور کرتی ہوں، پنڈلیوں کو رانوں سے جدا کرتی ہوں، رانوں کو کولہے سے جدا کرتی ہوں اور کولہا پیٹھ سے جدا کرتی ہوں۔

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما سن کر روتے رہے، اٹھنے لگے تو پھر مٹی بولی اے عمر! میں تمہیں ایسے کفن نہ دکھاؤں جو بوسیدہ نہیں ہوتے؟ فرمایا وہ کونسے ہیں؟ کہا: اللہ سے ڈرنا اور نیک عمل کرنا۔ (اگر کسی کو یہ کفن مل جائیں تو یہ بوسیدہ نہ ہونگے)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ قبرستان سے گذرے تو کہا: اے مٹی تیرا ظاہر کتنا سکون بخش ہے اور تیرے باطن میں پریشانیاں ہیں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں، میں عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ قبرستان گیا، آپ قبریں دیکھ کر رونے لگے، پھر فرمایا اے ایوب! یہ میرے خاندان بنوامیہ کی

Marfat.com

قبریں ہیں جو گویا دنیا والوں کی طرح لذتوں اور عیش میں نہیں پڑے، دیکھو اب کیسے گھرے پڑے ہیں، قابلِ عبرت ہیں، آزمائشیں ہو رہی ہیں، کیڑے جسم میں داخل ہیں پھر رونے لگے حتیٰ کہ غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو اور آگے گئے اور فرمایا جہاں تک میں جانتا ہوں ان قبور میں آنے والوں سے زیادہ انعام کسی کو نہیں ملا اور نہ ہی کوئی ان سے زیادہ عذاب الٰہی سے امن میں ہے۔

ثابت بنانی قبرستان میں گئے تو رونے لگے اور فرمایا ان کے جسم گل گئے اور یادیں رہ گئیں، وقت قریب ہے اور رب کریم سے ملاقات کو ابھی وقت لگے گا۔

ایک عرب کسی قبر پر کھڑا ہوا تو اس نے یہ شعر پڑھے

''ہر فنا ہونے والے کی قبر بنتی ہے، فانی کم ہوتے جا رہے ہیں اور قبریں زیادہ، ابھی تم کسی زندہ شخص کا گھر دیکھ رہے ہوتے ہو اور دوسرے وقت میں ایک نئی قبر کا اضافہ ملاحظہ کرتے ہو، یہ اہلِ قبور اگرچہ زندوں کے ہمسائے ہوتے ہیں ان کا مقام (قبر) تو قریب ہے مگر اللہ سے ملاقات میں (قیامت میں) ابھی دیر ہے''۔

ایک شخص کسی شہر میں قبر دیکھ کر کہنے لگا۔ (شعر)

''زمین کا ایسا کوئی شہر نہیں جہاں نیچے کوئی قبر نہ ہو'' یہ غمنا کی کیلئے کیا کم ہے''۔

جعفر بن سلیمان نے کہا، موسم گرما میں ہم مالک بن دینار کے ساتھ نکلتے تھے، ہم میتوں کے پاس جاتے، ان کی تجہیز و تکفین کرتے، مالک ایک چھوٹے سے گدھے پر سوار ہوتے جس کی لگام اون کی ہوتی تھی، جسم پر ایک چادر ہوتی راستے میں ہمیں وعظ و نصیحت کرتے جاتے اور جب قبروں کے پاس جاتے تو غمگین آواز میں کہتے:

''خبردار! قبروں اور اہلِ قبور کی طرف آؤ، قبروں میں ایسے چہرے ہیں جو

Marfat.com

آنیوالوں کو جواب دیتے ہیں، اگر قبریں زندوں کو جواب دیتی ہیں تو تو مجھے اس وقت جواب دے گا جب قبریں تمہیں چپ کرادیں گی؟ (تو مرجائیگا) لیکن قبریں تو مجھ سے خاموش ہیں لہٰذا تو افسوس کرتا رہے گا"۔

امیرِ بصرہ عبداللہ بن جعفر نے کہا میرے قریب سے ایک آدمی گذرا جو لوگوں کو نصیحتیں کررہا تھا۔ امیرِ بصرہ عبداللہ نے کہا مجھے صرف ایک شعر پڑھ کر نصیحت کرو تو اس نے کہا:

"جب دیکھو کہ قبر میں کوئی صاحبِ عزت دفن ہوا ہے تو تم اسے وہیں چھوڑ دو اور اس کے مرتبے کو نہ دیکھو" (مٹی میں ہر ایک برابر ہے)

یہ سنکر عبداللہ بن جعفر روئے، ابن سماک نے اسی کے ساتھ اور بیت ملا کر پڑھا

"موت نے ہر ایک کو اپنے ٹھکانے سے نکال باہر کیا ہے خواہ وہ بڑے محل ہوں یا چھوٹے کمرے"

اسماعیل کہتے ہیں کہ ہمیں ایک آدمی نے قبرستان میں یہ شعر سنائے

"اے زندہ لوگوں کے لشکر! یہ مردوں کا لشکر ہے...... یہ دنیوی آواز کا تو جواب دیتے ہیں لیکن بڑی آواز (صورِ اسرافیل) کے منتظر ہیں...... لوگوں کو آخرت کا سامان کرنے کیلئے ابھارتے ہیں، اور تقویٰ کے سوا کوئی زادِ راہ کیا ہوسکتا ہے...... تمہیں وہ کہتے ہیں (نیک اعمال کی) کوشش کرو، یہی (تبلیغ) دنیا کا آخر ہے (یہی انبیاء علیہم السلام نے انجام دیا)"

غزوانی بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ بصرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص گدھے پر سوار وہاں آنکلا، اس کے گلے میں اونی دوپٹہ تھا اور عریانی کی

Marfat.com

حالت میں تھا، صرف کمبل اوڑھا ہوا تھا، وہ ہمارے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور میرے والد کو سلام کیا، میرے والد نے اس کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا میں اس قبرستان سے آرہا ہوں، رات وہیں تھا، صبح اٹھ کر میں نے انہیں دیکھ کر کہا" اے شخص (اپنے آپ سے خطاب) یہ خاموش قبریں تم کو نصیحت کر رہی ہیں، ان میں مردے جمع ہیں، یہ بوسیدہ ہڈیوں کے ذریعے بول رہی ہیں اور ایسی صورتوں سے بدل رہی ہیں جو بھول چکی ہیں، تیری قبر بھی ان قبروں میں چھپ جائیگی، اس وقت تو تم مرے نہیں، زندہ ہو"۔

بس یہ کہہ کر فوراً چلتا بنا، تھوڑی دیر بعد پھر واپس آیا اور کہا: بسا اوقات خائب خاسر لوگ واپس ہوتے ہیں تو قوم پریشان ہو جاتی ہے۔

سلام بن صالح بتاتے ہیں کہ ایک دن حضرتِ حسن گم ہو گئے، رات ہوئی تو ان کے ساتھیوں نے کہا، کہاں گئے تھے کہنے لگے؟ آج میں اپنے بھائیوں کے پاس گیا تھا وہ ایسے بھائی ہیں کہ اگر میں بھول جاؤں تو وہ مجھے یاد کرا دیتے ہیں، اگر ان کی غیبت کروں تو وہ میری غیبت نہیں کرتے۔ ساتھیوں نے کہا۔ ابوسعید! بخدا یہ تو بڑے اچھے بھائی ہیں، ہمیں ان کا پتہ بتاؤ تو کہا یہ اہلِ قبور ہیں۔

حضرت حسن نے اپنے ساتھیوں (اہلِ قبور) کے بارے میں کہا: وہ ایسے محلے میں رہتے ہیں کہ جوان کے پاس بیٹھتا ہے اسے کلام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور اس کیلئے وہاں بیٹھنا نصیحت اور عزت کا سبب بنتا ہے۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی، بتایئے! قبر کے پاس کس لیے بیٹھتے ہیں؟ فرمایا، میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ سچے ہمسائے ہیں، زبانیں روکتے ہیں (کسی کی

Marfat.com

برائی نہیں کرتے) اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں"۔

عمارہ المغربی کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن واسع نے بتایا مجھے تیرا گھر بہت اچھا لگتا ہے، میں نے پوچھا میرے گھر میں سے تمہیں کیا چیز اچھی لگتی ہے؟ حالانکہ وہ تو قبروں کے نزدیک ہے۔ کہا، تمہیں کیا پریشانی ہے؟ یہ لوگ برائی سے روکتے اور آخرت یاد دلاتے ہیں۔ (یہ بات قبروں کی طرف اشارہ کر کے کہی)

عثمان بن ابو العاص ایک جنازہ میں تھے، انہوں نے ایک دھنسی ہوئی قبر دیکھی اور اپنے گھر والوں میں سے ایک آدمی سے کہا اے فلاں آؤ اپنے اس گھر کو دیکھو جو تمہارا گھر ہے (آخر کار تمہیں بھی ایسے ہی گھر میں آنا ہے) آدمی نے کہا، اپنے اس گھر میں میں کھانا، پانی اور کپڑے نہیں دیکھتا۔ انہوں نے کہا، گھر تمہارا ابھی آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ آدمی نے کہا تم سچ کہتے ہو، اور پھر وہ گھر واپس آیا اور کہا کہ جو میرے اس گھر میں موجود ہے، وہی اس گھر میں لے جاؤں گا۔ یہ سنکر حسن نے کہا اس گھر میں تشدد ہے یا ہلاکت ہے تم صبر کرو گے (یعنی ان برائیوں سے رکو گے) یا ہلاک ہو جاؤ گے (اگر برائیاں نہ چھوڑیں)

ایک روایت میں یہ ہے کہ عثمان نے کہا میں (قبر کو) تنگ، خشک اور تاریک دیکھتا ہوں، نہ اس میں کھانا ہے، نہ پانی اور نہ بیوی ہے اور جس گھر میں رہتا ہوں، اس میں کھانا، پانی اور بیوی سب کچھ ہے۔ اس نے کہا یہی تمہارا گھر ہوگا، اس نے کہا ٹھیک ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میں واپس گیا تو گھر سے سارا سامان یہاں لاؤں گا (جو یہاں کرو گے وہی آگے جائے گا)

ابنِ شوذب سے ہے، ایک عورت قبر کے پاس آئی اور لحد دیکھی، اپنے ساتھ

Marfat.com

والی عورت سے پوچھا، یہ کیا ہے؟ (لحد کے بارے میں پوچھا) اُس عورت نے کہا یہ عمل کا صندوق ہے۔ بعدازیں اس کا یہ طریقہ ہوگیا کہ جب وہ کوئی چیز کسی کو دیتی تو کہتی کہ جاؤ اور اسے عمل کے صندوق میں رکھ دو۔

حضرت حسن ایک قبرستان کے پاس گئے تو کہنے لگے، اس لشکر (اہلِ قبور) کو کس نے چپ کرادیا ان میں بہت سے دکھیا لوگ رہتے ہیں۔

فضل الرقاشی کے بارے میں ہے کہ جب وہ نصیحت کرتے تو لوگوں کو زھد کی ہدایت کرتے، اور کہتے میں قبروں کے قریب سے گذرا تو میں نے آواز دی، اے شرافت، غناء اور عزت والو! اے لباس، بلندی، امن اور بلند بانگ دعووں والو! اے سوال کرنے والو، حاجت مانگنے والو اور فاقہ کشی کرنے والو! اے قربانی والو، کھلی زمین والو، عجز والو اور کوشش کرنے والو! لیکن اہل قبور نے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے قسم ہے اگر انہوں نے کلام سے کوئی جواب نہیں دیا تو انہوں نے عبرت کا جواب ضرور دیا ہے (ان کا جواب نہ دینا بھی جواب ہے اس میں بھی نصیحت ہے کہ وہ مر چکے ہیں)

مالک بن دینار نے کہا میں اور حسان بن ابی سنان قبروں کی زیارت کرنے نکلے۔ جب حسان نے قبر دیکھی تو ان کے آنسو چھلکنے لگے، پھر میری طرف دیکھا اور کہا اے یحییٰ! یہ مردوں کے لشکر ہیں، یہ ان لوگوں کی انتظار میں ہیں جو دنیا میں موجود ہیں پھر ان پر چیخیں نکلتی ہیں اور لوگ کھڑے ہو کر انہیں دیکھتے ہیں، یہ سنکر مالک نے ہاتھ سر پر رکھا اور رونے لگے۔

عاصم حیطی کہتے ہیں، میں محمد بن واسع کے ساتھ چلا جا رہا تھا، ہم قبروں کے پاس پہنچے تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، کہنے لگا اے عاصم! اہل قبور کا سکوت دیکھ کر تکبر

Marfat.com

میں نہیں آنا چاہیے۔

ابو حازم ایک جنازہ میں شریک ہوئے اور قبر کے کنارے ٹھہر گئے، اسے بار بار دیکھتے رہے، پھر سر اٹھایا اور اپنے کسی ساتھی سے کہا تم کیا دیکھتے ہو! اس نے کہا، میں خشک گڑھا دیکھ رہا ہوں، بڑے بڑے پتھر دیکھ رہا ہوں۔ ابو حازم نے کہا۔ اللہ کی قسم! انہیں اپنے اوپر قیاس کر لو قبروں میں تمہاری گذران بھی ایسے ہی تنگی والی ہوگی، یہ سنکر وہ بہت روئے۔

حسین جعفی رحمہ اللہ سے ہے کہ ایک آدمی کھودی ہوئی قبر پر آیا، لحد میں جھانکا، بہت رویا اور کہا بخدا تو ہی میرا سچا گھر ہے۔ مجھے طاقت ہوئی تو تمہیں ضرور آباد کروں گا۔

عطا سلمی رحمہ اللہ سے ہے کہ جب رات ہوتی تو باہر نکل جاتے اور قبروں کے پاس جا کر کہتے ''اے اہلِ قبور! تم مر گئے، بڑا افسوس ہے اور رونے لگتے۔ پھر کہتے تم اپنے اعمال کا معائنہ کر رہے ہو اور پھر صبح تک اسی طرح کرتے رہتے۔

علی بن احمد کہتے ہیں کہ اسود بن کلثوم اس وقت قبروں کی طرف جاتے جب لوگ سو جاتے، وہاں جا کر کہتے اے غربت اور تربت والو! اے وحدت اور آزمائش والو! پھر روتے یہاں تک کہ صبح ہونے کو ہوتی تو واپس گھر آجاتے۔

ثابت بنانی کہتے ہیں، میں قبروں کی طرف گیا اور آواز دی ''اے اہلِ قبور!'' لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ میں نے پھر کہا اے اہلِ قبور! پھر جواب نہ آیا لیکن میری عقل نے یہ جواب سُجھایا کہ اے ثابت! ہم تیری طرح ہیں، کسی وقت ہم تھے اور اَب تم ہو، اور جس طرح آج ہم ہیں، تم بھی اسی طرح ہو جاؤ گے۔

عرب کے ایک دانا سے پوچھا گیا، بتاؤ سب سے مؤثر نصیحت کس چیز میں

Marfat.com

ہے؟ تو اس نے جواب دیا اموات کے محلہ پر نظر کرنے میں۔

العمری الزاھد عموماً قبروں کی طرف جایا کرتے، ہاتھ میں کتاب ہوتی اسے کبھی جدا نہ کرتے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو وہ کہتے قبر سے زیادہ نصیحت انگیز کوئی شے نہیں، کتاب سے زیادہ اُنس والی اور کوئی چیز نہیں اور تنہائی جیسی امن دینے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

ابومحرز الطفاوی کہتے ہیں کہ اے انسان! قبر میں دیکھ کر تمہیں گذرے ہوئے لوگوں سے نصیحت لینی چاہیئے۔

محمد بن صالح کہتے ہیں کہ دن کے وقت صفوان بن سلیم، بقیع میں آتے۔ ایک دن وہ میرے پاس سے گذرے تو میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولیا، میں نے دل میں کہا بخدا آج میں دیکھونگا کہ یہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ صفوان نے سر اٹھایا اور ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے اور خوب روئے۔ مجھے رحم آیا اور میں نے خیال کیا کہ یہ اس کے کسی قریبی کی قبر ہے۔ وہ پھر اٹھ کر میرے قریب سے گذرے تو میں پھر ان کے پیچھے چلا، اب وہ ایک دوسری قبر کے پاس بیٹھ گئے اور پہلے والا معاملہ کیا۔ میں نے یہ واقعہ محمد بن المنکدر رسے بیان کیا اور کہا کہ میں تو یہی سمجھا ہوں کہ وہ اس کے کسی قریبی کی قبر ہے۔ محمد نے کہا وہ سب لوگ ہی اس کے گھر والے اور بھائی ہیں۔ یہ شخص ایسا ہے کہ جب اسے دل کی سختی معلوم ہوتی ہے تو اس کا دل میتوں کو یاد کرنے لگتا ہے پھر محمد بن المنکدر میرے پاس سے گذر کر بقیع میں جاتے۔ ایک دن میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے کہا تمہیں صفوان سے کوئی سبق نہیں ملا؟ اس پر میں نے سمجھ لیا کہ انہیں میرے واقعہ سنانے سے عبرت حاصل ہوئی۔

Marfat.com

مطرف ھذلی کہتے ہیں بنی عبدالقیس میں ایک عبادت گذار بڑھیا تھی جسے قبروں پر کثرت سے جانے کی وجہ سے ڈانٹ بھی پڑی تھی۔ اس نے کہا، "سخت دل جب ظلم کرتا ہے تو اسے آزمائشیں ہی نرم کرتی ہیں، میں قبروں کی طرف آتی ہوں تو دیکھتی ہوں کہ گویا اہل قبور باہر نکلے بیٹھے ہیں اور مجھے عفریت (جن' شیطان) جیسے چہرے نظر آتے ہیں، میری نظر بوسیدہ اور جمع شدہ ہڈیوں کی طرف جاتی ہے اور میلے کچیلے کفن دکھائی دیتے ہیں یہ عجیب منظر ہوتا ہے۔"

شاعر ابوالعتاھیہ کہتے ہیں۔

"میں نے مٹی سے پوچھا کہ تو نے میرے مرنے کے بعد میرے جسم سے کیا سلوک کیا جس میں بڑے بڑے کیڑے داخل ہو چکے ہیں، تو مٹی نے جواب دیا کہ وہ جس خوشبو کے عادی تھے اسی کے برعکس میں نے ان کی بو ایسی بنا دی جو تمہیں تکلیف دے گی میں ان جسموں کو کھا گئی جو نعمتوں سے مالا مال تھے، گویا کہ نعمتوں نے انہیں سبز پتوں کی طرح جھاڑ دیا، اب حالت یہ ہے کہ یہاں ننگی سفید کھوپڑیاں نظر آ رہی ہیں جو چمکتی ہیں یا بوسیدہ ہڈیاں۔"

ابو اسحاق نے بتایا کہ میں اپنے بھائیوں میں سے ایک بھائی کے جنازے میں شامل ہوا، جس کے ساتھ پچاس سالہ تعلق تھا۔ جب اسے دفن کر کے مٹی برابر کر دی گئی ،لوگ بکھر گئے تو میں ایک قبر کے پاس جا بیٹھا۔ میں ان کی دنیا میں کارگزاری پر نظر ڈالتا رہا اور یہ خیال کرتا رہا کہ اب انکے سارے تعلقات ٹوٹ گئے ہیں اور یہ سب سے الگ تھلگ ہو گئے ہیں، میں نے شعر پڑھے۔

Marfat.com

"سلام، ان اہلِ قبور پر جن کے نام ونشان مٹ گئے گویا کہ وہ کسی مجلس میں بیٹھے ہی نہ تھے (اسی لئے ان کا نام لیوا کوئی نہیں)، ان کی حالت یہ ہے کہ نہ تو انہوں نے ٹھنڈا پانی پیا اور نہ کوئی خشک وتر پھل کھا سکے۔ بھلا مجھے بتلاؤ کہ تم میں سے ذلیل کی قبر کہاں ہے اور متکبر جنگجو پیارے کی قبر کہاں ہے (یہاں آ کر سب ایک ہو گئے، اور تمیز نہ رہی) پھر میری آنکھیں بھر آئیں اور میں نہایت غمگین ہو کر اُٹھ کر کھڑا ہوا۔

ریاشی رحمہ اللہ نے پانچ اشعار لکھے ہیں۔

"مردوں کے گھر وجد کرتے ہوئے حرکت کر رہے ہیں، ان کے دیکھنے سے انسان غمگین ہوتا ہے، وہ ایسے گھر ہیں کہ تو انہیں بلائے تو جواب نہیں دیں گے، تجھے ان کا جواب نہ دینا گراں گذرے گا، وہ کیسے جواب دیں، تو تو مردوں کو بلا رہا ہے جو بڑے پتھروں اور مٹی میں دفن ہو چکے ہیں۔ وہ ٹھہرے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اللہ ان کو اٹھائے، تو قریب ہونے کے باوجود ان سے ملاقات کی امید نہیں رکھ سکتا، ان کی بوسیدگی میں ہر دن اور رات اضافہ کر رہے ہیں، تو یہ بھول چکا ہے کہ حبیب اور پیارا ہونے کے باوجود، کیسے بوسیدہ ہو جائے گا۔"

ابونعیم نے کہا ہے کہ داؤد طائی ایک قبر کے پاس گئے، وہاں ایک عورت کچھ اشعار پڑھ رہی تھی آپ نے اس سے وہ شعر سنے چنانچہ وہ شعر آپ کی توبہ کا سبب بن گئے اور آپ دنیا چھوڑ کر آخرت کی فکر کرنے لگے۔

ایک عبادت گذار شخص بکر نے ایک عورت کو ایک قبر کے پاس بیٹھے اور کچھ پڑھتے ہوئے سنا، وہ کہہ رہی تھی ہائے اے عمر! میں نہیں سمجھ سکی کہ تیرا جسم کہاں سے بوسیدہ ہونا شروع ہوا اور آخرت سے قبل تیری کونسی آنکھ روئی چنانچہ بکر یہ سنکر گر گئے اور

Marfat.com

ان پر غشی طاری ہوگئی۔

کتاب الخائفین میں ہے کہ عبداللہ بن موسےٰ نے بتایا کہ جب حسن بن صالح جب اذان پڑھنے کے لئے منارہ پر چڑھتے تو اوپر سے قبریں دیکھتے۔ جب سورج کو قبروں سے گذرتا دیکھتے (اور گرمی میں ان کی بے بسی ملاحظہ کرتے) تو چیخ مارتے، غشی طاری ہو جاتی اور گر جاتے، پھر انہیں اٹھایا جاتا اور گھر پہنچادیا جاتا۔

ایک دن وہ جنازہ میں شریک ہوئے، جب میت کو دفن کرنے لگے تو لحد کی طرف دیکھا اور حالت غیر ہوگئی چنانچہ انہیں میت والی چارپائی پر لٹا کر گھر پہنچایا گیا۔

عیسیٰ بن یونس کہتے ہیں کہ میں بوقت نماز حسین بن صالح کو دیکھتا تو ان پر غشی طاری ہوتی یونہی وہ قبرستان دیکھتے تو چیختے اور ان پر غشی طاری ہو جاتی۔

عمر بن درھم قبروں کی طرف گئے، نابینا تھے، لڑکا ہاتھ پکڑ کر لیجا رہا تھا۔ اچانک ان کا پاؤں ایک قبر پر پڑا تو بچے سے پوچھا، میں کہاں ہوں؟ بچے نے کہا قبرستان میں ہیں، انہوں نے آہ ماری، دیکھا تو فوت ہو چکے تھے چنانچہ قبرستان سے ان کی میت لائی گئی اور نہلا دھلا کر دفن کر دیا گیا۔

کتاب القبور میں ہے کہ مدینہ میں ایک عورت نہایت تکبر کرتی تھی۔ ایک دن وہ قبرستان گئی اور کھوپڑی دیکھی تو چیخ نکل گئی، تائب ہوگی، محلہ کی عورتیں آئیں تو انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا موت یاد کر کے میرا دل رویا، میں نے اہلِ قبور کی کھوپڑیاں دیکھی تھیں۔ پھر اس نے کہا اپنے اپنے گھر چلی جاؤ۔ آج کے بعد میرے پاس وہ عورت آئے جو اللہ کی خدمت کر سکتی ہے۔ پھر وہ فوت ہونے تک عبادت کی طرف متوجہ ہوگئی۔

Marfat.com

عیسیٰ الخواص نے بتایا کہ پہلے لوگوں میں سے ایک شخص قبرستان میں داخل ہوا، ایک قبر میں کھوپڑی ننگی پڑی تھی اسے دیکھ کر بہت غمگین ہوا اور اسے چھپا دیا جس طرف دیکھا، قبریں ہی قبریں تھیں، پھر دل میں کہا، کاش تو اس مردے سے پوچھتا کہ مرنے کے بعد تو نے کیا دیکھا؟ عیسٰے نے کہا کہ اس آدمی کو کھوپڑی والا خواب میں ملا، اس نے کہا اوپر سے پختہ قبر دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ کیونکہ قبر کے اندر مردوں کے گال تو گل چکے ہیں، ان مردوں میں سے کوئی خوش ہے اور اللہ کے ثواب کی انتظار کر رہا ہے اور کوئی غمزدہ ہے جو اپنی سزا پر افسوس کرتا ہے۔ لہٰذا تم بچو اور غفلت چھوڑ دو، چنانچہ اس آدمی نے اس کے بعد عبادتِ الٰہی میں بھرپور کوشش شروع کر دی حتےٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک انسان نے کھوپڑی دیکھی، اسے دیکھ کر اس کے دل میں کچھ نفرت سی پیدا ہوئی چنانچہ وہ دل میں آنیوالے خیال پر شرمندہ ہو کر سجدہ میں گرا۔ کسی نے اسے کہا، سر اٹھاؤ، اس لئے کہ تو تو ہے اور میں میں (اپنی اپنی فکر کرنے کی ضرورت ہے، کسی کی حالت پر نفرت نہ کیا کرو)

جعفر نے کہا' میں نے عمران جونی سے سنا، انہوں نے بتایا کہ آواز دی گئی، سر اٹھاؤ اس لئے کہ تم آدم کی اولاد ہو میں اللہ ہوں تم توبہ کرو میں تمہاری طرف متوجہ ہوں، عبادت کرو۔

حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر ٹھہرتے تو رونے لگتے حتےٰ کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی، انہیں کہا گیا جنت و دوزخ کو یاد کر کے روتے نہیں ہو اور اسے دیکھ کر رو رہے ہو؟ فرمایا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک قبر، آخرت کی

Marfat.com

منزلوں سے پہلی منزل ہے، اس سے اگر نجات پا گیا تو بعد والا مرحلہ آسان ہوگا اور اگر اسی سے نجات حاصل نہ کر سکا تو بعد والی منزل اس سے زیادہ مشکل ہے''۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے جو منظر بھی دیکھے، ان سے زیادہ خوفناک قبر کا منظر ہے۔'' [1]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک جماعت کے قریب سے گذرے تو پوچھا یہ جمگھٹا کیسا ہے؟ عرض کی گئی لوگ قبر کھود رہے ہیں۔ براء بتاتے ہیں کہ آپ اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر تیزی سے ایک قبر کے پاس گئے اور اندر جھانکا۔ میں آگے بڑھا اور دیکھا کہ آپ کیا کرتے ہیں، آپ اتنا روئے کہ زمین بھیگ گئی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے، ارشاد فرمایا، اے میرے بھائیو! آج جیسے دن (موت) کی تیاری کرتے رہو۔'' [2]

حسن سے روایت ہے کہ ہمارا بھائی فوت ہوگیا، جب اسے قبر میں رکھا گیا تو صلہ بن اشیم آیا اور اس نے کفن کا ایک کنارہ پکڑتے ہوئے کہا۔

''اگر تم قبر سے نجات پا گئے تو آئندہ عظیم آزمائشوں سے نجات پا لوگے اور اگر ایسا نہ ہوا تو میں تجھے نجات والا خیال نہیں کرتا۔''

عبداللہ بن رواحہ نے کہا

اے انسان! تمہیں یہ زندگی دھوکے میں نہ ڈالے، تیاری کرو اور ڈرتے رہو کیونکہ قبر میں جانا ہے، اس میں جا کر عقل والے بھی ڈر جاتے ہیں، اے بیٹے! مجھے یقین ہے کہ جلد سب لوگ کفن پہن لیں گے، جب رات کی تاریکی میں تجھے لحد میں اتارا جائیگا اور تو اس جہان کو چھوڑ جائیگا، مجھے امید ہے

(۱) ترمذی شریف، کتاب الزھد (۲) ابن ماجہ شریف، کتاب الزھد

Marfat.com

کہ مجھے خوشخبری ملے گی اور نور وروشنی حاصل ہوگی، جہاں ذلت آمیز سلوک ہوتا ہے۔"

حجاج الاسود نے کہا، میں نے خواب میں دیکھا' گویا میں قبروں میں گیا، زمین پھٹ گئی، مردے نظر آنے لگے، کوئی مٹی پر لیٹا ہے، کوئی ریحان پر، کسی کی تبسم کی حالت ہے، کسی کا رنگ چمکتا ہے، اور کسی کا رنگ واضح نہیں.......... میں نے خواب ہی میں کہا الٰہی کاش تو اِن سب کو ایک جیسی عزت دے دیتا، قبروں کے ایک کنارے سے کسی نے مجھے آواز دی، اے حجاج! یہ سب اعمال کے مرتبے ہیں (جیسا کسی نے عمل کیا ویسی اسکی صورت نظر آرہی ہے) اس کے یہ الفاظ سنکر میں گھبرا کر اٹھا اور خواب میں دیکھے ہوئے پر رونے لگا۔

سلمہ بصری کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک خوبصورت قبر پر کھڑا تعمیرِ قبر پر تعجب کر رہا تھا۔ رات آئی تو خواب میں ایک شخص آیا اور قبر کے قریب کھڑا ہوگیا، اس کے چہرے کے آثار عجیب تھے، اس نے کہا۔

"تجھے تو قبر اور اسکی خوبصورتی نے تعجب میں ڈالدیا ہے اور جو اس میں مدفون ہے اسے مصیبتوں اور آزمائشوں نے گھیر رکھا ہے۔ ذرا مردوں سے ان کا حال تو پوچھو تمہیں ان کے متعلق یہ خبر ملے گی کہ ان کی تروتازگی ختم ہوگئی ہے۔"

پھر وہ شخص چلا گیا، میں اسکے پیچھے گیا تو وہ قبرستان میں جاچکا تھا۔

سلمہ بصری ہی سے ہے کہ، میں نے مرلع بن مسرور کو خواب میں دیکھا، وہ اللہ کا بہت ذکر کرتے تھے، اور آخرت کو یاد کرتے تھے، سلمہ نے پوچھا، تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا؟ تو کہنے لگا۔

"کسی کو کیا معلوم کہ قبر اور اس کے اندر کیا ہے، صرف اللہ اور صاحب قبر ہی جانتا ہے۔"

Marfat.com

پھر وہ مجھے وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

روح بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراھیم مجلی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، ''آخرت میں تو کن حالات سے دوچار ہوا؟ وہ رونے لگے اور کہا، قبروں میں موت کے غم کتنے طویل ہیں۔ میں نے پوچھا، تم اپنے حالات بتاؤ، اس نے کہا بہتر ہوں، مجھ پر اللہ راضی ہے۔'' روح کہتے ہیں کہ ابراھیم روزے دار تھے۔

وسیم نے کہا کہ میری رشتہ دار عبادت گذار عورت نے مجھے بتایا (اس عورت کا لڑکا ہلاک ہو چکا تھا اور وہ ہر وقت روتی رہتی تھی) ''میں نے اپنے بچہ کو ایک سال بعد سوتے میں دیکھا گویا کہ وہ کفن پہنے اپنی قبر میں بیٹھا ہے۔ دیکھتے ہی میں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے واللہ! میں ڈرڈر کر اس کے پاس گئی اور کہا، اے بیٹا! تو نے اپنے ٹھکانے میں کیا دیکھا ہے؟ اس نے چہرہ میری طرف پھیرتے ہوئے یہ شعر پڑھے۔

''تجھے قبر اور اسکی خوبصورت تعمیر نے تعجب میں ڈال دیا ہے حالانکہ اس کے اندر جسم کی حالت یہ ہے کہ اُسے آزمائشوں نے گھیر رکھا ہے، ان مردوں سے ان کے حالات پوچھو گے تو تجھے خبر ملے گی کہ تر و تازگی چلی گئی ہے۔''

پھر وہ اپنی قبر میں دراز ہو گیا اور ایک سیاہ رنگ کی چادر اوڑھ لی اور پھر قبر برابر ہو گئی۔ میں بیدار ہوئی تو خواب میں دیکھے گئے واقعہ کی وجہ سے کانپ رہی تھی۔

فضل بن مہلہل، (جو نہایت عبادت گذار تھے،) کہنے لگے، ہمارا ایک ساتھی تھا، اللہ سے بہت ڈرتا اور عبادت گذار تھا، اسے مجیب کہا جاتا تھا۔ نہایت خوبصورت تھا، نماز اس قدر پڑھتا کہ قیام سے عاجز آتا، روزہ دار تھا روزے رکھے تو شدید فاقوں سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا' پھر بیمار ہوا اور مر گیا۔ اس کا ایک دوست تھا، محمد بن

Marfat.com

نضر، جو اس سے قبل فوت ہو گیا۔ فضل کہتے ہیں، میں نے کیا کردار ادا کیا؟ اس نے کہا اپنے کئے کی سزا پا رہا ہے۔ میں نے پوچھا اس کے چہرے کی کیفیت کیا ہے؟ اس نے کہا مٹی نے اسے بوسیدہ کر دیا۔ میں نے کہا تم نے تو کاہ ہے کہ اپنے کئے کی سزا پا رہا ہے؟ کہنے لگا: اے بردار! میں جانتا ہوں کہ جسم قبروں کے اندر گل جاتے ہیں اور آخرت میں اعمال زندہ ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا وہ ایسے گل جاتے ہیں کہ کوئی شے باقی نہیں رہتی، پھر قیامت کے دن چلے آئیں گے، بخدا! اے بھائی وہ آزمائش میں پڑیں گے حتی کہ وہ بوسیدہ ہو جائیں گے اور پھر تیزی سے صورِ اسرافیل پھونکے جانے پر اٹھیں گے۔

کسی نے یہ بھی لکھا ہے۔

مٹی میں جانے والوں کا کیا حال ہے، اسے اسکے غم واندوہ رُلائیں گے، اسے زندگی جیسی تروتازگی نہیں ملے گی اس کے چہرے کا حسن ختم ہو جائیگا، قبر میں اس کا ہر جوڑ علیحدہ ہو جائیگا، اس کا مال تقسیم ہو چکا ہوگا، یہ دن انسان کے ساتھ ایسے ہی کھیل کھیلیں گے اور ہر قسم کا مال ختم ہو جائیگا۔

"فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی دیکھا، وہ رو رہا تھا، میں نے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے اہلِ قبر کی کلام نے رلایا ہے، میں نے پوچھا، کیا کلام ہے؟ اس نے کہا میں قبرستان میں تھا تو قبر سے آواز آئی۔

" اے قبروں پر آنے والو! اہلِ قبور سے پوچھو کہ آج صاحب عزت اور حقیر شخص کہاں ہیں اور کہاں ہیں طاقت اور ذلیل؟

سب مر چکے ہیں، کوئی ان کی خبر دینے والا نہیں رہا، خبریں بھی ختم ہو گئیں،

Marfat.com

اے گذرے ہوئے لوگوں کے بارے میں پوچھنے والے! تمہیں اہلِ قبور کو دیکھ کر نصیحت حاصل نہیں ہوئی؟ تم صبح وشام یہاں آتے رہو گے، مٹی تمہیں آزمائش میں ڈالے گی اور تم ان صورتوں کے حسن کو بھول جاؤ گے۔"

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں قبرستان گیا اور اہلِ قبور کو آواز دی، اتنے میں کسی نے غائبانہ آواز دی۔

"وہ سب لوگ فناء ہو گئے، ان کی خبر دینے والا کوئی نہیں رہا، سب ختم ہو گئے اور انکی خبریں ختم ہو گئیں۔"

ابن براء کہتے ہیں کہ میں نے ایک قبر پر یہ اشعار لکھے دیکھے۔

"مجھے میری بادشاہی سے موت نے نکال دیا ہے، اب میرا ٹھکانہ مٹی ہے، براہِ خدا جو شخص بھی میری قبر دیکھے، عبرت حاصل کرے اور گردش زمانہ سے خوف رکھے، میں اپنے جرم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور میں اللہ سے اپنی کامیابی کا سوال کرتا ہوں جب میں اس سے ملوں، دنیا والوں کا ٹھکانہ ایسا ہی ہے اگرچہ وہ نعمتوں سے مالا مال تھے، سب کو زمانہ نے دھوکا دیا ہے۔"

ابن ابوالدنیا نے شیراز میں ایک قبر پر لکھا ہوا دیکھا:

"دوستی کا دم بھرنے والے دوست چلے گئے، مزار ان سے دور ہو گیا، وہ تمہیں سلام کرنے آئیں گے، تمہیں ذلیل کریں گے کہ تو پردیس میں ہے، وہ تیرے ساتھ انس ومحبت نہیں کرینگے اور نہ تیرا دکھ دور کر سکیں گے، اللہ نے فیصلہ کیا تو تو اس قبر والے گڑھے میں آ گیا، یہاں کے دوستوں کے پاس لوگ تمہیں چھوڑ کر چلے گئے۔"

بصرہ میں ایک اور قبر پر لکھا ہوا دیکھا گیا۔

Marfat.com

موت یاد رکھنے کے وقت غفلت کرنیوالے! تھوڑے دنوں بعد تو بھی ان قبروں میں ہوگا، قبر میں داخل ہونے سے قبل اپنے اس مقام کو یاد رکھا کر اور خواہشاتِ دنیا سے توبہ کر، یہ وقت ہر ایک پر آنا ہوتا ہے لہٰذا اس کے مصائب کو یاد رکھو، دنیا کی زینت پر مطمئن نہ ہو جاؤ، اے عقلمندو! موت عنقریب ہی آجائے گی۔"

ایک اور قبر پر یہ لکھا تھا "جلد تو میرے ذکر سے غافل ہو جائے گا اور مجھ سے دوستی بھلا بیٹھے گا، میرے بعد میرے دوستوں کے نئے دوست بن جائیں گے۔"

ایک اور قبر پر یہ لکھا تھا "جب میری زندگی میں سے دوست گھٹ جائے گا تو رونے والیاں تھوڑے ہی دن مجھ پر روئیں گی۔

ایک اور قبر پر یہ لکھا تھا "موت کا دریا ایسا ہے اسکی موجیں غالب ہیں، تیرنے والے کا کوئی حیلہ ان کے سامنے کارگر نہیں ہو سکتا، میری نصیحت دھیان سے سن رکھو، قبر میں تقوٰی اور عمل صالح جیسا کوئی ساتھی نہ ہوگا۔"

ایک اور قبر پر یہ لکھا تھا "مرنے سے قبل اپنی جوانی پر نظر ڈالو کہ اس سے کیا کام لے رہے ہو اور آج کے دن کیلئے اعمالِ صالحہ کرلو۔"

ایک اور قبر پر یہ لکھا تھا "قبر میں نہ فطرانہ، نہ عیدیں اور نہ ہی عشرہ محرم ہو گا، بس اہل خانہ سے قرب کے باوجود دوری ہوگی اور میری طرح قبر ہی میں آنا ہوگا۔"

ایلہ میں ایک قبر پر یہ لکھا تھا "قریب گھر کے باوجود میں بعید ہو گیا ہوں، اب میرا ٹھکانہ پتھر ہیں"

ایک جنگل میں ایک قبر پر لکھا تھا "مجھ جیسے پردیسی پر رونے والے پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے، قبر کی دھوڑ اڑ گئی اور میرا سارا حسن خاک میں مل گیا۔"

Marfat.com

ایک اور قبر پر یہ لکھا تھا۔ ''اب میں قبر میں اکیلا ہوں۔ میرے اہل وعیال مجھے چھوڑ گئے، انہوں نے مجھے میرے گناہوں کے حوالے کر دیا، معافی نہ ملنے کا مجھے خوف رہتا ہے۔''

ایک قبرستان کی دیوار پر یہ لکھا تھا۔ ''اے قبروں پر ٹھہرنے والے، اے غائب ہو جانیوالوں کے پاس آنیوالے! یہ لوگ مٹی میں پوشیدہ ہو چکے ہیں اور صورِ اسرافیل کی انتظار کر رہے ہیں لہٰذا ہمارے ٹھکانے پر غفلت میں نہ پڑو، کل تمہیں بھی یہیں آنا ہے۔''

طبرستان میں ایک قبر پر یہ لکھا تھا۔ ''کیا تم میرا ٹھکانہ دیکھ نہیں رہے، کل تمہیں بھی اسی مٹی میں آنا ہے جس نے میری جوانی بوسیدہ کر دی ہے۔ تم سب برابر ہو، ایک جیسے ہو، تمہاری راہ بھی میری طرح وہی ہے جو مجھ سے قبل والے لوگوں کی تھی۔''

ایک اور قبر پر یہ لکھا تھا۔ ''میں اپنے دوستوں سے اس وقت واقف ہوا جب میں دوڑنے والے قطاروں میں کھڑے گھوڑوں کی طرح انہیں قطار در قطار دیکھ رہا تھا پھر میں جب رونے لگا اور میرے آنسو ٹپکنے لگے تو میری آنکھوں نے ان قبروں کے درمیان میرا ٹھکانہ دیکھا۔''

ایک قبر پر یہ لکھا تھا۔ ''اے آنے والے اب تو قبر والوں سے واقف ہے جیسے میں بھی کبھی واقف تھا لیکن میں تو عبرت حاصل نہ کر سکا، تم ابھی سے اپنی ایک منزل مقرر کر لو۔''

ایک وزیر نے وصیت کی کہ میری قبر پر اشعار لکھ دینا۔ ''اے دنیا میں یقینی طور پر اہل و مال! در بنائے ہوئے محلات پر اکڑنے والے! جب موت تجھے اپنی لپیٹ

Marfat.com

میں لے لے گی تو ہمیں دیکھ کر عبرت حاصل کر۔"

بلادِ انطابلس میں ایک شیخ نے بتایا کہ تین بھائی تھے جن میں سے ایک بادشاہ کا ساتھی تھا اور شہروں پر حاکم تھا، ایک نامور تاجر تھا، لوگ تجارت میں اسی سے مشورے لیتے تھے اور تیسرا بھائی زاہد تھا، اپنے رب کی عبادت میں مگن تھا۔

سب سے پہلے عبادت گذار قریب المرگ ہوا تو اس کے دونوں بھائی اس کے پاس تھے، اس نے ان سے کہا جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے غسل و کفن دیکر فلاح ٹیلہ پر دفن کر دینا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ کر تختی لگا دینا۔

"ایسا شخص زندگی کی لذتیں کیسے لے گا جسے پتہ ہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ مجھ سے حساب لے گا، وہ اپنے بندوں سے ظلم کا حساب لے گا اور دنیا میں کی گئی نیکیوں کی جزاء دیگا۔"

جب تم یہ کام کر لو تو میری قبر پر روزانہ آتے رہنا تا کہ تمہیں نصیحت حاصل ہو جائے چنانچہ اس کے بھائیوں نے ایسا ہی کیا، اس کا بھائی آ کر قبر کے پاس کھڑا ہو جاتا، ایصال ثواب کرتا اور رونے لگتا، تیسرے دن آیا، واپس ہونے لگا تو قبر کے اندر سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔ قریب تھا کہ اس کا دل پھٹ جاتا چنانچہ وہ ڈرتے ہوئے واپس آ گیا۔ رات ہوئی تو اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا، اسے کہنے لگا اے بھائی! میں نے تیری قبر سے کس چیز کی آواز سنی تھی؟ اس نے کہا وہ گرز کی آواز تھی، فرشتے نے مجھے کہا تو نے فلاں مظلوم دیکھا تھا لیکن اس کی مدد نہیں کی۔ یہ خواب سے بیدار ہوا، نہایت پریشان تھا، اپنے بھائی اور خاص خاص لوگوں کو بلایا اور خواب کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں تم میں ہمیشہ نہیں رہوں گا۔ چنانچہ اس نے حکومت چھوڑنے

Marfat.com

کیلئے ملک بن مروان کو خط لکھ دیا چنانچہ اس نے چھٹی دیدی۔اس کے فوت ہونے کا وقت آپہنچا، اس وقت وہ ایک پہاڑ کے قریب چرواہوں میں موجود تھا، اپنے بھائی کو بلا بھیجا، وہ آ گیا، تو اسے کہا، میں فوت ہو جاؤں تو میری قبر میرے بھائی کے ساتھ بنانا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا۔

''وہ شخص زندگی کی لذتیں کیسے لے گا جسے پتہ ہو کہ جلد ہی اسے اچانک موت آنیوالی ہے اور وہ اس سے عظیم ملک چھین لے گی اور اسے اس گھر میں داخل کر دے گی جس کے وہ لائق تھا۔''

پھر تین دن تک میری قبر پر آنے کا عہد کرو اور میرے لئے رحمت الٰہی کی دعا کرنا۔یہ کہہ کر وہ فوت ہو گیا۔چنانچہ اس کے بھائی نے وصیت پر عمل کیا، تیسرا دن آیا تو واپس ہوتے وقت قبر سے کسی چیز کی آواز آئی آواز اتنی خوفناک تھی کہ اسے عقل جاتے ہوئے دکھائی دی چنانچہ وہ پریشانی کے عالم میں واپس آ گیا۔

رات ہوئی تو اس نے اپنے اسی بھائی کو دیکھا، اس نے پوچھا اے بھائی تو میرے پاس آیا ہے، تمہاری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا خیریت ہے، پھر پوچھا میرے دوسرے بھائی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ وہ بڑے بڑے ائمہ کرام کے ساتھ ہے۔اس نے کہا اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ تو اس نے کہا جو آگے بھیجو گے وہی پاؤ گے لہٰذا اس وقت کو غنیمت جانو اور اپنی تیاری کر لو۔

صبح ہوئی تو اس نے اپنا کچھ مال تقسیم کر دیا اور کچھ فروخت کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا، اس کا بیٹا بہت خوبصورت تھا، جوان ہو گیا، وہ تجارت کرتا تھا اور خوب تاجر تھا۔اس کا باپ قریب المرگ ہوا تو اپنے بیٹے سے کہا جب میں مرجاؤں تو

Marfat.com

قبروں کو یاد کرتے رہنا اور ان میں غور وفکر کرتے رہنا اور دفن کر کے میری قبر پر یہ شعر لکھ دینا۔

"ایسا شخص زندگی کی لذت کیا لے گا جو قبروں کی طرف جانیوالا ہے جس کی منزلیں جوانی گنوا دینے والی ہیں اور جسکی وجہ سے چہرے کا حسن باقی نہیں رہتا اور اسکے جوڑ اور جسم گلنے والے ہوتے ہیں۔

بارھواں باب

قبروں کا ذکر کرنا مستحب ہے، اموات کے احوال میں تفکر کرنا چاہئے اور سلف کے احوال بیان کرنے چاہئیں۔

حدیثِ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ سے حد درجہ حیاء کرتے رہو، یعنی حقِ حیاء ادا کرو۔" صحابہ کرام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! الحمد اللہ ہم حیا تو کرتے ہیں، فرمایا ایسے نہیں بلکہ استحیاء (مکمل حیاء کرنا) سے مراد یہ ہے کہ انسان "حقِ حیاء" ادا کرے، اور وہ یہ ہے کہ اپنے سر اور پیٹ وغیرہ کی حفاظت کرے، موت اور آزمائشوں کو یاد رکھے اور جسے آخرت میں بہتری کی ضرورت ہے اسے چاہئے کہ دنیا کی زیب وزینت سے کنارہ کشی کرے، جو ایسے کام کرے گا (معلوم ہوگا کہ) اس نے حقِ حیاء ادا کر دیا۔" [1]

طبرانی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز تھے، صحابہ کرام ارد گرد تھے، خطبہ ہو رہا تھا، دوران

---

(۱) ترمذی شریف، کتاب صفۃ القیامہ

Marfat.com

خطبہ ارشاد فرمایا: قبر اور اسکی آزمائش کو یاد رکھو" بار بار یہ ارشاد ہوتا رہا اور آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرام منبر کے ارد گرد بیٹھے زار و قطار روتے رہے۔ [1]

ترمذی شریف میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ہے فرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے: وہ آدمی برا ہے تکبر کرتا ہے اور کبیر و بلند مرتبہ رب کو بھولا ہوا ہے، وہ آدمی برا ہے جو جبر اور زیادتی کرتا ہے اور اللہ جبار و اعلیٰ کو بھولا ہوا ہے، وہ آدمی بھی برا ہے جو غافل ہے اور کھیل کود میں لگا ہے اور قبر اور اسکے اندر گل جانے کو بھولا ہوا ہے، وہ آدمی برا ہے جو سرکشی کرتا ہے اور دنیا کی ابتداء و انتہاء کو بھولا ہوا ہے، وہ آدمی برا ہے جو دنیا سے دین سے کو دیتا ہے، وہ آدمی برا ہے جو دین میں شبہات ڈالتا ہے، وہ آدمی برا ہے جو بندۂ طمع ہے یہ طمع اسے برائی کی طرف لے جائیگا، وہ آدمی برا ہے جو گمراہ کر دینے والی خواہشات میں گھرا ہوا ہے، وہ بندہ برا ہے جو ادھر ادھر کی رغبت رکھتا ہے (دین کی نہیں) یہ رغبت اسے ذلیل کر دے گی۔" [2]

حضرتِ ضحاک نے بتایا کہ ایک آدمی نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، سب سے زیادہ زاھد کون ہوتا ہے؟ فرمایا: جو قبر اور آزمائش (بوسید ہونا وغیرہ) کو نہیں بھولتا اور دنیا کی فضیلت کو اپناتا ہے اور باقی رہنے ولی چیز کو فانی کے مقابلہ میں بہتر سمجھتا ہے، اور آنے والے کل کو حیثیت نہیں دیتا اور اپنے آپ کو اہلِ قبور میں شمار کرتا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے، فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھوں پر ہاتھ مبارک

---

(۱) مجمع الزوائد ۱۰/۲۸۴ (۲) ترمذی شریف، کتاب صفۃ القیامہ

Marfat.com

رکھ کر فرمایا: دنیا میں اجنبی یا مسافر جیسے ہو جاؤ اور اپنے آپ کو اہلِ قبور سے شمار کرو۔[1]

ایک دن حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک دوست سے فرمایا، اے دوست! آج میں نے تفکر میں رات گذاردی ہے۔ دوست نے کہا کس چیز میں تفکر کرتے رہے؟ فرمایا قبر اور اہلِ قبر کے بارے میں، اگر تو دفن کے تین دن بعد میت دیکھے تو انتہائی انس و محبت کے باوجود اسکے قریب جانے سے خوف محسوس کرے گا، اور ایسے گھر کو دیکھے گا جس میں کیڑے مکوڑے دوڑتے ہوں، میت میں پیپ پڑ چکی ہوگی اور اسے کیڑے کھا رہے ہونگے، بدبو آرہی ہوگی، کفن بوسیدہ ہو چکا ہوگا حالانکہ پہلے خوبصورت تھا اور صاف ستھرا تھا۔" پھر آپ سسکیاں لے کر رونے لگے اور آپ پر غشی طاری ہوگئی۔

محمد بن کعب قرظی نے بیان فرمایا، مجھے حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نے بلا بھیجا تو میں حاضر ہوا، اور دیر تک ان کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ حضرت عمر نے فرمایا، "ابنِ کعب! جب میں مدینہ طیبہ میں تھا تو تم اس طرح مجھے نہیں دیکھتے تھے، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی ہاں امیر المومنین! میں دیکھ رہاں ہوں، آپ کا رنگ تبدیل ہو چکا ہے اور جسم کی حالت بھی دیکھ رہا ہوں۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابنِ کعب! (تم اتنا دیکھ کر ہی پریشان ہو گئے) مجھے قبر میں دفن کے تیسرے دن بعد دیکھنا جب میری دونوں آنکھیں باہر نکل چکی ہونگی، پیپ اور کیڑے ناک کے سوراخوں سے نکل رہے ہوں گے اور میں پہچانا نہیں جاسکوں گا۔"

---

(۱) بخاری شریف، کتاب الرقاق

Marfat.com

ایک دن ایک فقیہ (دین کی سمجھ والا) حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی سبحان اللہ! لگتا تھا کہ وہ آپ کی حالت دیکھ کر تعجب کر رہا ہے، کہنے لگا ہمارے بعد تو آپ کی حالت ہی بدل گئی؟ کیا کام زیادہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا، بہت بڑے بوجھ ہیں اور بھاری ذمہ داری ہے۔ پھر فرمایا۔ موت کے تین دن بعد قبر میں دیکھنا جب آنکھ کا ڈیلہ بہہ کر گالوں پر بہہ چکا ہوگا، ہونٹ دانتوں سے الگ ہو چکے ہوں گے، منہ کھلا ہوگا، پیٹ سے بدبو اٹھ رہی ہوگی، سینہ ابھر چکا ہوگا اور پیٹھ سے پیپ نکل رہی ہوگی۔

حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما۔ نے شام کے ایک شہر کے لوگوں کو لکھ بھیجا: "امابعد! دیکھو! ابنِ آدم کے جسم کو مٹی کئی جگہوں سے کھائیگی، کیڑوں کے چلنے پھرنے کیلئے اس جسم میں کئی راستے ہونگے (اس میں تفکر کرتے رہو) میری ذمہ داری ہے کہ تمہیں بتاؤں، اس دن کو کبھی نہ بھولنا جس میں تمہیں اللہ کے ہاں پیش ہونا ہے۔

ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز اپنے ایک رشتہ دار کے جنازہ میں شامل ہوئے، جنازہ پڑھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر وعظ و نصیحت کرنے لگے، آپ نے پہلے دنیا کا ذکر کیا اور پھر اسکی برائی بیان کی، اہلِ دنیا کی ذمہ داریاں بتائیں، دنیا کی نعمتوں سے ان کا استفادہ بیان کیا اور پھر بتایا کہ یہ سب کچھ کر کے تمہیں آخر کار قبروں میں جانا ہے۔

دورانِ خطبہ آپ نے یہ بھی فرمایا اے مسلمانو! جب تم اہلِ قبور کے پاس جاؤ' انہیں ممکن ہو تو انہیں آواز دو، بلا سکتے ہو تو بلاؤ، ان کے مراتب کا خیال رکھو، پوچھو کہ ان کے غنی کے پاس کیا بچا؟ ان کے فقیر کے پاس کیا بچا، ان سے زبانوں کے بارے

Marfat.com

پوچھو جو بولتی تھیں، آنکھوں کے بارے میں سوال کرو جن سے لذت لینے کیلئے دیکھتے تھے، پوچھو ان کی جلد کا کیا بنا؟ خوبصورت چہروں سے کیا ہوا، نعمتیں کھانے والے جسموں کے بارے پوچھو کہ کیڑوں نے ان کے کفن کے اندر ان سے کیا سلوک کیا، کیڑے انہیں گلے تک کھا گئے، انہیں بدشکل کر دیا، حسن مٹا دیا، کمریں توڑ دیں، اعضاء ننگے کر دئے (گوشت کھا کر) ہڈیاں چور کر دیں، پوچھو ان کے مکان اور قبے کہاں گئے، ان کے خادم اور غلام کہاں گئے، جمع شدہ مال کہاں گیا، آج یوں لگتا ہے جیسے زمین پر چلے ہی نہیں اور نہ یہاں کوئی ٹھکانا بنایا، نہ ہی کوئی درخت لگایا، کیا انہیں کھلی جگہ نہیں مل سکی؟ کیا ان کیلئے دن اور رات برابر نہیں ہیں، کیا گھپ اندھیرے میں نہیں ہیں؟ اب ان کے اور عمل کے درمیان فاصلہ پڑ گیا ہے، یہ دوستوں کو چھوڑ نہیں گئے،؟ کتنے ہی نعمتوں والے مرد اور عورتیں گذر گئے اور ان کے چہرے گل چکے ہیں، ان کے جسم گردنوں سے الگ ہو چکے ہیں، جوڑ چور چور ہو چکے ہیں، آنکھیں ابل کر رخساروں پر بہہ گئیں، منہ خون اور پیپ سے بھر گئے، ان کے جسموں میں کیڑے رینگنے لگے، کیڑوں نے ان کے اعضاء الگ الگ کر دئے تو تھوڑے ہی عرصے بعد ان کی ہڈیاں آٹے کی طرح ہو گئیں (گل گئیں) وہ باغات سے دور کر دئے گئے آج وہ فراخی کی بجائے تنگی کا شکار ہیں، ان کی عورتوں نے اور شادیاں کر لیں، ان کے لڑکے راستوں میں پریشان پھرنے لگے، ان کے رشتہ دار گھروں اور بستیوں میں بکھر گئے، واللہ! ان میں ایسے بھی ہیں جنہیں قبروں میں فراخی دیدی گئی۔

اے کل کو قبروں میں چلے جانو والو! تمہیں دنیا سے کس چیز نے دھوکا دیا، اب بتاؤ تمہارے کھلے گھر اور جاری نہریں کہاں گئیں، تمہارے پھل کہاں چلے گئے،

Marfat.com

بہترین کپڑے کہاں گئے، خوشبوئیں کہاں گئیں، سردیوں اور گرمیوں کی پوشاکیں کہاں ہیں؟ کیا سب کچھ ہاتھ سے نکل نہیں چکا؟ اب اس کے نفس سے کسی چیز کو ہٹانے والا کوئی نہیں اب تو وہ پسینہ میں شرابور ہیں، پیاس سے اس کی زبان باہر نکلتی ہے، سکراتِ موت میں کانپ رہا ہے، آسمان سے حکم آچکا ہے، قدر و قضاء کے مالک نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اے والد، بھائی اور بچے کی پردہ پوشی کرنے والے اور نہلانے دھلانے والے، اے میت کو کفن دینے والے اور اسے قبر میں داخل کرنے والے! اور پھر واپس آجانے والے! افسوس! اب بتا! تیرے کس اخسار سے جسم گلنا شروع ہوا ہے۔ اے مہلک چیزوں کے ہمسائے تو تو موت کے محلّہ میں آگیا ہے، میرے دنیا سے رخصت ہوتے وقت ملک الموت سے ملاقات کون کرائے گا۔

اس خطاب کے بعد آپ صرف ایک جمعہ تک زندہ رہے۔

اس خطبہ کے آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا ''تم نہیں جانتے کہ تم اس وقت مردوں کے لباس میں ہو؟ تمہارے بعد والے یہ لباس پہن کر بوسیدہ کریں گے، یونہی ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ کی طرف بلا لئے جاؤ گے۔ اب یہاں تم آتے جاتے رہو گے۔ کام پورا ہو گیا، پھر تم اسے قبروں کے سپرد کر دو گے ا اور گہرے گڑھے میں ڈال دو گے، جہاں کوئی تکیہ وغیرہ نہ ہو گا، دوست اسے چھوڑ جائیں گے، سامان لے لیں گے اور مٹی میں ٹھکانہ کرے گا، حساب و کتاب کا سامنا ہو گا، اس وقت دنیا بھول چکی ہو گی، اور آخرت کی فکر ہو گی۔

اور پھر آپ یہ اشعار بھی پڑھتے۔

''بتلاؤ ایسا کون ہے کہ جب دھوپ یا غبار چہروں پر پڑ رہا ہو گا تو نقصان اور

Marfat.com

تکلیف سے انہیں بچائے گا؟ اور ایسا کون ہے جو سائے سے فائدہ حاصل کرے تاکہ اس کی تروتازگی باقی رہے، ؟ وہ گرد آلود جسم دیکھ کر یہاں کیسے ٹھہرے گا جبکہ وہ قبروں کو میں جانے کو ناپسند کرتا تھا، ؟ اور اب کون ہے جو تروتازہ رہنے کے لئے سایہ تلاش کرے، اس قبر میں جو غبار آلود اور تاریک ہے، مٹی کے نیچے دیر تک ٹھہرنا اس کے غم میں اضافہ کرتا رہے گا۔ ایسی تیاری کرو جس کے ذریعے ردی ہونے اور بوسیدہ ہونے سے بچ سکو۔"

محمد بن واسع' بلال بن ابو بردہ کے پاس گئے اور قضاء وقدر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بتایا تمہارے ہمسائے اہلِ قبور ہونگے، ان میں غور وفکر کرتے رہو، تمہیں اللہ کی قضاء وقدر کا پتہ چل جائے گا۔"

مغیث اسود زاہد نے فرمایا' روزانہ قبروں کی زیارت کرتے رہا کرو، تمہیں موت یاد دلائیں گی۔"

نصر بن منذر نے اپنے بھائیوں سے کہا: اپنے دلوں سے آخرت کی طرف توجہ کرو، اپنے اصل ٹھکانے کا مشاہدہ اپنے تو ہم سے کرو، قبروں میں اپنے دلوں کا تکیہ بناؤ یقین کرلو کہ یہ سب کچھ ہونیوالا ہے ابھی سے اپنے نفس کیلئے نفع اور نقصان پسند کرلو۔

عبداللہ بن مبارک ایک قبر کے پاس گئے جہاں ایک راہب بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا" اے راہب دنیا کے خزانوں میں سے تیرے پاس دو خزانے ہیں جن سے تو عبرت حاصل کرسکتا ہے، مالوں کا خزانہ اور آدمیوں کا خزانہ۔"

احمد بن ابو الحواری کہتے ہیں کہ میں نے مضر بن عیسٰی سے سنا' فرماتے تھے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ ایسی قوم پر رحم فرمائے جو دل کی گہرائیوں سے قبروں میں گئے اپنے بھائیوں کی زیارت کرتے ہیں، جبکہ وہ اپنی اپنی قبروں میں قیام پذیر ہیں اور اپنے احوال میں فکر کرنے کے ذریعے اپنی زیارت کی طرف مائل کرتے ہیں۔

محمد بن صبغی کہتے ہیں ایک دن غنام بن علی نے کپڑے جھاڑے، وہ ہمراہیوں کے ساتھ تھا۔ ایک نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگے مجھے لحد یاد آ گئی تھی۔

محمد بن احمد، ہشام دستوائی کا قول بتاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب میں کفن میں ڈھکی میت کو یاد کرتا ہوں تو مجھے نصیحت ہوتی ہے۔"

حسین بن عبدالرحمٰن نے کہا ہے رونے والا قبر کی ہولناکیوں پر رویا کرے، کسی بھی دن نہ تو قبر کو بھولے اور نہ اپنے بوسیدہ ہو جانے کو، اتنا غم کیا کم ہے کہ ایک باعزت کی یہاں عزت یہ ہے کہ وہ مٹی میں کھڑا ہے۔"

Marfat.com

تیرھواں باب

سلف صالحین قبور سے نصیحت حاصل کرنے پر زور دیتے رہے

حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبے میں فرماتے "وہ حسین کہاں گئے جن کے چہرے بڑے خوبصورت تھے، جن کی جوانیاں قابلِ رشک تھیں، جو میدانِ جنگ میں کبھی مغلوب نہ ہوتے تھے، وہ کہاں گئے جنہوں نے شہر بنائے اور پھر گرداگرد دیواریں کر کے مضبوط قلعے بنا دیے، آج سب ذلیل وخوار ہو گئے اور قبروں کی اندھیر کوٹھڑیوں میں چلے گئے۔ الٰہی ہمیں پناہ دے دے اور نجات عطا فرما دے۔"

حسن کے پاس ایک جوان آدمی آیا، اس کے اوپر ایک خوبصورت چادر تھی۔ جوان نے کہا، "اے ابنِ آدم! تو اپنی جوانی پر خوش ہے، اپنے حسن و جمال پر راضی ہو رہا ہے، سن لو! یہ حسن و جمال اور جوانی گویا قبر ہیں جو تیرے جسم کو ڈھانپتے ہیں۔ تیرے اعمال سامنے آنیوالے ہیں، اپنے دل پر نظر رکھو کیونکہ اللہ تمارے دلوں کی اصلاح چاہتا ہے۔"

عبداللہ بن عیزار نے کہا، ابنِ آدم کے دو گھر ہیں، ایک گھر زمین کے اوپر ہے اور دوسرا زمین کے اندر، اس نے زمین کے اوپر والے گھر کی طرف توجہ کی اور اسے خوبصورت بنایا، اس میں شمال اور جنوب کی طرف دروازے رکھے، ان میں گرمیوں سردیوں کیلئے ہر انتظام کیا، پھر زمین والے گھر کی طرف توجہ کی تو اسے برباد کر دیا۔ کوئی آنے والا آیا اور اس نے کہا جس مکان کو تو نے سنوارا ہے اس میں کتنی دیر قیام کرے

Marfat.com

گا؟ کہا کوئی علم نہیں پھر کہا کہ جسے تو نے خراب کیا ہے اس میں کتنی دیر قیام ہوگا؟ کہنے لگا اس میں میرا قیام مستقل ہے۔ آنیوالے نے کہا۔ جب تجھے دونوں چیزوں کا اقرار ہے تو پھر غور سے کام لے تو تو ایک عقلمند انسان ہے (تجھے چاہئے کہ اس گھر کو سنوار جس میں تیرا قیام ابدی ہے)،،

دو دن اور دو یادگار راتیں

حضرت حسن نے کہا دو دن ہیں اور دو ہی راتیں، دنیا نے ان جیسے شب و روز نہیں سنے، ایک رات وہ ہے جسے تو اہلِ قبور کے ساتھ گذار دے کہ اس سے قبل تم نے کہیں بھی ایسی رات نہ گذاری ہو اور ایک وہ رات ہے جس کی صبح کو یومِ قیامت ہوگا بخدا ایک دن وہ ہے جب تیرے پاس اللہ کی طرف جنت یا دوزخ کی طرف بلانے والا آئے گا اور ایک دن وہ ہے جب تیرے ہاتھ میں اعمالنامہ دیدیا جائے گا۔

عمر بن ذر اپنے وعظ میں فرماتے اگر آرام سے (دنیا میں) رہنے والوں کو پتہ چل جائے کہ گلے اجسام کے ساتھ کیا ہوتا ہے تو وہ کوئی دن خالی نہ جانے دیں، ہر دن میں آخرت کا سامان کریں کیونکہ انہیں اس دن سے خوف ہوگا جس میں دل اور آنکھیں پھر جائیں گے۔

مطرف بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ قبر دنیا اور آخرت کے درمیان ایک منزل ہے، جو اس میں آخرت کیلئے زادِراہ لے کر جائے' اسے اچھا زادِراہ ہونے کی صورت میں اچھا بدلہ ملے گا اور برے زادِراہ کا برا بدلہ۔

حضرت حسن نے کہا: لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم مل چکا ہے اور ان کی حالت یہ

Marfat.com

ہے کہ ایک شخص دوسرے کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کھیل رہے ہیں۔

ایک شخص نے دوسرے سے کہا مجھے وصیت کرو! تو اس نے کہا مردوں کا لشکر تیری انتظار کر رہا ہے (اس لئے تم نیک اعمال کر کے وہاں جانا)

حضرتِ حسن ایک جنازہ میں شریک ہوئے، لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے، آپ نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے آج کے دن جیسے کام کرتے رہو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو اور توبہ تو بہ کرتے رہو' کیونکہ یہ اہل قبور ہیں، تم سے پہلے چلے گئے ہیں تم ان کے پیچھے جاؤ گے۔ اے اپنے بھائی سے پیچھے رہ جانے والے! تو بھی کل مرنیوالا ہے باقی تیرے بعد مریں گے حتیٰ کہ ایک دن سب کو موت اپنی لپیٹ میں لے لے گی، موت سب کو آنی ہے تکلیفوں میں ایک جیسے ہو جاؤ گے، پھر تمہیں قبروں کی طرف لے چلیں گے اور پھر ایک دن سب کو نکال کر تمہارے رب کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

بشر بن حارث نے فرمایا: " قبر اس شخص کیلئے بہتر منزل ہے جو اطاعتِ خداوندی کرے۔" فضل بن غسان نے کہا کہ ایک آدمی تیار شدہ قبر کے قریب سے گذرا تو کہنے لگا کہ مومن کا اصل ٹھکانہ تو یہ ہے۔

ایک شخص نے قبریں دیکھ کر کہا " یہ لوگ وہ سب کچھ پا چکے ہیں جن کی ہم خواہش رکھتے ہیں۔

عقبہ بزار کہتے ہیں، ایک اعرابی نے جنازہ دیکھا اور کہنے لگا، مبارک ہو، میں نے کہا تم کس بات پر اسے مبارک کہتے ہو؟ اس نے کہا، میں اسے کیوں مبارک نہ دوں جو کریم اور سخی کی حفاظت میں جا رہا ہے، اس کا قبر میں جانا بھی عظیم ہے اور اس کی معافی بھی عظیم ہوگی۔ عقبہ کہتے ہیں میں نے اس جیسا قول اس سے پہلے نہیں سنا تھا۔

Marfat.com

ابو معاویہ کہتے ہیں کہ جب بھی مجھے مالک بن مغول ملتے تو یہی کہتے: تجھے حیاتِ دنیا دھوکا نہ دے، قبر سے ڈرتے رہو اس لئے کہ قبر کی اپنی ایک حالت ہے۔ اور یہ بھی کچھ کام کریگی۔

احمد بن محمد ازدی کہتے ہیں' خالد بن احمد نے کہا، میں نے ایک دن علی بن جبلہ کو ساتھ لیا اور ہم ابو العتاہیہ شاعر کے پاس چلے گئے، وہ حرم میں تھے، ہم نے انتظار کی، اچانک آ گئے اور ایک حسین جوان ابراہیم بن مقاتل بھی ابو العتاہیہ نے اسے دیکھتے ہی کہا آ گئے" اے خوبصورت چہروں والو! تم مر جاؤ گے اور مٹی کے نیچے تمہارے چہرے گل جائیں گے، کپڑے بوسیدہ ہو جائیں گے، جتنی نعمتیں لینی ہیں' لے لو' عنقریب مٹی سے واسطہ پڑے گا، یہ دن تمہیں اطلاع دے رہے ہیں کہ ایک دن سب بھائی اور ساتھی چھوڑ جائیں گے۔"

ابو العتاہیہ کے کہنے پر خالد نے کہا: اے زمین پر ٹھہرنے والو! قبروں کی طرف جانے کی تیاری کر لو' تمہیں مٹی سے واسطہ پڑے گا، جیسے چاہو اچھے کپڑے پہن لو، قبر میں جا کر کپڑے نہیں رہیں گے۔"

ابن السماک نے کہا۔

"میرے رشتہ دار میری قبر کے ارد گرد ایسے پھرتے ہیں جیسے مجھے جانتے نہ ہوں، مال والے میرا مال تقسیم کر رہے ہیں اور انہیں یہ پرواہ نہیں کہ میرے قرض اتار دیں، انہوں نے اپنے حصے لے لئے ہیں اور عیش کر رہے ہیں، اللہ کی قسم میں حیران ہوں کہ کتنی جلدی انہوں نے مجھے بھلا دیا ہے۔"

ابو جعفر قرشی نے کہا۔

Marfat.com

''میتیں تجھ سے سرگوشی کرتی ہیں حالانکہ وہ چپ ہیں، قبر والا مٹی کے نیچے پوشیدہ ہے، اے بے فائدہ دولت جمع کرنے والے، تو مالِ دنیا کس لئے جمع کر رہا حالانکہ تمہیں پتہ ہے کہ تم نے مر جانا ہے''

جب حضرت داؤد طائی کے جنازہ سے لوگ واپس ہوئے تو ابن السماک نے کہا۔

''لوگ تو اپنے گھروں کی طرف چلے گئے، میت کے ساتھ دھوکا کیا گیا اور اسے دفنا دیا گیا (حالانکہ اس کے ساتھ بہت لوگ آئے تھے، سب چلے گئے اور اسے دھوکے سے دفن کر گئے)

میت اپنے اعمال کی وجہ سے نفس کے آگے گروی ہوگئی، اس کے آزاد ہونے کی امید نہیں ہے، میت کے نیک اعمال اسے فائدہ دیں گے جبکہ برے اعمال اسے ضرر دیں گے۔

قبروں پر جا کر دیکھو تو سہی اگر تم ان سے واقف ہو، اللہ تجھے جزا دے، ایسی کونسی چیز یا عمل ہے جسے قبریں چھپا لیں۔'

اے مغرور! قبور ہی میں تمارے لئے نصیحت ہے، اے متکبر انہی سے عبرت حاصل کر لے۔

ابو العتاھیہ نے کہا۔

''چھوڑ دو! (دنیا سے خیال ہٹا لو) اے بلند ترین محلوں میں رہنے والو، تمہیں انکا حساب دینا پڑے گا اور تمہارے آگے تاریکی چھا جائے گی۔

سب سے رشتے توڑنے والا اور وحشت و تنہائی کے گھر میں ہر صورت جانا ہے اگرچہ تجھے خوبصورت اور تعجب میں ڈالنے والے گھر دھوکا دے رہے ہیں۔''

Marfat.com

کسی شاعر نے کہا۔

''زمین میں بہت سے وزیر، امیر، کم مرتبہ، غیر معروف اور حقیر لوگ دفن ہیں اور ٹھکانہ بنائے ہوئے ہیں...... مختصر دنوں میں سب قبروں کے ساتھ شامل ہو گئے، کسی فقیر اور غریب کا کی تمیز باقی نہیں رہی۔''

کسی اور شاعر نے لکھا۔

''اپنے نیک کاموں کا زادِ راہ ابھی سے آگے بھیجو کیونکہ قبر میں میت کا ساتھی وہی عمل ہوگا جو وہ کرتا رہا' اگر تو کچھ کرنا چاہتا ہے تو تجھے وہی کرنا چاہیے جس پر اللہ راضی ہو جائے۔

موت کے بعد انسان کا قبر میں وہی عمل ساتھی ہوگا جو وہ کرتا تھا۔

انسان اپنے اہلِ خانہ کے ہاں مہمان ہے، تھوڑے دن ٹھہر کر کوچ کر جائیگا۔''

ترجمہ
شاہ محمد چشتی سیالوی خوشنویس
ناظم جامعہ اجمیریہ، قصور
11-6-05
P.H. 049-2772040

Marfat.com

مآخذ و مراجع

1۔ صحیح بخاری شریف مع فتح الباری، مکتبہ سلفیہ، بیروت

2۔ صحیح مسلم شریف مطبوعہ نشر ادارۃ البحوث العلمیہ، ریاض ۱۴۰۰ھ

3۔ سنن ابوداؤد شریف مطبوعہ دارالفکر، بیروت

4۔ سنن ترمذی شریف دارالفکر، بیروت

5۔ سنن نسائی شریف دارالکتب العربی، بیروت

6۔ سنن ابن ماجہ شریف، داراحیاء التراث العربی ۱۳۹۵ھ

7۔ سنن دارمی شریف دارالکتاب العربی ۱۴۰۸ھ، بیروت

8۔ مؤطا امام مالک داراحیاء الکتب العربی، مصر

9۔ مسند احمد دارالفکر، بیروت

10۔ المستدرک للحاکم دارالکتاب العربی، بیروت

11۔ السنن الکبری للبیہقی دارالمعرفہ، بیروت

12۔ سنن الدارقطنی دارالمحاسن لاطباعہ، قاہرہ

13۔ موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان للھیثمی دارالکتب العلمیہ، بیروت

14۔ کشف الاستار عن زوائد البزار للھیثمی طبعہ اولیٰ ۱۳۹۹ھ

15۔ معجم الطبرانی الکبیر وزارۃ الاوقاف، عراق

Marfat.com

16۔ المصنف لعبدالرزاق الصعانی، طبع ثانیہ ۱۴۰۳ھ، المکتب الاسلامی، بیروت

17۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد للهیثمی الطبعۃ الثالثہ ۱۴۰۲ھ، دارالکتب العربی، بیروت

18۔ الموضوعات الکبریٰ لابن الجوزی تصویر دارالفکر بیروت

19۔ اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ للسیوطی طبعہ ۱۴۰۳ھ، دارالفکر، بیروت

20۔ تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ عن الاخبار الشنیعہ الموضوعہ لابن عراق، الکنانی، طبعہ ثانیہ ۱۴۰۱ھ، دارالکتب العلمیہ، بیروت

21۔ المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرہ علی الالسنہ، للسخاوی طبعہ اولیٰ ۱۴۰۵ھ، دارالکتاب العربی، بیروت

22۔ تذکرۃ الموضوعات لمحمد بن طاہر الطبعۃ الثانیہ ۱۳۹۹ھ، داراحیاء التراث العلمی، بیروت

23۔ العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ لابن الجوزی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ھ، تصویر دارالکتب العلمیہ، بیروت

24۔ الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ، محمد بن علی الشوکانی، دارالکتاب العربی، بیروت

25۔ مسند ابوداؤد الطیالسی، تصویر دارالمعرفہ، بیروت

26۔ تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، الطبعۃ الاولیٰ، مکتبہ انحانجی، قاہرہ ۱۳۴۰ھ، تصویر دارالکتاب العربی، بیروت

Marfat.com

27۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، الطبعۃ الرابعہ ۱۴۰۵ھ دار الکتاب العربی، بیروت

28۔ فردوس الاخبار للدیلمی الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۷ھ، دار الکتاب العربی، بیروت

29۔ مسند الفردوس لابی منصور شہرزاد دار الکتاب العربی، بیروت

30۔ تسدید القوس لابن حجر دار الکتاب العربی، بیروت

31۔ مسند الشہاب للقضاعی الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۶ھ، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت

32۔ عمل الیوم واللیلہ للنسائی الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۶ھ، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت

33۔ نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول، للترمذی دار صادر، بیروت

34۔ تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر طبعہ ۱۳۸۸ھ دار حیاء التراث العلمی، بیروت

35۔ تفسیر مجاہد بن جبیر رضی اللہ عنہ المنشورات العلمیہ، بیروت

36۔ مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ للبومیری الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۳ھ، الدار العربیہ، بیروت

37۔ کشف الخفاء ومزیل الالباس لاسماعیل العجلونی الطبعۃ الثالثہ ۱۴۰۳ھ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت ۳، ۴، ۵

38۔ مشکوٰۃ المصابیح للتبریزی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۹۹ھ، المکتب الاسلامی، بیروت

39۔ الروح لابن القیم الجوزی، دار الکتاب العربی، بیروت

40۔ شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور للسیوطی، الطبعۃ الاولیٰ، دار الکتاب العربی، بیروت

Marfat.com

41۔ الجامع الصغیر للسیوطی، تصویر دار الکتب العلمیہ، بیروت

42۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر لعبد الرؤف المناوی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۹۱ھ، دار المعرفہ، بیروت

43۔ التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرہ للقرطبی الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۸ھ، دار الکتاب العربی، بیروت

44۔ اثبات عذاب القبر وسوال الملکین للبیہقی ۱۴۰۷ھ دار الجیل بیروت

45۔ شرح العقیدہ الطحاویہ الطبعۃ الثامنہ ۱۴۰۴ھ، بیروت

46۔ من عاش بعد الموت لابن ابی الدنیا، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۷ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت

47۔ اساس البلاغہ للزمخشری ۱۳۹۹ھ، دار المعرفہ، بیروت

48۔ القول المسدد فی الذب عن المسند للامام احمد ابن حجر، پاکستان ومکہ الطبعۃ الربعہ، ۱۴۰۲ھ

49۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور للسیوطی، تصویر دار المعرفہ، بیروت

50۔ التبصرۃ والتذکرہ تصویر دار الکتب العلمیہ، بیروت

51۔ التقیید والایضاح بشرح مقدمۃ ابن الصلاح للعراقی، المکتبۃ السّلفیہ، مدینہ منورہ

52۔ تدریب الراوی للسیوطی دار الکتاب العربی، بیروت

53۔ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث للعراقی للسخاوی، المکتبۃ السّلفیہ،

Marfat.com

مدینہ منورہ، مطبعۃ العاصمہ قاہرہ

54۔ تہذیب التہذیب لابن حجر، الطبعۃ الاولیٰ، دائرۃ المعارف النظامیہ، ھند

55۔ تقریب التہذیب لابن حجر 1395ھ، بیروت دار المعرفہ

56۔ تقریب التہذیب 1409ھ، مکتبۃ التعاون

57۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی، تصویر دار المعرفہ، بیروت

58۔ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر الجزری، دار الکتاب العربی، بیروت

59۔ الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ للذھبی الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۲ھ، دار النصر للطباعہ، قاہرہ

60۔ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی، حیدر آباد دکن، ہند، ۱۳۷۱ھ

61۔ الاغتباط بمعرفۃ من رمی بالاختلاط، برھان الدین ابراھیم بن محمد، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۸ھ، بیروت

62۔ التاریخ الکبیر للبخاری، تصویر دار الکتاب العربی، بیروت

63۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی، تصویر دار احیاء التراث العربی، بیروت

64۔ المغنی فی الضعفاء للذہبی

65۔ طبقات المدلسین لابن حجر الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۵ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت

66۔ شرح مسلم للنووی، دار الکتاب العربی، بیروت

67۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر العسقلانی، دار الکتاب العربی، بیروت

Marfat.com

68۔ الاستیعاب لابن عبدالبر، دارالکتاب العربی، بیروت

69۔ تحفۃ الاشراف، بمعرفۃ الاشراف للمزی، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۲ھ، المکتب الاسلامی، بیروت

70۔ اِتحاف السادۃ المتقین للزبیدی

71۔ السنہ لابن ابی عاصم، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۵ھ، المکتب الاسلامی، بیروت

72۔ الشریعہ للآجری، دارالکتاب العربی، بیروت

73۔ احیاء علوم الدین للغزالی، دارالمعرفہ ۱۴۰۲ھ، بیروت

74۔ المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار، دارالمعرفہ، بیروت

75۔ البعث والنشور لابن ابی داؤد

76۔ المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، لابن حجر، دارالمعرفہ، بیروت

77۔ عمل الیوم واللیلہ لابن السنی، مکتبۃ التراث، قاہرہ

78۔ الزہد للامام احمد بن حنبل، ۱۹۸۶ء، دارالکتاب العربی، بیروت

79۔ الزہد والرقائق لابن المبارک، دارالکتب العلمیہ، بیروت

80۔ السنۃ للامام احمد بن حنبل، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۵ھ، دارالکتب العلمیہ، بیروت

81۔ المصنف لابن ابی شیبہ

82۔ الفائق فی غریب الحدیث للزمخشری

83۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی، الطبعۃ الثالثہ ۱۴۰۳ھ، المکتب الاسلامی، بیروت

Marfat.com

84۔ ضعیف الجامع الصغیر للالبانی، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۹۹ھ، المکتب الاسلامی، بیروت

85۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۳ھ، المکتب الاسلامی، بیروت

86۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ، الطبعۃ الرابعہ ۱۳۹۸ھ، المکتب الاسلامی، بیروت

87۔ المراسیل لابن ابی حاتم، طبعہ ثانیہ ۱۴۰۲ھ، مؤسسۃ الرسالہ

88۔ اللباب فی تہذیب الانساب لابن الاثیر الجزری، دار صادر بیروت

89۔ المغنی فی الضعفاء للذھبی

90۔ صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی الطبعۃ الاولیٰ، توزیع المکتب الاسلامی

91۔ ضعیف سنن ابن ماجہ للالبانی الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۸ھ، المکتب الاسلامی

92۔ صحیح سنن الترمذی للالبانی الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۸ھ، المکتب الاسلامی

☆☆☆

Marfat.com

کرمانوالہ بک شاپ
دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور
Voice:042-7249515